تاریخ آزاد ہند فوج

مستند اڈیشن

تاریخ آزاد ہند فوج

مع

مختصر حالات مقدمہ و ڈائری میجر جنرل شاہ نواز
و تقاریر کپتان شاہ نواز، کپتان سہگل لفٹننٹ ڈھلن

از

منشی عبدالقدیر

حالی پبلشنگ ہاؤس، دہلی

منشی عبدالقدیر نے جناح پریس دہلی میں
طبع کرا کر خود شائع کی۔

۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء

قیمت تین روپے صرف (۳؎)

فہرست مضامین

۱۔ تمہید	۹
۲۔ پیغام نیتاجی	۱۳
۳۔ پیام مولانا ابوالکلام آزاد۔	۱۵
۴۔ سبھاش چندر بوس کے حالات زندگی	
۱۔ سبھاش چندر بوس	۱۷
۲۔ سیاست میں دلچسپی	۲۰
۳۔ یورپ میں	۲۵
۴۔ والد کا انتقال	۲۵
۵۔ کانگریس کی صدارت	۲۶
۶۔ تری پوری کانگریس کی صدارت	۲۷
۷۔ فارورڈ بلاک	۲۹
۸۔ رام گڈھ کانگریس	۳۰
۹۔ بلیک ہول	۳۰
۱۰۔ پراسرار گم شدگی	۳۱
۱۱۔ گم شدگی کی داستان	۳۲
۱۲۔ انتقال کی خبر	۳۳
۵۔ آزاد ہند فوج کی تاریخ	
۱۔ آزاد ہند فوج کی تاریخ	۳۵
۲۔ آزادی کی جد وجہد	۳۷
۳۔ آزاد ہند فوج کے قیام میں سبھاش بابو کا حصہ	۳۸

۴- آزاد ہند فوج کے قیام کے اسباب	۳۸
۵- جدوجہد	۴۰
۶- آزاد ہند لیگ کا قیام	۴۱
۷- راش بہاری بوس	۴۲
۸- جاپانیوں کی مشتبہ نیت	۴۳
۹- جاپان کی آزاد ہند فوج کو مٹانے کی سعی	۴۴
۱۰- آزاد ہند فوج کی تنظیم	۴۵
۱۱- مخالفین کا پروپیگنڈا	۴۷
۱۲- سبھاش بابو کی رہنمائی	۴۸
۱۳- فوج کا پہلا پیغام	۴۹
۱۴- دلّی چلو	۵۰
۱۵- آزادی پسندوں کی فوج میں بھرتی	۵۱
۱۶- عام فوجیوں کا عہد نامہ	۵۳
۱۷- نیتاجی کا عہد نامہ	۵۳
۱۸- سپاہیوں کو اسپیشل پریڈ کے وقت حکم	۵۴
۱۹- انگریزی فوج کی آزاد فوج میں داخلہ کی شکل	۵۴
۲۰- جانباز فوج	۵۶
۲۱- عورتوں کی فوج	۵۷
۲۲- رانی جھانسی بائی رجمنٹ	۵۹
۲۳- عورتوں کی فوج کی تنظیم	۶۲
۲۴- جنگ آزادی کے لئے بیتابی	۶۲
۲۵- رانی جھانسی بریگیڈ کی تعداد	۶۴
۲۶ فوج کی تعداد	۶۴

۲۷- سپاہیوں کا عہد نامہ ۶۵

۲۸- جیب خرچ ۶۶

۲۹- زبردستی بھرتی ممنوع تھی ۶۶

۳۰- نعرہ کا جواب نہ دینا جرم تھا ۶۷

۶- عارضی حکومت کا نظام

۱- عارضی حکومت آزاد ہند کا قیام ۶۸

۲- نیتاجی کا عہد نامہ ۷۵

۳- عارضی حکومت کی تقسیم ۷۶

۴- کابینۂ جنگ ۷۷

۵- تفصیل سپریم کمانڈ ۷۸

۶- حکومت کے مصارف ۸۰

۷- آزاد بنک ۸۱

۸- محصول جائداد ۸۲

۹- عدل و انصاف ۸۳

۱۰- آرمی ایکٹ ۸۳

۱۱- آزاد حکومت کے مخبر ۸۴

۱۲- آزاد ہند حکومت کے اخبار ۸۶

۱۳- فوجی ترانے ۸۷

۷- اعلانِ جنگ

۱- نیتاجی بہادر شاہ کی قبر پر ۹۴

۲- عارضی حکومت کا اعلان جنگ ۹۵

۳- عارضی حکومت کے مرکز کی تبدیلی ۹۵

۴- نیتاجی کا خاص حکم ۹۶

۵- خون خون کا نعرہ — ۹۸
۶- کر و سب نچھاور — ۹۹
۷- کپتان شاہ نواز کی تقریریں — ۱۰۰
۸- غداروں کو سزا — ۱۰۱

۸- آزاد ہند فوج اور برطانوی حکومت

۱- آزاد ہند فوج اور برطانوی حکومت — ۱۱۳
۲- ہندستان میں اضطراب — ۱۱۳
۳- جواہر لال کی شعلہ بیانی — ۱۱۴
۴- حکومت کا اعلان — ۱۱۸
۵- صدر کانگریس کا مطالبہ — ۱۲۲
۶- کانگریس کی تجویز — ۱۲۳
۷- ڈیفنس کمیٹی اور حکومت ہند میں خط و کتابت — ۱۲۶
۸- ڈیفنس کمیٹی کا مطالبہ رد کر دیا گیا — ۱۳۰
۹- کیا حکومت مقدمہ چلا سکتی ہے — ۱۳۱

۹- مقدمہ کی کارروائی

۱- مقدمہ کی پوری کارروائی — ۱۳۵
۲- رہائی کا اعلان — ۱۵۳

۱۰- آزاد ہند فوج اور عدم تشدد کی جنگ

۱- آزاد ہند فوج اور عدم تشدد — ۱۵۶
۲- کپتان شاہ نواز کی تقریر (دہلی میں) — ۱۵۷
۳- سہگل کی تقریر " — ۱۶۱
۴- لفٹننٹ ڈھلن کی تقریر " — ۱۶۲

گذارش

آزاد ہند حکومت اور آزاد ہند فوج کے قیام اور ان کی سرگرمیوں سے ہندستان کی تاریخ کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہی۔ کوئی قوم اپنی تاریخ کے کسی حصہ سے انکار کرنے کے بعد ترقی کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتی۔ ہندستانیوں کا آزاد ہند حکومت آزاد ہند فوج اور فوج کے اُن افسروں سے ہمدردی اور دلچسپی لینا ایک قدرتی امر تھا۔ دلی کے لال قلعہ میں تین ہندستانی فوجی افسروں کے خلاف مقدمہ چلا کر جو ڈرامہ کھیلا گیا تھا وہ ہندستانیوں کے اس جذبہ کو ابھارنے میں ایک وقتی محرک کی حیثیت رکھتا ہی۔ ہندستانیوں کی دلچسپی اور وقت کی ضرورت کو دیکھ کر "تاریخ آزاد ہند فوج" کے نام سے ایک کتاب پیش کی گئی تھی۔ اس کتاب میں بعض مشکلات کی وجہ سے بہت سی خامیاں رہ گئی تھیں لیکن موضوع کی مقبولیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہی کہ ان خامیوں کے باوجود۔ یہ کتاب بہت جلد نکل گئی۔

اس مجموعے کی خصوصیات کے متعلق اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ پہلے مجموعہ میں بہت سے غیر متعلق واقعات زیر بحث آگئے تھے۔ مختلف مباحث کی ترتیب بھی اکثر جگہ درست نہ تھی۔ آزاد ہند فوج کے بعض رہا شدہ افسروں سے یہ معلوم ہوا کہ اس میں جو واقعات درج کئے گئے تھے وہ تاریخ کی کسوٹی پر بھی پورے نہ اترتے تھے۔ اس مجموعہ میں اُن تمام خامیوں کو دور کردیا گیا ہے۔ غیر متعلق واقعات کے حذف کرنے، نادرست واقعات کی صحت، نئی اور تاریخی ترتیب کے علاوہ اس مجموعہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سے ایسے ضروری واقعات شامل کردیئے گئے ہیں جن کے نہ ہونے کی وجہ سے مضمون تشنہ رہ جاتا تھا۔ آزاد ہند حکومت کا نظام، لفٹننٹ کرنل شاہنواز کی جنگی ڈائری، مقدمہ کے حالات اور رہا ہونے کے بعد آزاد ہند فوج کے جانباز افسروں کی تقریریں یہ سب ایسے مباحث ہیں جو پہلے مجموعہ میں نہ تھے۔

اس مجموعے میں ان سب کی موجودگی واقعات کی تاریخ کو اس نقطہ تک لے آتی ہے جہاں پہنچ کر آزاد ہند تحریک کا مفید پہلو منظر عام پر آتا ہے اور برطانوی حکومت کو رائے عامّہ کے آگے سر جھکانے کے علاوہ کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اس مجموعے کی خصوصیات واضح کرنے کے بعد ضروری ہے کہ مسٹر رگھونندن سرن اور ڈیفنس کمیٹی آفس کے کارکنوں کا شکریہ ادا کردیا جائے جن کی توجہات اور عنایتوں نے کتاب کو مفید اور صحیح بنانے میں بڑی مدد دی ہے ان حضرات نے ڈیفنس کمیٹی آفس کے فائل اور لفٹننٹ کرنل شاہنواز کی ڈائری دیکھنے کا موقع دیکر اور واقعات کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچا کر کتاب کی ترتیب

میں بڑی سہولت پیدا کر دی ہے۔

اس سلسلے میں میں آزاد ہند فوج کے ان افسران کا اور خاص طور پر ایس۔ اے جعفری صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے واقعات کی تصحیح کی تصدیق کی۔ یہ حقیقت ہے کہ تاریخ آزاد ہند فوج کے کسی پہلو پر ان لوگوں کے مشورے کے بغیر کچھ لکھنا تاریخ کو افسانوی درجہ دینے کے مترادف ہو جاتا۔

اس امر کا بھی اعتراف ضروری ہے کہ عبداللطیف صاحب اعظمی بی۔ اے (جامعہ) اور شمس محسنی بی۔ اے (جامعہ) اگر واقعات جمع کرنے اور کتاب کو بہتر اور مکمل بنانے میں میری مدد نہ کرتے تو یہ مجموعہ اس قدر جلد اور اتنی بہتر شکل میں میں آپ کے سامنے پیش نہ کیا جا سکتا۔

آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ کتاب کی ترتیب، کتابت اور طباعت کے تمام کام آزاد ہند فوج کے افسروں کی رہائی کے بعد عمل میں آئے ہیں۔ کتابت و طباعت کی مشکلات کے باوجود صرف تین دن میں کتاب کا چھپ چھپا کر آپ کی خدمت میں پہنچ جانا اشاعتی دنیا میں معجزہ سے کم نہیں۔ اس لئے اگر کتاب میں کسی قسم کا کوئی نقص رہ گیا ہو تو امید ہے کہ ناظرین نظر انداز فرمائیں گے۔

اگر نئے اڈیشن کی نوبت آئی تو انشاءاللہ یہ خامیاں بھی دور کر دی جائیں گی۔

عبدالقدیر

۱۰ر جنوری ۱۹۴۶ء



هز ایکسیلنسی نیتا جی سوبھاش چندر بوس
حاکم اعلیٰ عارضی حکومت آزاد ہند۔ صدر آزاد ہند لیگ
و سپریم کمانڈر آزاد ہند فوج۔



سوبھاش چندر بوس فوجی لباس میں

پیغام

"ـــــــ اُدھر! یہاں سے دور ـــــــ اُس دریا کے پار، اُن جنگلوں اور پہاڑیوں کے پرے، ہماری منزل ہے ـــــــ وہ سرزمین جس کی خاک سے ہم پیدا ہوئے ـــــــ وہیں ہمیں پہنچنا ہے۔ سنو! مادرِ وطن ہمیں بُلا رہی ہے ـــــــ خُون خُون کو پُکار رہا ہے۔ اٹھو! وقت ضائع کرنے کا موقع نہیں ہے ہتھیار اٹھاؤ! ہم دشمن کی صفیں چیر کر اپنا راستہ نکالیں گے اور اگر قدرت کی منشا یہی ہے، تو لڑ کر شہید ہو جائیں گے۔ اور مرتے وقت اُس شاہ راہ کو بوسہ دیں گے جس پر چل کر ہماری فوج دہلی پہنچے گی۔ دہلی کی یہی شاہراہ آزادی کی شاہراہ ہے۔

چلو ـــــــ دہلی چلو"

سبھاش چندر بوس

پیام

ہندستان کی رائے عامہ شاید ہی کسی معاملہ کے لئے اس درجہ واضح اور غیر مشتبہ طریقہ پر کبھی ظاہر ہوئی ہو جس درجہ "انڈین نیشنل آرمی" کے قرار دادہ ملزموں کی نسبت ظاہر ہوئی ہے۔ ہر گروہ، ہر طبقہ، ہر مذہب اور ہر سیاسی خیال کے آدمی بلا امتیاز ایک ہی رائے رکھتے ہیں۔ وہ ان آدمیوں کو مجرم نہیں سمجھتے۔ وہ یقین کرتے ہیں کہ یہ لوگ ایک غیر معمولی اور پیچیدہ صورت حال میں مبتلا ہو گئے تھے۔ وہ ان کی حب الوطنی کی عزت کرتے ہیں اور ان کی رہائی کے لئے بے چین ہیں۔ اگر کسی ملک کی رائے عامہ کوئی وزن رکھتی ہے تو بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ہندستان کی عالمگیر رائے عامہ نے اپنا پورا وزن ان لوگوں کے حق میں نمایاں کر دیا ہے۔ اب گورنمنٹ کو غور کرنا چاہیئے کہ خود اس کی مصلحت کا تقاضہ کیا ہے؟ یہ ہے کہ تمام ملک کی رائے عامہ کو یک قلم ٹھکرا دے یا یہ کہ ان لوگوں کے خلاف مقدمات واپس لے کر کروڑوں ہندستانیوں کے دلوں کی شکر گذاری حاصل کرے؟ یہ دلوں کی شکر گذاری اس کے لئے ایک بڑی قیمتی دولت ہوگی۔ خصوصاً ایک ایسے وقت میں جبکہ ہندستان اور انگلستان کو اپنے آیندہ تعلقات کا باہمی فیصلہ کرنا ہے۔

ابوالکلام آزاد
صدر انڈین نیشنل کانگریس

سبھاش چندر بوس

ہندستان کی آزادی کی جد وجہد میں ملک کے تمام صوبوں کے مقابلہ میں بنگال کو ہمیشہ ایک امتیازی شان حاصل رہی ہے۔ نہ صرف اس صوبے نے ہندستان کی واحد قومی جماعت انڈین نیشنل کانگریس کو مضبوط بنانے میں سب سے زیادہ قربانی کی بلکہ جب کبھی ہندستان کی آزادی کا سوال اٹھا یہاں کے لوگوں نے نتائج سے بے نیاز ہو کر، اپنے مادی مستقبل کو خطرہ میں ڈال کر نہایت دلیری اور شجاعت کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔

بپن چندر پال، اربند گھوش، دیش بندھو سی آر داس، جے ایم سین گپتا اور سب سے آخر میں سبھاش چندر بوس بنگال کی چند ایسی عظیم الشان شخصیتیں ہیں کہ آنے والا مورخ جب کبھی ہندستان کی سیاسی تحریکوں کا ذکر کرے گا، ہندستانی سیاست کے ان روشن ستاروں کو صفِ اول میں جگہ دے گا۔

پیدائش سبھاش بابو اسی صوبہ کے رہنے والے تھے۔ لیکن آپ کی پیدائش صوبہ

اڑلیسہ کے ایک گاؤں کوڈالیہ میں ہوئی جہاں آپ کے والد رائے بہادر جانکی ناتھ بوس وکالت کرتے تھے۔

رائے بہادر جانکی ناتھ بوس کافی عرصہ تک کٹک کے سرکاری وکیل رہ چکے تھے۔ امیر خاندان تھا۔ حکومت تک رسائی تھی۔ چنانچہ سبھاش بابو کی پیدائش پر بہت خوشی منائی گئی۔ دوستوں کو دعوتیں دی گئیں۔ افسروں کو پارٹیاں دیں اور غریبوں میں خیرات تقسیم کی گئی۔ اس بچہ کے ساتھ والدین کی بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملک معظم کی حکومت میں کوئی بڑا عہدہ پائے گا لیکن یہ خواب تھے جو شرمندۂ تعبیر نہ ہوئے۔

تعلیم سبھاش بابو ایک سرمایہ دار سرکاری وکیل کے لڑکے تھے اس لئے رواج کے مطابق انہیں ایک پروٹسٹنٹ یوربین اسکول میں داخل کرا دیا گیا۔ ابتدائی تعلیم کے سات برس اس اسکول میں گذارنے کے بعد آپ کو ریونشا کالجیٹ اسکول میں داخل کیا گیا جہاں سے آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کا امتحان پاس کر لینے کے بعد پریذیڈنسی کالج میں داخل کیے گئے۔

ابھی آپ کی عمر مشکل سے چودہ برس کی ہوئی ہو گی کہ ۱۹۱۳ء میں دنیاوی زندگی سے آپ کا جی اس قدر اکتا گیا کہ اپنے گھر بار، اعزا و اقارب کو چھوڑ کر ہمالیہ کی وادیوں میں نکل گئے۔ ایک سچے گرو کی تلاش میں متواتر راتیں گھنے جنگلات اور گھاس اور کانٹوں کے بستر پر سو سو کر کاٹ دیں۔ جب دنیا والے آرام سے اپنے گھروں میں سوئے ہوئے ہوتے، سچائی کا یہ متلاشی پہاڑوں کی چٹانوں پر بیٹھ کر ایشور کی یاد کرتا اور جنگل کی خطرناک فضاؤں میں جانکی ناتھ کا یہ بیٹا حق اور سچائی کی تلاش میں

بے خوف وخطر مارا مارا پھرتا۔ لیکن ہندستان کی خوش قسمتی سمجھئے کہ دنیا چھوڑ دینے کے بعد بھی اسے ان جنگلوں اور پہاڑیوں میں شانتی نہ ملی۔ اور پھر پہاڑوں سے اتر کر تیرتھ یاترا کے لئے چل پڑے۔ راستہ میں آپ بیمار پڑ گئے۔ والدین کو اس کی خبر ہوئی اور وہ لوگ پھر سبھاش بابو کو اپنے ساتھ لے گئے۔ صحت پانے کے بعد آپ کو دوبارہ کالج میں داخل کر دیا گیا جہاں سے ایف اے کا امتحان آپ نے نہایت کامیابی سے پاس کیا۔ ایف اے پاس کر لینے کے بعد اسی کالج میں بی اے کی تعلیم شروع کر دی۔

اس کالج میں مسٹر مارٹن ایک انگریز پروفیسر تھا اور بات بات میں ہندستانی طلبار کی توہین کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس پروفیسر نے ایک طالب علم کو ایک چپت رسید کر دیا۔ سبھاش بابو کی قومی خودداری اس اہانت آمیز سلوک کو برداشت نہ کر سکی۔ طلبار نے سبھاش بابو کی رہنمائی میں ہڑتال کر دی۔ کالج کی کمیٹی کو بجبر طلبائے کے سامنے جھکنا پڑا۔ لیکن یہ پروفیسر اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور ایک مرتبہ پھر اس نے اسی قسم کی حرکت کی۔ ایک بنگالی طالب علم نے موقع پا کر پروفیسر کی مرمت کر ڈالی اور اس کی سزا سبھاش بابو کو ملی۔ دو سال کے لئے کالج سے الگ کر دئے گئے۔ وطن پرستی کی راہ میں آپ کی یہ پہلی قربانی تھی۔ زندگی کے قیمتی دو سال ضائع کر دینے منظور کر لئے لیکن قومی غیرت پر دھبہ نہ آنے دیا۔

اس وقت کس کو معلوم تھا کہ پریذیڈنسی کالج کلکتہ کا یہ چھوٹا سا لیڈر جو اپنے ساتھیوں کی رہنمائی کے الزام میں دو سال کے لئے کالج سے نکالا جا رہا ہے۔ اپنے آنے والی زندگی میں اپنے ہم وطنوں کی رہنمائی کے الزام میں انڈیمان جیل کی تاریک کوٹھریوں میں اپنی جوانی کی بہاروں کو خزاں میں تبدیل کرے گا۔

دو سال گذرنے کے بعد آپ سکاٹش چرچ کالج میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے آپ نے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ امتحان پاس کرکے کے بعد والدین کے اصرار پر آپ لندن گئے اور آٹھ ماہ کی قلیل مدت میں آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان کے علاوہ کیمبرج یونیورسٹی کی فلاسفی کا اعلیٰ درجہ کا امتحان پاس کر لیا اور ۱۹۲۰ء میں ہندستان واپس آئے۔

سیاست میں دلچسپی

اس وقت ہندستان میں ستیہ گرہ کی تحریک زوروں پر تھی۔ تمام ملک میں بےچینی پھیلی ہوئی تھی اور ملک کا بچہ بچہ اپنے وطن کی غربت اور قوم کی بے بسی پر اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے تیار تھا۔ سبھاش بابو کے سامنے اب صرف دو راستے تھے۔ یا تو آئی۔ سی ایس جیسے جلیل القدر عہدہ پر رہ کر حکمرانوں کی سی زندگی بسر کریں یا قوم و ملک کی خاطر دار و رسن پر چڑھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ سبھاش بابو کی غیرت نے جوش مارا اور وطن کی آن اور عزت کی خاطر انھوں نے آئی۔ سی۔ ایس پر لات ماری اور حکومت کی کرسی پر بیٹھنے کی بجائے جیل خانوں میں سڑنے کا ارادہ کر لیا۔

اس وقت بنگال کے سب سے محبوب اور بڑے لیڈر دیش بندھو سی آر داس تھے۔ سبھاش بابو نے آپ کی رہنمائی میں کام شروع کر دیا۔ سی آر داس نے نیشنل کالج کی پرنسپلی اور اپنے اخبار کی اڈیٹری کا عہدہ سبھاش بابو کے سپرد کیا۔ سبھاش بابو نے اپنی محنت اور قابلیت سے ان کو چار چاند لگا دیا۔

لیکن سبھاش بابو کو یہ منظور نہ تھا کہ یہ صرف کالج اور اخبار ہی کا کام کریں اس لئے جب ستیہ گرہ کی تحریک نے زور پکڑا تب یہ بھی اس تحریک میں کود پڑے

تھوڑے ہی دنوں میں ان کا نام تمام بنگال میں گونج گیا۔ اور ستیہ گرہ کی تحریک نے بہت زور پکڑ لیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حکومت کی آنکھوں میں آپ کھٹکنے لگے اور حکومت کسی موقع کی تلاش میں تھی کہ کسی طرح سبھاش بابو کو ان سرگرمیوں سے روکا جا سکے چنانچہ وہ موقع جلد ہی آگیا۔

ان دنوں شہزادہ انگلستان (پرنس آف ویلز) ہندستان آئے ہوئے تھے اور کانگریس نے کھلے بندوں عام ہڑتال اور شاہی دورہ کے مکمل بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تھا۔ پروگرام کے مطابق شہزادہ کو ۲۵ دسمبر کو بنگال پہنچنا تھا۔ حکومت کا خیال تھا کہ کلکتہ شہزادہ کے استقبال میں شاندار حصہ لے گا لیکن جوں ہی شہزادہ کلکتہ کے حدود میں داخل ہوا بازاروں کو بند پایا اور مکانوں پر لٹکتی ہوئی سیاہ جھنڈیوں نے عوام کی آواز کی ترجمانی کی۔ اس سلسلہ میں حکومت نے سبھاش بابو کو گرفتار کر کے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دیا۔

سنہ ۱۹۲۱ء کے بعد جب ستیہ گرہ کی تحریک بند ہو گئی اور جیل سے کانگریس کے رہنما رہا ہو کر آئے اس وقت آزادی کے متعلق لوگوں کی رائے بدل گئی۔ لوگ کونسلوں میں جانا ملک کی فلاح و بہبودگی کے لئے مفید سمجھنے لگے۔ بنگال میں اس خیال کے حامی دیش بندھو داس تھے۔ سوبھاش بابو دیش بندھو داس کے معتمد ترین نائب تھے۔ اس لئے پارٹی کے مقاصد کا ملک بھر میں پرچار کرنے کا کام انھیں کے سپرد ہوا۔

ان کے خلاف گاندھی جی کی پارٹی تھی۔ گاندھی جی کونسلوں میں جانے کے مخالف تھے۔ چنانچہ اس زمانے میں گیا کے اندر کانگریس کا سالانہ اجلاس ہوا اس جلسے میں سوبھاش بابو بھی شامل ہوئے تھے۔ گیا کے اجلاس میں کونسلوں میں جانے

کی تجویز رکھی گئی لیکن نامنظور کر دی گئی۔ نتیجہ کے طور پر سوراج پارٹی کے نام سے ایک نئی پارٹی عالم وجود میں آئی۔

اس کے علاوہ آپ فارورڈ اخبار کے اڈیٹر بھی مقرر ہوئے جو پارٹی کے پروپیگنڈے کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ کانگریس اپنی تحریک بند کر چکی تھی۔ کانگریس میں اختلافات نے زور پکڑ لیا تھا لیکن سوبھاش بابو اس اختلاف میں نہیں الجھے۔ انھوں نے ملک کی غریبی کو دور کرنے کے لئے ایک نئی جماعت قائم کی۔ جس کا نام تھا "نوجوانوں کی جماعت" اس جماعت کی طرف سے سوبھاش بابو نے غریب کسانوں کی غربت کو دور کرنے کے لئے ایک اسکیم حکومت کے سامنے رکھی۔ ملک میں یہ خیالات بالکل نئے تھے۔ سوبھاش بابو کے ان خیالات کو سُن کر بہت سے لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کانگریسی لیڈروں نے بھی سوبھاش بابو کے ان خیالات کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اِدھر یہ حال تھا اور اُدھر سوبھاش بابو حکومت کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹک رہے تھے۔ لیکن سوبھاش بابو نے کبھی اس کی پروا نہیں کی وہ برابر غریبوں مزدوروں اور کسانوں کی خدمت کرتے رہے۔ اس جماعت کے ذریعہ سوبھاش بابو نے اپنے نئے خیالات کا کسانوں اور مزدوروں میں پرچار کیا۔ بنگال میں اب جو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ اس کا سہرا سوبھاش کے سر باندھا جا سکتا ہے۔

سوبھاش بابو کی قربانی نے لوگوں کے دلوں میں جگہ کر لی۔ بنگال میں ہی نہیں بلکہ سارے ہندستان میں کھلے بندوں ان کی خدمت وطنی اور ان کی سادگی و صدق دلی کی تعریف کی گئی۔ ہندستان کا نوجوان طبقہ تو ان کو اپنا رہنما سمجھنے لگ گیا۔ جب تمام

ملک سوبھاش بابو کی عزت کر رہا تھا، اس وقت کارپوریشن کا چیف اگزیکیٹو آفیسر آپ کو مقرر کیا گیا۔ سوبھاش بابو نے اپنے نئے فرائض کی تکمیل بھی نہایت خوش اسلوبی سے کی۔ اور کارپوریشن کے معاملات میں انھوں نے متعدد اصلاحات کو فروغ دیا۔ لیکن ان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور ٹھوس سیاسی سرگرمیاں حکومت کو پسند نہ تھیں اس لئے ۲۵ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو انہیں بنگالی آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کرکے غیر معین عرصہ کے لئے مانڈلے میں نظر بند کر دیا گیا۔

مانڈلے جیل کی تکلیفیں مشہور ہیں۔ وہاں مسٹر تلک کو نہیں بخشا گیا تھا۔ سوبھاش بابو جن کی زندگی شہزادوں کی سی زندگی تھی ان مصیبتوں کی تاب نہ لا سکے۔ چنانچہ وہ بیمار پڑ گئے۔ ان کا وزن کم ہو گیا۔ پھیپھڑے خراب ہونے شروع ہو گئے۔ اپریل ۱۹۲۷ء میں انتہائی نحیف و کمزور ہو گئے تھے۔ ذرا سا وزن نہیں اٹھا سکتے تھے۔ آخر میں پیٹھ کی ریڑھ میں درد ہونے لگا۔

ان کے بیمار ہونے کی خبر حکومت کو ملی تو وہ اس شرط پر رہا کرنے کے لئے تیار ہوئی کہ آپ علاج معالجہ کے لئے یورپ چلے جائیں۔ آپ اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔ آخر مجبور ہو کر حکومت نے غیر مشروط طور پر سوبھاش بابو کو رہا کر دیا۔

رہائی کے بعد آپ خدمتِ ملی اور سیاسی کاموں سے غافل نہ رہے۔ انہوں نے مزدور کسانوں کی تحریک کو پھر ہوا دی۔ انہوں نے بتایا کہ جب تک کسان مزدور کی حالت نہیں درست ہوگی ہندوستان آزاد نہیں ہو سکتا۔ اس مرتبہ سوبھاش بابو نے مزدوروں کی کئی جماعتیں قائم کیں۔ اور کانگریس کمیٹیوں کو بھی قائم کیا جس سے آپ صوبہ بنگال کی کانگریس کمیٹی کے صدر منتخب ہو گئے۔ اسی زمانے میں جتندر ناتھ

کی موت ہوگئی۔ ان کی نعش کا جلوس نکلا۔ جلسہ ہوا جس میں آپ نے جتیندر ناتھ داس کی تعریف کرتے ہوئے حکومت کی مذمت کی۔ جس پر آپ گرفتار کر لئے گئے۔ اور چھ ماہ کی سزا کے مستحق ٹھیرے۔

ایک سال کے بعد لاہور میں کانگریس کا سالانہ اجلاس ہوا۔ جس میں مکمل آزادی کی تجویز منظور ہوئی۔ اس اجلاس میں سوبھاش بابو نے کانگریس کے سامنے اپنی ایک اسکیم رکھی تھی۔ اس اسکیم کے مطابق ملک میں کانگریس کی عدالتیں اور فوج قائم کرنا چاہتے تھے لیکن کانگریس نے اس اسکیم کو منظور نہ کیا۔

لاہور کی کانگریس کے بعد ہی گاندھی جی نے نمک کا قانون توڑنے کی تحریک شروع کی۔ سوبھاش بابو نے بھی اس کے لئے کام کیا۔ اوروں پر مقدمات چلائے گئے لیکن سوبھاش بابو پر مقدمہ نہیں چلایا گیا، نہ کسی عدالت میں پیش کیا گیا۔ بلکہ بلا میعاد کے ان کو نظر بند کر دیا گیا۔

صلح کے بعد سوبھاش بابو جیل سے باہر آگئے۔ سمجھوتے کے مطابق گول میز کانفرنس میں گاندھی جی شریک ہوئے۔ ان کی عدم موجودگی میں تحریک دوبارہ شروع ہوگئی۔ گاندھی جی بھی ہندستان آتے ہی گرفتار کر لئے گئے لیکن انہوں نے آنے کے بعد مشورہ دیا کہ تحریک بند کر دینی چاہیئے۔ سوبھاش بابو نے اس رائے سے زبردست اختلاف کیا اور آخر دم تک تحریک بند کرنے کے مخالف رہے۔

۱۹۳۲ء میں کراچی میں نوجوان بھارت سبھا کا سالانہ اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کے صدر سوبھاش بابو تھے۔ انہوں نے اپنا شاندار صدارتی خطبہ دیا۔ جس کو حکومت برداشت نہ کر سکی۔ اور سوبھاش کو گرفتار کرنے پر مجبور ہوگئی۔

ان کی گرفتاری کے بعد ان کو نظر بند کر دیا گیا۔ پہلے علی پور جیل بھیجا گیا پھر سڈنی جیل میں جہاں ان کی صحت نے جواب دے دیا اور پچھلے عارضے زندہ ہوگئے۔ رہائی کے مطالبے کئے جانے لگے لیکن حکومت تیار نہ ہوئی۔ لکھنؤ جیل بھیجا۔ لکھنؤ سے بھوانی جیل روانہ کیا جہاں سے آپ کو رہائی ملی۔

یورپ میں

سوبھاش بابو نے جیل سے رہا ہونے کے بعد سوئٹزرلینڈ، روم، آئرلینڈ، فرانس جرمنی وغیرہ کی سیاحت کی۔ اور تین سال تک انہی ملکوں میں رہے۔ اور ان ملکوں کے رہنما مسولینی۔ ڈی ولیرا سے ملاقات کی۔ اور کئی مقامات پر لیکچر بھی دئے۔

سوبھاش بابو جب تندرست ہوگئے تو انہوں نے ہندستان آنا چاہا۔ لیکن حکومت نے انھیں آنے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے تین سال تک انہیں غیر ممالک میں رہنا پڑا۔

والد کا انتقال

سنہ ۱۹۳۴ء میں سوبھاش بابو سیاحی کر رہے تھے اور غیر ممالک آزادی کی تعلیم پا رہے تھے اس وقت ان کے والد جانکی ناتھ بیمار پڑگئے۔ انہوں نے خواہش کی کہ سوبھاش بابو کو آخری مرتبہ دیکھوں۔ حکومت تیار نہ ہوئی اور تیار ہوئی تو اس شرط پر کہ سوبھاش بابو اپنے والد سے مل کر واپس چلے جائیں۔ بادلِ ناخواستہ سوبھاش بابو نے یہ شرط منظور کی لیکن قدرت، سوبھاش بابو کو والد سے دور رکھنا چاہتی تھی اور نہ ملانا مقصود تھا۔ اس لئے ان کے ہندستان میں آنے سے قبل سوبھاش بابو کے والد انتقال کر گئے۔

سوبھاش بابو ہندوستان میں رہے لیکن ایک ماہ کے بعد یورپ واپس

چلے گئے۔

۱۹۳۶ء میں انہیں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جنرل سکرٹری منتخب کیا گیا کانگریس نے مطالبہ کیا کہ سوبھاش بابو کو ہندستان آنے دیا جائے۔ لیکن حکومت نے منظور نہ کیا۔ اور سوبھاش بابو کو ہندستان آتے ہی گرفتار کر لیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال سوبھاش جیل میں رہے۔ آخر زبردست ایجی ٹیشن کے بعد مارچ ۳۷ء میں رہا کر دئے گئے۔

رہائی کے بعد سوبھاش بابو نے کچھ عرصہ ہندستان میں قیام کیا۔ لیکن صحت خراب ہوجانے کی وجہ سے ڈاکٹروں کے مشورے سے یورپ چلے گئے۔ لندن میں آپ کا نہایت پرجوش استقبال کیا گیا۔ جاتے ہی آپ نے اپنی پہلی تقریر میں انگریز سیاست دانوں کو صاف طور پر بتا دیا کہ:۔

"اگر مجوزہ فیڈریشن کو ہندستان پر ٹھونسنے کی کوشش کی گئی تو کانگریس اس کی مخالفت کرے گی اور اس اسکیم کو ملیا میٹ کر دے گی"

کانگریس کی صدارت

۳۸ء میں ہری پورہ کانگریس کے سالانہ اجلاس کی صدارت کے لئے مختلف نام پیش کئے گئے لیکن دوسرے امیدواروں نے سبھاش چندر بوس کی وطنی خدمات اور ان کی مسلسل قربانیوں کے پیش نظر اپنے نام واپس لے لئے اور سبھاش چندر بوس بلا مقابلہ صدر منتخب ہوگئے۔ اس وقت سبھاش بابو یورپ میں تھے۔ ان کو بذریعہ تار اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ فوراً وطن کے لئے روانہ ہوئے اور

۲۴ جنوری ۱۹۳۸ء کو بذریعہ ہوائی جہاز ہندستان پہنچے۔ وطن نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ گاندھی جی نے مبارکباد دی اور دوستوں نے تہنیت کے پیغام بھیجے۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس ۱۶ فروری ۱۹۳۸ء کو شروع ہوا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے پچھلے سال کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے سبھاش بابو سے درخواست کی کہ کرسئ صدارت کو سنبھالیں۔ قومی نعروں کی گونج کے درمیان سبھاش بابو نے کرسئ صدارت کو زینت بخشی۔ اس موقع پر صدر کانگریس نے جو خطبۂ صدارت پڑھا وہ آگے درج کیا جا رہا ہے۔

تری پوری کانگریس کی صدارت

کانگریس کا باون واں اجلاس تری پوری میں ہونا قرار پایا۔ صدارت کے لئے تین نام تجویز کئے گئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر پٹا بی سیتا رامیہ اور سبھاش چندر بوس۔ نوجوانوں کی یہ خواہش تھی کہ سبھاش بابو کو پھر صدر بنایا جائے لیکن کانگریس ہائی کمانڈ اس کے لئے تیار نہ تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے خرابی صحت کی وجہ سے اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر پٹابی سیتارامیہ اور سبھاش بابو کے درمیان مقابلہ ہوا۔ سبھاش بابو دو سو سے زائد ووٹوں کی اکثریت سے دوبارہ صدر منتخب ہو گئے۔

اس کامیابی پر سبھاش بابو نے کسی خوشی یا مسرت کا اظہار نہیں کیا بلکہ نہایت زوردار الفاظ میں فرمایا۔

"یہ موقع خوشی نہیں بلکہ اس کے برعکس اپنے دلوں کو ٹٹولنے اور مستقبل کی تیاری کرنے کا ہے۔ ہمیں انتخاب کے نتیجے کو عجز و احترام کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ مجھے کل کی فکر دامنگیر ہے اور یہی طرزِ عمل ان لوگوں کا ہونا چاہیئے جنھوں نے مجھے ووٹ دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہندستان کی آزادی کے دشمن یہ سمجھنے لگ جائیں کہ کانگریس میں انتشار پیدا ہو چکا ہے میں یہ بات اچھی طرح سے واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کانگریس پہلے کی طرح بالکل متحد ہے۔ کانگریسیوں کے اندر اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن جہاں تک سامراج شاہی کے خلاف جدوجہد کا تعلق ہے سب ایک ہیں۔"

لیکن یہ صدارتی ہنگامہ یہیں پر ختم نہیں ہوا۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے بارہ ممبران نے مشترکہ طور پر ورکنگ کمیٹی سے استعفاء دے دیا۔ جس وقت بذریعہ تار یہ استعفاء پہنچا ہے سبھاش بابو اس قدر علیل تھے کہ وہ بستر سے ہل جُل بھی نہ سکتے تھے۔ جونہی سبھاش بابو اچھے ہوئے آپ نے مستعفی شدہ ممبروں کے استعفے منظور کر لئے۔ اور ڈاکٹروں کی رائے کی پروا نہ کرتے ہوئے تمام معاملات کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے۔

تری پوری کے اجلاس میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا اور آپس میں کسی خوشگوار تصفیہ کی قطعاً کوئی امید نہ تھی۔ اسی دوران میں گاندھی جی نے مرن برت کا اعلان کر دیا۔ ایسے وقت میں سبھاش بابو کا خاموش بیٹھنا کس طرح ممکن تھا۔ اسی بیماری کی حالت میں ۶ مارچ کو سبھاش بابو تری پوری پہنچے۔

۸ مارچ کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا اور آپ کو ایمبولنس کار میں پنڈال میں لایا گیا۔ سب سے پہلے قائم مقام جنرل سکریٹری نے اپنی رپورٹ پڑھی اس کے بعد پنڈت گوبند ولبھ پنت نے وہ ریزولیوشن پیش کیا جس میں صدر سے درخواست کی گئی تھی کہ آئندہ سال کی ورکنگ کمیٹی گاندھی جی کی مرضی کے مطابق نامزد کی جائے۔ یہ ریزولیوشن کافی اکثریت سے پاس ہو گیا۔ اس وقت سبھاش چندر بوس کی حالت اور زیادہ بگڑ چکی تھی۔ ڈاکٹروں نے جبلپور ہسپتال میں داخل کرنے کا مشورہ دیا لیکن اس بہادر انسان نے کسی کا کہنا نہ مانا۔ مجبوراً پنڈت جواہر لال نہرو کو سبھاش بابو کو سمجھانے کے لئے ان کے پاس جانا پڑا۔ لیکن جواب کیا ملتا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے۔

"میں جبلپور ہسپتال جانے کے لئے یہاں نہیں آیا اجلاس ختم ہونے سے پہلے کسی جگہ بھی لے جائے جانے سے یہاں مرنا بہتر سمجھتا ہوں۔"

دن گزرتے گئے لیکن سبھاش بابو کی صحت میں کوئی فرق نہ پڑا۔ اسی حالت میں آپ نے معاملات کو سلجھانے کی ان تھک کوشش کی لیکن جب کوئی صورت نہ نکلی تو آپ نے کانگریس کی صدارت سے استعفا دے دیا۔

فارورڈ بلاک

کانگریس ہائی کمانڈ کے اس سلوک کے بعد سبھاش چندر بوس نے فارورڈ بلاک قائم کیا اور صوبائی کانگریس کمیٹیوں کی اجازت کے بغیر ستیہ گرہ کرنے کی ممانعت وغیرہ کے خلاف ۹ جولائی کو احتجاج کرنے کے لئے ایک دن منایا گیا۔ اس جرم میں کانگریس ہائی کمانڈ نے ورکنگ کمیٹی

کے ایک ریزولیوشن کے ذریعے انھیں تین سال کے لئے کانگریس سے نکال دیا۔
جب یہ فیصلہ سبھاش چندر بوس تک پہنچایا گیا تو انھوں نے صرف اس قدر کہا۔
"کیا صرف اتنا ہی"
بنگال کانگریس کمیٹی نے اس فیصلہ کو نہیں مانا چنانچہ بنگال کانگریس کمیٹی کو معطل کر دیا گیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک بنگال میں دو کانگریس کمیٹیاں چلی آتی ہیں۔

رام گڈھ کانگریس

رام گڈھ میں جب کانگریس کا یہ اجلاس ہو رہا تھا اس وقت جنگ یورپ پورے زوروں پر تھی اور خیال تھا کہ کہیں کانگریس اور حکومت کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ سبھاش چندر بوس نے اسی مقام پر ایک اینٹی کمپرومائز کانفرنس منعقد کی جس میں کانگریس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس وقت حکومت سے کوئی سمجھوتہ نہ کرے۔

بلیک ہول

کلکتہ میں بلیک ہول کے فرضی حادثہ کی جو یادگار نصب تھی وہ تمام ہندستان کے لئے ذلت اور بدنامی کا باعث بنی ہوئی تھی۔ کئی مرتبہ اس یادگار کو مٹانے کا مطالبہ کیا گیا تھا لیکن چونکہ ایجی ٹیشن کے پیچھے کوئی مضبوط ہاتھ نہ تھا اس لئے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اب سبھاش چندر بوس نے اس یادگار کو مٹا دینے کا تہیہ کر لیا اور آپ نے گورنمنٹ کو الٹی میٹم بھی دے دیا۔ لیکن اسی دوران میں گورنمنٹ نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ سبھاش بابو گرفتار ہونے سے اس تحریک نے اور زور پکڑ لیا۔ اور آخر کار گورنمنٹ نے اس یادگار کو وہاں سے ہٹا دیا۔

اس تحریک کے سلسلے میں ابھی سوبھاش چندر بوس جیل ہی میں تھے کہ جیل ہی ایک تحریک اٹھی۔ سوبھاش بابو نے اس کی قیادت کی اور ہمدردی میں بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ بھوک ہڑتال کی وجہ سے آپ کی حالت بہت خراب ہوگئی اور مجبوراً گورنمنٹ کو انہیں چھوڑنا پڑا۔

پراسرار گمشدگی

رہائی کے بعد ان کا زیادہ تر وقت تنہائی میں گذرتا تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے اپنے رشتہ داروں تک سے ملنا جلنا بند کر دیا۔

اس دوران میں ان کا محبوب مشغلہ گیتا اور اس قسم کی دوسری مذہبی کتابوں کا مطالعہ تھا۔ رفتہ رفتہ یہ شغف اتنا بڑھ گیا کہ انہوں نے اپنے کمرے کے دروازے بند کر لئے اور کسی شخص کو بھی اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ کھانے پینے کی اشیاء بھی ان کے دروازے کے سامنے ہی رکھ دی جاتی تھیں۔ جنہیں وہ چُپ چاپ اٹھا لیتے تھے۔ اور استعمال کے بعد خالی برتن باہر رکھ دیتے تھے۔

۲۶ جنوری کو ہندوستان بھر میں آزادی کا دن منایا جاتا ہے۔ اس روز ملک یہ خبر سُن کر حیران رہ گیا کہ سوبھاش بوس یکایک گُم ہو گئے ہیں۔ اس گمشدگی کی لوگوں نے مختلف تاویلیں کیں۔ اور ملک کے طول و عرض میں سنسنی پھیل گئی۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ وہ کسی غیر ملک کو بھاگ گئے ہیں۔ اور بعض کا خیال تھا کہ انہوں نے سیاسی زندگی سے بددل ہو کر سنیاس دھارن کر لیا ہے۔ آل انڈیا فارورڈ بلاک کے عارضی صدر سردار سردول سنگھ کویشر نے اپنے بیان میں دوسرے خیال کی تائید کی تھی۔ ان کے بیان کے مطابق سوبھاش بوس کو اس بات سے

بہت صدمہ پہنچا تھا کہ موجودہ نازک مرحلے میں کانگریسی رہنما بری طرح ناکام رہے ہیں۔ اور وہ یہ محسوس کر رہے تھے کہ صرف سبھاش ہی ہندستان کو اس کی موجودہ غلامی سے نجات دلا سکتے ہیں۔

سوبھاش بابو کی گمشدگی کی داستان

سوبھاش بابو کی گمشدگی کے سلسلے میں بہت سے خیالات ہیں۔ حسب ذیل داستان زیادہ توجہ کی مستحق ہے۔ جس پر یقین کیا جاتا ہے:۔

سوبھاش بابو کی خواہش تھی کہ آپ روس، جرمنی اور جاپان کے ساتھ ہندستان کی آزادی کے متعلق گفت و شنید کریں۔ اس غرض کے لئے آپ نے سب سے پہلے تو کلکتہ میں لوگوں سے ملنا ترک کر دیا۔ اور عوام میں مشہور کیا کہ آپ بیمار ہیں۔ آپ دو ماہ کے قریب عرصے تک اپنے مکان میں ہی رہے اور کسی سے نہیں ملے۔ اس عرصے میں آپ نے اپنی ڈاڑھی بڑھالی تا کہ سفر میں کوئی شخص آپ کو پہچان نہ سکے۔ ڈاڑھی کے بڑھائے جانے کے بعد آپ بغیر کسی اطلاع کے دہلی آئے۔ اور دہلی سے فرنٹیر میل میں سوار ہو کر پشاور گئے۔ دہلی ریلوے اسٹیشن پر کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ پشاور میں دو تین روز قیام کیا۔ وہاں سے ایک مسلمان موٹر ڈرائیور کو راز میں لے کر بطور موٹر کلینر دوسرے شخص کے پاسپورٹ پر کابل پہنچے —۔ کابل میں آپ سب سے پہلے ایک سرائے میں گئے۔ وہاں پولیس نے آپ کو تنگ کیا۔ پولیس کو خاموش کرنے کے لئے آپ نے چند روپے دئے۔ افغانستان بہت غریب ملک ہے۔ چند روپیہ دینا آپ کے لئے زیادہ مصیبت کا باعث ہوا۔ پولیس کا ایک کانسٹبل جاتا تو دوسرے کو بھیجتا دوسرا جاتا تو تیسرے کو۔ گویا ان کے ہاتھ ایک سونے کی چڑیا آگئی۔ اس سرائے میں چار یا پانچ روز قیام کے بعد آپ کابل کے ایک ہندستانی سوداگر جن کا نام غالباً رام داس ہے۔ اور جو آج کل پنجاب کے ایک سنٹرل

جیل میں معہ اس ڈرائیور کے نظر بند ہیں) کے گھر چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ روس کے قونصل جنرل متعینہ کابل سے ملے تاکہ آپ کو ماسکو پہنچایا جائے مگر روس کے قونصل جنرل نے انکار کر دیا۔ پھر آپ اٹلی کے قونصل جنرل متعینہ کابل سے ملے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ جب تک اٹلی اور جرمن گورنمنٹوں سے دریافت نہ کر لیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ آپ پنتیس روز کے قریب لالہ رام داس کے مکان پر مقیم رہے۔ اتنے میں اٹلی اور جرمنی سے جواب آیا تو آپ اٹلی کے پاسپورٹ پر قونصل خانہ اٹلی کے ایک اسسٹنٹ کے ساتھ (یہ اسسٹنٹ طویل عرصہ تک کلکتہ کے قونصل خانہ اٹلی میں رہا اور مسٹر بوس کو جانتا تھا) پہلے ماسکو گئے۔ وہاں سے برلن اور جرمن گورنمنٹ کے انتظام میں ہوائی جہاز کے ذریعہ جاپان بھیجے گئے۔"

انتقال کی خبر

سوبھاش بابو کن غیر ممالک میں گئے اور کیا کیا کیا۔ ان سب کارناموں سے کتاب کے صفحات پُر ہیں۔ البتہ اگست ۱۹۴۵ء میں ان کے انتقال کی حسب ذیل خبر جاپانی نیوز ایجنسی نے دی:۔

"۱۸ اگست کو تھائی کو کو کے ہوائی اڈہ پر ان کا ہوائی جہاز ٹوٹ گیا جس سے وہ شدید زخمی ہوئے۔ آپ کو علاج کے لئے جاپانی ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ وہ وہاں آدھی رات کو انتقال فرما گئے۔"

اس خبر پر ذمہ دار سیاسی حلقوں اور خاص طور پر لندن کے سیاسی حلقوں میں حیرت اور شک کا اظہار کیا گیا اور یقین کا درجہ نہیں دیا گیا۔

چنانچہ ستمبر ۱۹۴۵ء میں بمبئی کے اندر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جب اجلاس منعقد ہوا اور ماتمی تجویزیں پڑھی جانے لگیں تو حاضرین نے کہا کہ اس میں سوبھاش بابو کا نام نہیں

اس پر صدر کانگریس مولانا ابو الکلام آزاد نے فرمایا کہ :-

"میری خواہش ہے کہ سوبھاش بابو کی موت کی خبر غلط ثابت ہو۔ اور وہ صحیح سلامت ہندستان واپس آجائیں۔ اور کافی لمبے عرصے تک زندہ رہ کر اپنے وطن کی خدمت کریں۔"

ان الفاظ کے بعد عام طور پر ہندستان کے ذمہ دار اور سیاسی حلقوں میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ سوبھاش بابو زندہ ہیں۔ اور وہ روس میں ہیں۔

بہر حال یہ ماننا پڑے گا کہ اگر سوبھاش بابو انتقال بھی کر گئے ہیں تو ان کے کارنامے اور ان کا نام مردہ نہیں ہے۔ آج ہندستان کا ہر فرد سوبھاش بابو کا پیرو کار ہے ان کے نعرے ان کی زبان پر ہیں۔ چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو بھی "جے ہند" "چلو دلی" کے پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔



کیپٹن موہن سنگھ بانی پہلی آزاد ہند فوج
مسز احسان قادر سے گفتگو کر رہے ہیں

آزاد ہند فوج کی تاریخ

ہندوستان کی قومی تحریک کی تاریخ میں، آزاد ہند فوج کا قیام اگرچہ ایک نئی اور انقلابی چیز ہے، مگر دنیا کی تاریخ میں یہ کوئی انوکھی اور نرالی چیز نہیں تاریخ کے ایک طالب علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ غلام ملکوں نے حصول آزادی کے لئے بھی فوجیں تیار کیں اور آزادی کی جدوجہد میں ان سے حسب ضرورت مدد لی۔ ۱۸۱۵ء میں جب دنیا کانگریس میں، روس، اسٹریا، انگلینڈ، فرانس سویڈن، اسپین اور پرتگال کے بادشاہوں نے پولینڈ کو چوتھی مرتبہ تقسیم کیا۔ تو اس کے نتیجہ کے طور پر پولینڈ میں انقلابی تحریک پھوٹ پڑی۔ شروع شروع میں، شاہ پولینڈ، الیگزینڈر انقلابی تحریک کا مخالف نہیں تھا، علاوہ ازیں ملک کا دستور ———— بھی بہت حد تک جمہوری تھا اس لئے انقلابی تحریک بہت تیزی کے ساتھ ملک کے ایک گوشہ سے دوسرے

گوشے تک پھیل گئی اور انقلابیوں کو اپنی کوششوں میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی، مگر بعد میں جب شاہ پولینڈ، اس انقلابی تحریک کا مخالف ہوگیا تو انقلابیوں کو غیر معمولی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور نکلس آول کی تخت نشینی کے بعد تو بادشاہ اور انقلابیوں کے درمیان سخت کشمکش پیدا ہوگئی اور دونوں کے درمیان مخالفت کی خلیج روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی، یہاں تک کہ ۱۸۳۰ء میں جب نکلس نے پولینڈ کی فوج کو، فرانسیسی انقلاب کو دبانے کے لئے بھیجا تو انقلابیوں نے کھلم کھلا بغاوت کردی اور اپنی باقاعدہ حکومت قائم کی۔ پولینڈ کی پارلیمنٹ نے اسے قومی بغاوت قرار دیا اور ایک منشور کے ذریعہ اقوام عالم سے مدد کی درخواست کی۔ مگر اس وقت سامراجیت کا دور دورہ تھا، اس لئے یہ درخواست، صدا بصحرا ثابت ہوئی اور پولینڈ کے یہ انقلابی روسی سامراجیوں کے خلاف گیارہ مہینے تک یک و تنہا لڑتے رہے اور بالآخر وسائل کی کمی اور تعداد کی قلت کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکے۔

۱۹۳۹ء کی دوسری جنگ عظیم میں بھی بعض لوگوں نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے دوسرے ممالک میں جاکر فوج تیار کی اور اس کے ذریعہ اپنے ملک کو غلامی کی لعنت سے نجات دلانے کی باقاعدہ جدوجہد کی۔ اس سلسلہ میں سب سے نمایاں کام جنرل ڈیگال کا ہے۔ فرانس کی غیر متوقع شکست کے بعد، جنرل ڈیگال انگلستان چلے گئے اور وہاں انھوں نے ایک عظیم الشان فوج تیار کی اور اتحادیوں کی مدد سے فرانس کو جرمنی کی غلامی سے نجات دلائی۔ اسی طرح یونان، پولینڈ، چیکوسلوواکیہ، یگوسلافیہ نے بھی اپنی آزادی

کے لئے قومی فوجیں تیار کیں، ٹھیک جس طرح مذکورہ بالا ممالک کی آزادی کے لئے قومی فوجیں تیار کی گئیں اسی طرح ہندوستان کی آزادی کے لئے بھی، آزاد ہند فوج کے نام سے، ہندوستان کے باہر، فوج تیار کی گئی، جس کے رہنما، ملک کے مشہور قاید سبھاش چندر بوس تھے۔

آزادی کی جد وجہد

اگرچہ یہ واقعہ ہے کہ آزاد ہند فوج کا باقاعدہ قیام سنگاپور، ملایا اور برما وغیرہ کی شکست کے بعد عمل میں آیا، مگر ہندوستان کی آزادی کے لئے غیر ممالک میں کوششیں بہت پہلے سے جاری تھیں چنانچہ جاپان کے اعلان جنگ سے بہت پہلے مشرق بعید کے بعض ممالک میں، ہندوستانی باشندوں کی قومی انجمنیں قائم تھیں، جو ان ممالک میں ہندوستان کی آزادی کا پروپیگنڈا کرتی تھیں، مثلاً جاپان میں راش بہاری بوس کی قیادت میں آزاد ہند لیگ بہت عرصہ سے کام کر رہی تھی اور اس نے جاپان کے ہندوستانیوں کی نہایت باقاعدہ تنظیم کی تھی مسٹر انند موہن سہائے سکریٹری ڈاکٹر راجندر پرشاد نے چین میں ہندوستانی قومی انجمن " (انڈین نیشنل ایسوسی ایشن) اور جاپان میں ہندستانی قومی کانگریس "(انڈین نیشنل کانگریس) قائم کی تھی۔ علی ہذا القیاس سیام میں سوامی سیتا نند پوری کی رہنمائی میں ہندوستانی قومی تنظیم " (انڈین نیشنل ارگنائزیشن) کی ایک شاخ کام کر رہی تھی۔ یہ ناقابل انکار واقعہ ہے کہ ان انجمنوں نے ہندوستان کی آزادی کے لئے ان ممالک میں نہایت مفید پروپیگنڈا کیا اور اس سے ہندوستان کی تحریک آزادی کو بہت کافی مدد ملی

آزاد ہند فوج کے قیام میں سوبھاش بابو کا حصہ

جن لوگوں کو سوبھاش بابو کا قرب اور اعتماد حاصل رہا ہے، انھیں معلوم ہے کہ جاپان جانے سے بہت پہلے، سوبھاش بابو کے دل و دماغ میں ایک قومی فوج کے قیام کا تخیل موجود تھا۔ کانگریس کا صدر منتخب ہونے سے قبل جب وہ چکوسلواکیہ تشریف لے گئے تھے تو وہ وہاں کے قوم پروروں سے بھی ملے تھے۔ ان سے انھیں معلوم ہوا تھا کہ کس طرح انھوں نے دوسرے ممالک میں اپنی قومی فوج تیار کی اور اس کے ذریعے اپنے وطن کو آزاد کرایا۔

دوسری جنگ عظیم چھڑنے کے بعد سوبھاش بابو ہندوستان سے فرار ہوئے تو ان کے پیش نظر ایک عظیم الشان مقصد تھا، اور وہ مقصد وہی تھا جو انھیں چکوسلواکیہ کے قوم پرستوں سے معلوم ہوا تھا یعنی ایک قومی فوج کا قیام۔ چنانچہ ہندوستان سے فرار کے بعد، اٹلی اور جرمنی میں ہندوستانی فوج کے قیدیوں سے ملے اور انھیں اپنے وطن کی آزادی کے لئے توجہ دلائی اور ان کی باقاعدہ ایک فوج منظم کی۔ جس نے وطن کے دشمنوں کی فوج سے جرمن فوج کے شانہ بشانہ جنگ کی۔ یہ فوج ہزاروں کی تعداد میں تھی۔ ان میں سے چار ہزار کے قریب اب تک گرفتار ہو کر ہندوستان لائے جا چکے ہیں جو اس وقت دہلی کے متصل بہادر گڑھ کے کیمپ جیل اور دوسرے جیلوں میں قید ہیں۔

آزاد ہند فوج کے قیام کے اسباب { انگریزی حکومت کا ہندوستانیوں کے

بہ ساتھ خود ان کے وطن میں جو توہین آمیز اور امتیازی سلوک ہے اس سے کہیں زیادہ سنگاپور، ملایا، اور برما میں تھا۔ اس سے ہندوستانیوں کے دل میں انگریزی حکومت کی طرف سے غیر معمولی نفرت بیٹھ گئی تھی۔ امتیازی سلوک کی ایک معمولی سی مثال یہ ہے کہ ہندوستانی افسروں کو اگرچہ سخت احتجاج کے بعد سنگاپور کلب کی رکنیت کا حق حاصل ہو گیا تھا لیکن انھیں تالاب میں نہانے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ امتیازی سلوک ہندستانی فوجوں میں برتا جاتا ہے اور کالے گورے کی جنگ وہاں بھی حسب معمول جاری ہے۔

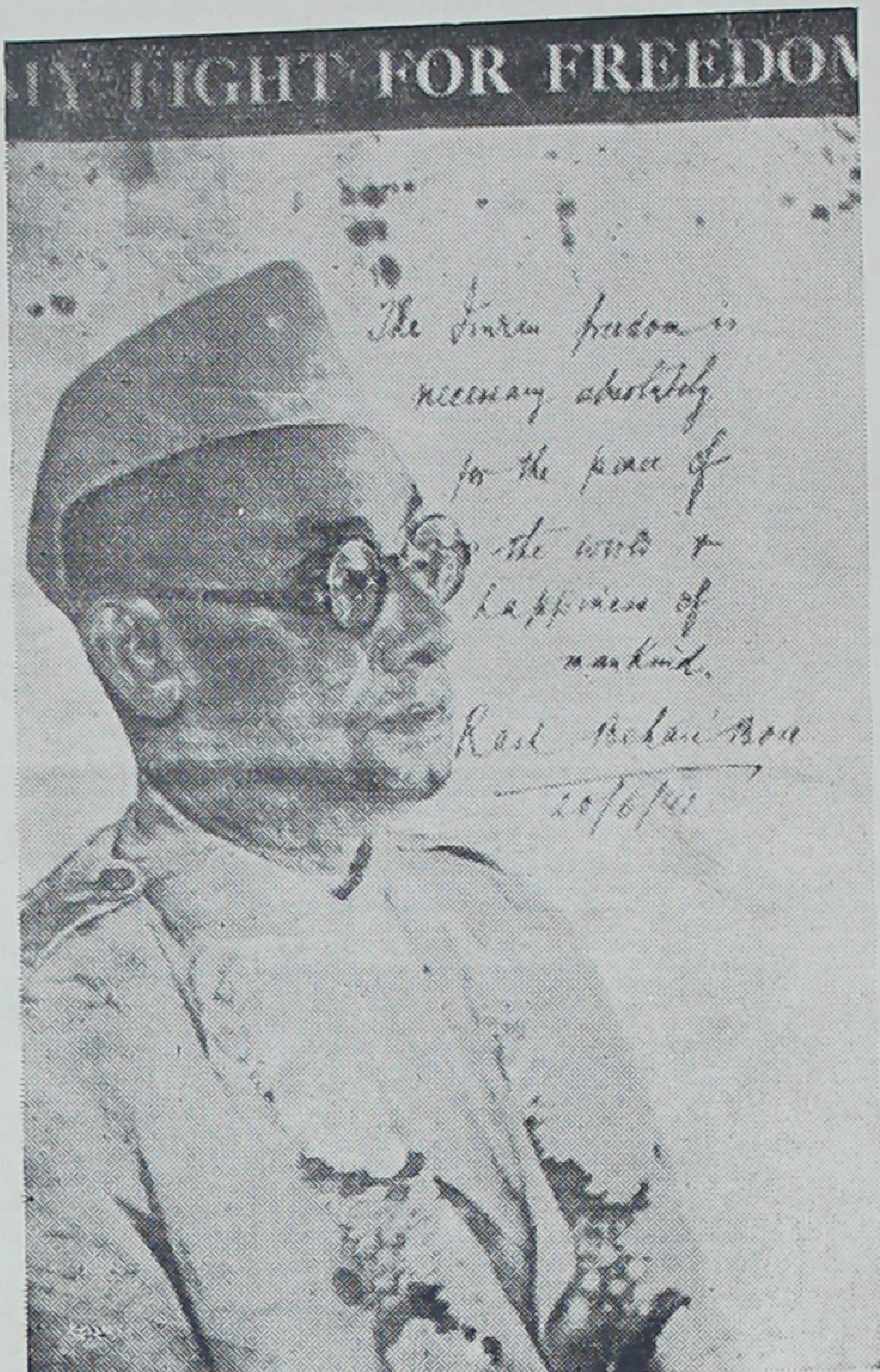
ان حالات میں ۱۵۔ فروری ۴۲ء کو سنگاپور پر جاپانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ۱۷ر فروری کو جاپانی فوجی ہیڈ کوارٹر کے میجر فوجی وارا نے چند ہندوستانیوں کو ملاقات کی دعوت دی۔ میجر نے بتایا کہ انگلینڈ اب زوال پر ہے اس لئے ہندوستان کے لیے آزادی حاصل کرنے کا یہ بہترین موقعہ ہے جاپان آزادی حاصل کرنے میں ہندوستانیوں کی پوری پوری امداد کرنے کے لئے تیار ہے ہندوستانی اگرچہ برطانیہ کی رعایا ہیں اور ایک ایسے ملک کے باشندے ہیں جو جاپان کے خلاف جنگ میں شریک ہے انھیں دشمن تصور نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنی مرضی سے لیگ میں شریک نہیں ہیں۔ موصوف نے تجویز کی کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے لڑنے والے تمام ہندوستانیوں کو آزاد ہند لیگ میں منظم کیا جائے۔ اور وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلہ میں تمام سہولتیں مہیا کریں گے"۔ ہندوستانی لیڈروں نے مذکورہ بالا تجویز اور جملہ حالات پر غور کر کے جواب دینے کا وعدہ کیا۔

جدوجہد

۱۰ مارچ ۱۹۴۲ء کو سنگاپور میں ملایا کے مختلف حصوں کے مقیم ہندوستانی لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ٹوکیو ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ فیصلہ جاپانیوں کی خواہش کے خلاف تھا۔ جاپانی یہ چاہتے تھے۔ کہ ایک سرکاری ڈیلی گیشن بھیجا جائے جو ایک خاص پالیسی کا پابند ہو۔

درمیان میں ٹوکیو سے مسٹر راش بہاری بوس نے ٹوکیو میں ایک کانفرنس کے انعقاد کے لئے دعوت نامہ جاری کیا۔ چنانچہ یہ کانفرنس ۲۸، ۲۹، ۳۰ مارچ کو منعقد ہوئی اس کانفرنس کے صدر مسٹر راش بہاری بوس تھے۔ جس میں ملایا کے وفد کے علاوہ ہانگ کانگ، شنگھائی اور جاپان کے ہندوستانی نمائندے بھی شامل تھے البتہ سیام کا کوئی نمائندہ نہیں تھا۔ کیونکہ سیام کے نمائندے ٹوکیو جاتے ہوئے ہوائی جہاز کے حادثے میں ہلاک ہو گئے تھے۔

اس کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مشرقی ایشیا کے مقیم ہندوستانیوں میں باقاعدہ آزادی کی تحریک شروع کی جائے۔ اس تحریک کا مقصد یہ ہوگا کہ ہندوستان کو مکمل طور پر آزاد کر دیا جائے اور اس کو غیر ملکی غلبہ اور مداخلت سے پوری طور پر نجات دلائی جائے۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ صرف آزاد ہند فوج ہندوستان کی کمان میں ہندوستان کے خلاف فوجی کارروائی کرے گی۔ اس سلسلہ میں آزاد ہند لیگ کی مجوزہ کونسل آف ایکشن جاپانیوں کا بحری۔ بری اور ہوائی تعاون اور امداد حاصل کرے نیز ہندوستان کا آئندہ دستور تیار کرنے کا کام صرف ہندوستانیوں کے نمائندوں پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ جون ۱۹۴۲ء میں بنکاک میں



راش بہاری بوس



کپتان لکشمی

دوسری کانفرنس بلائی جائے۔ جس میں مشرقی ایشیا کے تمام ممالک کے نمائندے مدعو کئے جائیں۔ اور جس میں ہندوستان کی تحریک آزادی کا باقاعدہ افتتاح کیا جائے۔

آزاد ہند لیگ کا قیام اور مقصد

چنانچہ ۱۵ سے ۲۳ جون ۱۹۴۲ء تک بنکاک میں مشرقی ایشیا کے ہندوستانیوں کی کانفرنس ہوئی۔ جاپان، مانچوکو، ہانگ کانگ، برما، بورنیو، جاوا، ملایا اور سیام کے سو سے زائد نمائندوں کے علاوہ ملایا اور ہانگ کانگ کے ہندوستانی فوج (جنگی قیدیوں) کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ کانفرنس کے اہم فیصلے حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہندوستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کرنے کی غرض سے مشرقی ایشیا میں ہندوستانیوں کو منظم کیا جائے۔

(۲) مشرقی ایشیا کے ہندوستانی شہریوں سے آزاد ہند فوج میں بھرتی ہونے کی اپیل کی جائے۔

(۳) تحریک آزادی کی پالیسی اور پروگرام انڈین نیشنل کانگریس کے اغراض و مقاصد کے مطابق ہو۔

(۴) ہندوستان میں ایک آزاد متحدہ و جمہوری حکومت غیر فرقہ وارانہ اصول پر قائم کی جائے۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آزاد ہند لیگ اور فوج بنائی جائے۔

(۵) حکومت جاپان سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اس تحریک اور ہندوستان

کے متعلق اپنی پالیسی کی مزید وضاحت کرے۔

(۶) آزاد ہند تحریک کا مقصد اتحاد، محبت اور قربانی ہے۔

اس کانفرنس میں مختلف ہندوستانی قوم پرور جماعتیں باہم ملادی گئیں، اور آزاد ہند لیگ کا ایک دستور بنایا گیا۔ اور اس کا ہیڈ کوارٹر سنگاپور قرار دیا گیا ایک کی مقامی شاخیں ملایا۔ برما۔ سیام۔ جاپان۔ سوماترا۔ انڈمان وغیرہ میں قائم کرنے کا اور مسٹر راش بہاری بوس کی صدارت میں نمائندوں کی ایک کمیٹی اور ایک "کونسل آف ایکشن" بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

راش بہاری بوس

محترم راش بہاری بوس ہندوستان کی تحریک آزادی کے مجاہدوں میں سے تھے آپ غیر ملکی اقتدار کو کسی قیمت پر اور کسی غیر ملکی انسان کو کسی صورت میں ہندوستان پر قابض ہوتا دیکھ نہیں سکتے تھے آپ کی زندگی انقلابی کارناموں سے پُر ہے۔ ہندوستان میں منظم کامیاب پروگرام کی ابتدا، آپ نے ہی ڈالی۔ سیڈیشن کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق آپ ہی ۱۹۱۲ء میں دہلی میں لارڈ ہارڈنگ پر بم پھینکنے کے ذمہ دار تھے۔ اس کے بعد ان کا نام کئی سازشوں میں اور بم پھینکنے کی وارداتوں میں آیا۔ آپ کے ساتھی اودھ بہاری لال اور دہلی کے مشہور محب وطن، مسٹر امیر چند کو ۱۵-۱۹۱۴ء میں دہلی سازش کیس میں موت کی سزا ہوئی۔ آپ کی گرفتاری کے لئے ۱۲- ہزار روپے کے انعام کا اعلان ہوا اور آپ کی تصویر سارے ہندوستان میں تقسیم کی گئی۔ مگر آپ نے لاہور اور بنارس سے اپنی انقلابی سرگرمیاں برابر جاری رکھیں ۱۹۱۵ء میں آپ جاپان چلے گئے۔ سیڈیشن کمیٹی کی رپورٹ کا بیان ہے کہ آپ جاپان اس لئے گئے کہ جرمنی کو

آپ ہندستان کی تحریک آزادی کی مدد کے لئے آمادہ کریں۔ چین سے ہندوستان میں ہتھیار بھیجنے کی بھی کوشش کی۔ لیکن اس کا حکومت کو پتہ چل گیا، اور انھیں ضبط کرلیا گیا۔ ہندوستانی حکومت کی مداخلت پر جاپانی گورنمنٹ نے آپ کو شنگھائی سے پانچ دن کے اندر نکل جانے کا حکم دیا۔ اس لئے آپ آٹھ سال تک روپوش رہے۔ اس کے بعد آپ نے جاپان میں انڈیپنڈنٹ لیگ بنائی۔ آپ نے جاپانی زبان میں پانچ کتابیں ہندوستان پر لکھیں اور ڈاکٹر سنڈرلینڈ کی انگریزی کتاب انڈیا ان بانڈیج" (ہندوستان غلامی کی زنجیروں میں) جاپانی میں ترجمہ کیا۔ آپ جاپانی زبان میں ایک رسالہ بھی نکالتے تھے جس میں ہندوستان کے متعلق اطلاعات شائع کیجاتی تھیں۔ آپ نے جاپانیوں کے سامنے ہندوستان کی آزادی کے سوال پر کئی لیکچر بھی دئے سیڈیشن کمیٹی کا فیصلہ تھا کہ جب بھی یہ ہندوستان واپس آئیں ان پر بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔

جولائی ۱۹۴۵ء میں ٹوکیو میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ آزاد ہند حکومت کے بھی مشیر اعلیٰ تھے۔ آزاد ہند کا دفتر سنگاپور سے ملایا، سماٹرا، جاوا اور بورنیو کا انتظام کرتا تھا۔ ملایا میں لیگ کی بہتر شاخیں تھیں اور اس کے ممبروں کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ تھی۔ برما میں لیگ کی تقریباً سو اور تھائی لینڈ میں چوبیس شاخیں تھیں۔ اس کے علاوہ سماٹرا، بورنیو سلیبز، جاوا، چین، فلپائن، جاپان میچوکو میں بھی شاخیں تھیں۔

جاپانیوں کی مشتبہ نیت کچھ عرصہ کے بعد کونسل آف ایکشن اور جاپانیوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی جن کی

دو وجہیں تھیں (۱) جاپانی گورنمنٹ نے بنکاک کانفرنس کی تجویزوں کا کوئی قطعی اور واضح جواب دینے کی بجائے ایک عام جواب دیا تھا جس میں ایک بار پھر اس عزم کو دہرا گیا تھا کہ جاپان ہندوستان کو مکمل آزادی کے حصول میں مدد دے گا اور ہندوستان کے کسی علاقہ پر قبضہ نہیں کرے گا۔

اس جواب سے کونسل آف ایکشن کو اطمینان نہیں ہوا اور اس کے دل میں یہ خدشات برابر قائم رہے کہ جاپانی حکام کی نیت صاف نہیں ہے اور وہ آزاد ہند کی تحریک کو دراصل ہندوستان کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ اپنے استعماری مفاد کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔

(۲) جاپان کے فوجی حکام نے آزاد ہند لیگ سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے جو نیا محکمہ ایواکرو کیکین کے نام سے قائم کیا تھا۔ اس کے جابرانہ طرز عمل سے ہندوستانیوں میں بے چینی پھیل گئی تھی۔ کیونکہ اس محکمہ کے افسروں نے آزاد ہند لیگ اور آزاد ہند فوج کی سرگرمیوں میں مداخلت شروع کر دی تھی۔ دسمبر ۱۹۴۲ء میں جمود پیدا ہو گیا تھا جبکہ ملایا اور آزاد ہند فوج کو جاپان برما میں منتقل کرنا چاہتا تھا۔ آزاد ہند لیگ کے ذمہ دار لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ وہ آزاد فوج کو برما میں منتقل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک کہ جاپان کی گورنمنٹ بعض اہم امور کی وضاحت نہیں کریگی

جاپان کی آزاد ہند فوج کو مٹانیکی سعی

ایواکرو کیکین نے آزاد ہند لیگ کو کمزور کرنے کے لئے متوازی جماعتیں قائم کرنے کی کوشش کی اور آزاد ہند کے لیڈروں کے خلاف نہایت سخت پروپگنڈا شروع کیا گیا۔

جنوری ۱۹۴۳ء میں آزاد ہند لیگ کی ملایا برانچ کی کمیٹی نے تین روز کی کانفرنس میں فیصلہ کیا کہ لیگ کے صدر مسٹر راش بہاری بوس کو ایک میمورینڈم پیش کیا جائے جس میں یہ بتانا مقصود تھا کہ اسے کن مشکلات کا سامنا ہے کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اگر صورت حال بہتر نہ ہوئی تو ملایا کمیٹی کے تمام ممبر مستعفی ہو جائیں گے۔

مسٹر راش بہاری بوس کو ابھی یہ میمورینڈم نہیں ملا تھا کہ جاپانیوں کو اس کے متعلق پہلے سے اطلاع مل گئی۔ اور انھوں نے مسٹر راش بہاری بوس پر دباؤ ڈالا کہ وہ ملایا برانچ کے صدر مسٹر راگھون سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کریں۔ نتیجہ کے طور پر مسٹر راگھون مستعفی ہو گئے۔ ملایا برانچ کے دوسرے ممبروں نے اس طرز عمل سے اپنی توہین محسوس کی۔ اور یہ سمجھا کہ جاپانی چاہتے ہیں کہ کمیٹی کے تمام ممبر مستعفی ہو جائیں تاکہ وہ ان کی جگہ ایسے ہندوستانی نامزد کریں جو ان کی خواہشات کا احترام کریں اور ایک ایسی ہندوستانی جماعت قائم ہو جائے جو جاپانیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہو۔ اس خطرہ کو روکنے کے لئے ملایا برانچ کے دوسرے ممبروں نے مسٹر راگھون کے ساتھ استعفیٰ دینا مصلحت کے خلاف سمجھا۔

کونسل آف ایکشن مسٹر راش بہاری (صدر) اور تین شہری اور تین فوجی افسروں پر مشتمل تھی۔

آزاد ہند فوج کی تنظیم

سنگاپور کے زوال کے بعد ہندوستانی جنگی قیدی ملایا کی انڈین نیشنل کانگریس میں شریک ہو گئے اس کے بعد انھیں کپتان موہن سنگھ کی قیادت میں آزاد ہند فوج کی شکل میں تبدیل

کر دیا گیا۔

اگست ۱۹۴۲ء میں کونسل آف ایکشن نے آزاد ہند فوج کی تنظیم کے لئے غیر معمولی کوشش کی اس فوج کے پہلے جنرل کمانڈنگ کپتان موہن سنگھ مقرر کئے گئے۔ فوج کو منظم کرنے کے لئے خاص طور پر کپتان حبیب الرحمٰن، کپتان دلسکھ مان، کپتان ڈھلن، کپتان ماتھرا، کپتان شاہ نواز، میجر دھارا نے کوششیں کیں اور قیدیوں کے کیمپ میں اپنے موثر پر خلوص لیکچروں کے ذریعے آزاد ہند فوج کے مقصد عظیم کی وضاحت کی اور اس میں بھرتی ہونے کی تلقین کی ان کی تقریروں کا لب لباب یہ ہوتا تھا۔

اگر تم آزاد ہند فوج میں شامل نہ ہوئے تو جاپان لڑائی میں ہماری مدد نہیں کرے گا۔ اور آزاد ہند فوج ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اور صرف ہندوستان کے لئے جنگ کر کے اس کو غلامی سے نجات دلائے گی۔ وہ جاپان کے ساتھ مل کر لڑائی لڑے گا۔ اگر جاپانیوں کی طرف سے بے ایمانی شرارت اور وعدہ خلافی ہوئی تو آزاد ہند فوج جاپانیوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے گی۔ آزاد ہند فوج کا ایک مقصد ہے، وہ یہ کہ ہندوستان کو انگریزوں کے چنگل سے نجات دلائے۔

تقریروں کے علاوہ فوجی کیمپوں میں پمفلٹ بھی بھیجے جاتے تھے ان میں آزاد ہند فوج کی ضرورت اور اس میں شریک ہونے پر زور دیا جاتا تھا۔ افسروں کو سوالوں

کی ایک فہرست دیجاتی تھی اور ان سے پوچھا جاتا تھا کہ آیا وہ آزاد ہند فوج شامل ہونا چاہتے ہیں یا نہیں۔ جواب تسلی بخش نہ ملتا تو فرداً فرداً ان سے گفتگو کیجاتی تھی اور جب کوئی افسر بھرتی ہونا منظور کر لیتا تو اس کو بھرنے کے لئے ایک فارم دیا جاتا تھا

مخالفین کا پروپیگنڈہ

مخالفین کا یہ ایک عام اعتراض ہو کہ آزاد ہند فوج میں سپاہیوں کو جبراً شامل کیا جاتا تھا جو شخص آزاد ہند فوج میں شامل ہونے کے لئے تیار نہ ہوتا اور انکار کرتا تو اس کو نظر بندوں کے کیمپ میں منتقل کر دیا جاتا تھا جہاں ان کو کھانا نہیں دیا جاتا اور اگر کچھ دیا جاتا تو وہ بہت خراب ہوتا۔ انھیں زمین پر گرا گرا کر، پانچ منٹ تک لمبی لاٹھیوں سے جو دو انچ موٹی ہوتی تھیں مارا جاتا تھا کپڑوں اور بستروں کے بغیر ان کو ایسی جگہ پر سلایا جاتا تھا جو بے شمار چیونٹیوں کا مسکن ہوتا تھا۔ چنانچہ مخالفین اس قسم کی زیادتیوں کے حسب ذیل واقعات بیان کرتے ہیں۔

"اگست ۴۲ء میں جمعدار فتح سنگھ ۱۴ نمبر پنجاب رجمنٹ اور صوبیدار شنگارا سنگھ مع مسلح سپاہیوں کے کراچی کیمپ میں آئے جہاں کہ تین سو قیدی رہتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ آزاد ہند فوج میں شامل ہو جائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم "حلف" نہیں توڑ سکتے۔ اس کے بعد ان پر گولی چلائی گئی۔ جس سے کچھ آدمی مارے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد کیمپ میں آزاد ہند فوج کے تین افسر آئے اور کہا "جاپانی حکومت کا حکم ہے کہ تم لوگ آزاد ہند فوج میں شامل ہو جاؤ۔" سپاہیوں

نے انکار کیا تو ان کو نظر بندوں کے کیمپ میں لیجا کر ان پر بیحد
سختیاں کی گئیں، ان کو مارا پیٹا گیا اور ان کو نیم مردہ کر دیا گیا
ستمبر ۱۹۴۲ء میں ایسا ہی واقعہ برادری کیمپ میں ہوا جہاں گورکھا
سپاہیوں کو آزاد ہند فوج میں شامل ہونے پر مجبور کیا گیا۔ گورکھا
سپاہیوں کے انکار کرنے پر ان پر گولی چلائی گئی اور سنگینوں سے
حملہ کیا گیا۔"

ان غلط بیانیوں کی اصل حقیقت اس وقت معلوم ہو جاتی ہے جبکہ آزاد ہند فوج کی شاندار تنظیم پر نگاہ پڑتی ہے اور ان کی پاک محبت، پرخلوص جذبہ اور مجسم قربانی سامنے آتی ہے۔ چنانچہ کرنل ناگ کے اس بیان سے جو انھوں نے عدالت قلعہ میں دیا کہ سوبھاش بابو نے ایک جلسہ میں اعلان کیا کہ "جو لوگ انڈین نیشنل آرمی میں رہنا نہیں چاہتے۔ انھیں علیحدگی کی آزادی حاصل ہے"۔ اس گمراہ پروپیگنڈہ کی کامل تردید ہو جاتی ہے۔

سوبھاش بابو کی رہنمائی

اسی ابتدائی اور پریشان کن زمانہ میں اپریل ۱۹۴۳ء میں مشرقی ایشیا کے تمام علاقوں سے ڈیلی گیٹوں کی ایک اور کانفرنس سنگاپور میں طلب کی گئی جس میں مسٹر راش بہاری بوس نے اعلان کیا کہ اب ان کی جگہ بابو سوبھاش چندر بوس اس تحریک کی رہنمائی کریں گے۔ ۲۔ جولائی ۱۹۴۳ء کو سوبھاش بابو سنگاپور پہنچے اہم جولائی کو نمایندوں کی کانفرنس میں راش بہاری بوس نے صدارت سے استعفیٰ دیا اور سوبھاش بابو نے صدارت سنبھالی۔

فوج کو پہلا پیغام

سوبھاش بابو کی قیادت میں آزاد ہند لیگ اور آزاد ہند فوج کی کایا پلٹ ہو گئی، ۵ رجولائی کو آزاد ہند فوج کا مظاہرہ ہوا اور اس فوج کے قیام کا اعلان دنیا بھر کو سنا دیا گیا اور سوبھاش بابو نے حسب ذیل پیغام آزاد ہند فوج کے افتتاح کے موقع پر برما میں دیا :-

"اس بل کھاتی ہوئی ندی کی دوسری جانب ان لہراتے ہوئے جنگلوں سے دور، اس بلند و بالا پہاڑیوں کی اوٹ میں ہمارا وطن ہے وہ وطن جس پر فریفتہ ہو کر آسمانی دیوتا بھی اتر آئے تھے۔ وہ وطن ہے جس کی خاک میں رام اور کرشنا گھٹنوں کے بل چلے تھے۔ اسی خاک میں ہم نے اور تم نے جنم لیا ہے، اسی میں ہم پلے ہیں۔ اسی مادر وطن کی محبت ہماری رگ رگ میں بسی جا رہی ہے۔ آج ہم اپنے وطن سے دور ہیں۔ گم گشتہ پرندے کی طرح ہم آسمان میں منڈلا رہے ہیں۔ یاد رکھو ہمیں ایک بار پھر اپنے وطن واپس جانا ہے۔ سنو، سنو! ہوا کی لہروں میں یہ صدا پکارتی ہوئی آ رہی ہے۔ ہمارا وطن ہمیں بلا رہا ہے۔ ہمارے دار السلطنت دہلی نے ہمارے استقبال کے لئے اپنی آنکھیں بچھا دی ہیں۔ سنو، سنو! وطن کے کونے کونے سے سندھو، گنگا اور ریوا کے کناروں سے بہ کروڑ آوازیں ایک ساتھ ہمیں پکار رہی ہیں.... نہ کروڑ انسانوں کے دل ہمارے استقبال کے لئے دھڑک رہے ہیں۔ اسی کروڑ بازو ہم پر پھول برسانے کے لئے اٹھے ہوئے ہیں، خون نے خون کو پکارا ہے ماں نے اپنی روٹھی ہوئی اولاد کو پکارا ہے۔

اب ہم وقت خراب نہیں کر سکتے ہمارے ہتھیار اب میان میں نہیں رہیں گے۔ سامنے کے پتھریلے پہاڑ یہ لہراتا ہوا یہ پہاڑی

راستہ ہمارے اور ہمارے وطن کے بیچ میں لہرا رہا ہے۔ آگے بڑھو اس راستہ کو کچل کر پہاڑوں اور گھاٹیوں کو پار کرو۔
اس پار جا کر آسمان سے بھی اپنی آزادی کو چھین لانا ہے۔ قدرت آپ کی مدد کرے گی لیکن قدرت ان ہی کی مدد کرتی ہے جن کے سانس میں طوفان ہوتا ہے جن کی پسلیوں میں بھونچال ہوتا ہے دشمنوں کے سینوں کو چیر کر اپنے وطن پہنچنا ہے۔ آزادی، یا موت۔ یا تو ہمیں اپنا ترنگا جھنڈا لہراتے ہوئے دہلی کا قلعہ فتح کرنا ہے یا لڑتے لڑتے اپنی جان دے دینی ہے۔ دہلی کی راہ آزادی کی راہ ہے یا تو ہم دہلی میں داخل ہوں گے فاتح ہو کر یا ہماری لاشیں خون آلودہ ہوں گی۔ شام کی خونی ہوا کے لہراتے ہوئے جھونکے اس بات کے گواہ ہوں گے کہ آزادی کے لئے ہم موت کی قیمت دینے میں کبھی نہیں چوکے ۔

سن رہے ہو سنو اپنا خون رہا پکار
کے اس پار دہلی ہے اس پار دہلی ہے آ سپاہ

دلی چلو اسی جلسہ میں نیتا جی نے فرمایا کہ ہر قدم اور ہر فوج کا ایک مخصوص نعرہ ہوتا ہے۔ جس سے اس کی منزل مقصود کا پتہ چلتا ہے۔ جرمنی کا آغاز جنگ میں نعرہ تھا "پیرس چلو" اسی طرح جاپانیوں کا بھی نعرہ تھا "سنگاپور چلو" ٹھیک اسی طرح ہمارا بھی نعرہ ہونا چاہیئے کہ "دلی چلو" اور یہ نعرہ اس وقت تک بلند کرتے رہنا چاہیئے جب کہ ہندوستان اجانب کے اثر سے پاک نہیں ہو جاتا۔

آزادی پسندوں کی فوج میں بھرتی

رنگون کا جوبلی ہال ہے ہزاروں ہندوستانی اپنے رہنما سوبھاش بابو کی تقریر سننے کے انتظار میں دیوانہ بیٹھے ہیں، محبوب رہنما سامنے آتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

آزادی تمہارے خون کی قربانی مانگ رہی ہے اس کے دروازے پر تم کو سب کچھ نثار کرنا ہوگا۔ اپنی دولت، اپنی جان، اپنی اولاد، اپنا خون الغرض سب کچھ تم نے اب تک بہت دیا ہے سونے کے خزانے ہم رکھتے ہوئے بازو دھڑکتے ہوئے دل مگر آزادی کی پیاس محض اتنے سے نہیں بجھتی آزادی کو آج اپنے ہاتھ سے پھولوں کی مانند اپنے سر چڑھانے والے نذر پجاریوں کی ضرورت ہے۔ آزادی کی لڑائی میں فتح کی شرط خون کی بوندوں سے لکھی جاتی ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔"

سوبھاش بابو نے مٹھی بھینچکر زوردار گرجتے ہوئے الفاظ میں کہا "میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم مجھے خون دو اور میں تمہیں آزادی دوں گا۔" ہال میں سناٹا چھا گیا۔ آواز تاروں سے ٹکرا رہی تھی۔ سبھاش بابو کی یہ تقریر جاری تھی کہ چند نوجوان کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہم اپنا ایک ایک قطرہ آزادی کی بھینٹ پر چڑھانے کے لئے تیار ہیں۔ آزادی زندہ باد

سوبھاش بابو نے گرج کر کہا "اب محض باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ کام، انتھک کام کی ضرورت ہے۔ میرے پاس ایک عہد نامہ ہے اسے خون سے لکھنا ہوگا دیکھیں کون اس پر آگے بڑھ کر دستخط کرتا ہے۔"

"کیا نیتاجی کو ہمارے کہنے پر یقین نہیں ہے" مجمع میں سے ایک پنجابی نوجوان نے کھڑے ہو کر دریافت کیا۔

"نہیں یہ بات نہیں ہے"، سوبھاش بابو نے یقین دلایا۔ "اس پر دستخط معمولی سیاہی سے نہیں کیا جائے گا۔ یہ آزادی کا عہد نامہ ہے، یہ مادرِ وطن کی عزت کا معاملہ ہے۔ اس پر خون سے دستخط کرنے ہوں گے، وہی اس پر دستخط کرے جس کی رگوں میں مادرِ وطن کی محبت کا خون جوش مار رہا ہو اور وہی دستخط کرے جو اپنی جان کو پھول سمجھ کر وطن پر نچھاور کرنے کی ہمت رکھتا ہو"

مجمع نے ہم آواز ہو کر جواب دیا۔ "ہم اپنا خون دیں گے ہم اپنا خون دیں گے"

ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا کہ بھیڑ کو چیر کر سترہ نوجوان عورتیں آگے بڑھیں اور کمر میں لگی ہوئی کٹاریوں سے انگلیوں کو زخمی کر کے خون سے عہد نامہ پر دستخط کیے۔

بعد میں عوام میں سے گجراتی، مراٹھی، بنگالی، پنجابی

مدراسی غرض ہندوستان میں بسنے والی تمام قوموں کے نمائندے آگے بڑھے اور ہانکنی (برمی چاقو) سے انگلی کاٹ کر خون سے عہد کرنے لگے۔

"ٹھیرو" — سوبھاش بابو نے کہا۔ اس کے بعد گجراتی بنگالی، مدراسی سب کا خون ایک برتن میں ملایا گیا اور زخمی انگلیوں سے قلم پکڑ کر آزادی کے پروانوں نے خونی دستخط کئے۔

عام فوجیوں کا عہدنامہ وہ عہدنامہ جو خون سے لکھا جاتا تھا اور جس پر عمل کرنا فرض تھا اس کے الفاظ یہ تھے:

"میں رضاکارانہ طور پر اور اپنی مرضی سے آزاد ہند فوج میں بھرتی ہوتا ہوں میں حلفیہ اور صدق دلی سے خود کو ہندوستان کے لئے وقف کرتا ہوں، اور عہد کرتا ہوں کہ میری زندگی ہندوستان کی آزادی کے لئے وقف ہوگی۔ میں اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر اپنی پوری طاقت سے ہندوستان کی تحریک آزادی کے لئے کام کروں گا۔ اپنے ملک کی خدمت کرنے میں اپنے لئے کسی سے ذاتی فائدہ نہ چاہوں گا۔ میں تمام ہندوستانیوں کو بلا لحاظ مذہب، زبان یا علاقہ اپنا بہن بھائی سمجھوں گا۔"

نیتا جی کا عہدنامہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۴۳ء کو شونان (سنگاپور) میں آزاد ہند حکومت کے قیام کے وقت سوبھاش بابو نے بحیثیت نیتا جی جو عہد کیا تھا وہ حسب ذیل ہے۔

"میں سبھاش چندر بوس، پرماتما اور آزاد ہند اور ۳۸ کروڑ ہندوستانیوں کی عزت پر حلف لیتا ہوں کہ میں اس عہد کو مرتے دم تک اپنے سامنے رکھوں گا۔ اور میں اپنے ملک کی آزادی کے لئے ہمیشہ کوشش کروں گا ہندوستان کی آزادی کے بعد بھی مادر وطن کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔"

سپاہیوں کو اسپیشل پریڈ کے وقت حکم

سوبھاش بابو فوجی تنظیم کا کام خود کرتے تھے انھوں نے پریڈ کی دیکھ بھال اپنے ذمہ لے رکھی تھی — ہر ایک پریڈ کے لئے ایک نیا زندگی بخش سبق دیا جاتا تھا چنانچہ اسپیشل پریڈ کے وقت یہ حکم مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے سنایا جاتا تھا۔

"تمام دنیا کی آنکھیں آزاد ہند فوج پر لگی ہوئی ہیں اور آزاد ہند فوج جاپانی فوجوں کے ساتھ مل کر جوابی حملہ کرے گی۔ وہ اراکان کی پہاڑی پر آزاد ہند فوج کا جھنڈا لہرائے گی، اس کے بعد وائسرائیگل لاج اور دہلی کے لال قلعہ پر جھنڈا لہرایا جائے گا۔ فتح یقیناً ہماری ہے۔"

انقلاب زندہ باد، ہندوستان زندہ باد۔

انگریزی فوج کی آزاد فوج میں داخلہ کی شکل

میجر بابو رام نے بہ حیثیت گواہ استغاثہ لال قلعہ کی عدالت میں جو بیان دیا ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انگریزی ہندستانی فوج شکست کے بعد کس طرح جاپانی فوج کے قبضہ میں گئی اور اس کے بعد اس نے اپنی مرضی اور خواہش سے آزاد ہند فوج میں شریک ہوئی اس کے بیان کے ذیل کا ٹکڑا ملاحظہ ہو۔

"ایک بٹالین ایم زیڈ گیانی کی کمانڈ کے ماتحت کیمپ سے فیررپارک میں جہاں بہت سے پی او ڈبلیو (جنگی قیدی) پہلے ہی جمع کئے گئے تھے۔ دو اور تین بجے بعد دوپہر وہاں ۱۶۰۰۰ جنگی قیدی جمع تھے، اس پارک میں ایک بلڈنگ تھی۔ بلڈنگ کی پہلی منزل کے بالائی برآمدہ میں کچھ افسران بیٹھے تھے جن میں ایک انگریزی افسر لفٹنٹ کرنل ہنٹ اور کچھ جاپانی اور ہندوستانی افسر تھے، افسر ہندوستانی فوج کی یونیفارم پہنے ہوئے تھے۔ ان کی قمیصوں پر سفید "بیج" تھے جن پر ایف (F) کا نشان تھا کرنل ہنٹ نے مائکروفون پر تقریر کی اور تمام جنگی قیدیوں کو کھڑا ہونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اعلان کیا کہ میں تمھیں جاپانی گورنمنٹ کو حوالہ کرتا ہوں۔ انھوں نے جنگی قیدیوں کو مشورہ دیا کہ وہ جاپانی گورنمنٹ کے حکم کو مانیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح برطانوی حکومت کے احکامات کو مانتے تھے نیز فرمایا کہ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو ان کو سزا دی جائے گی۔"

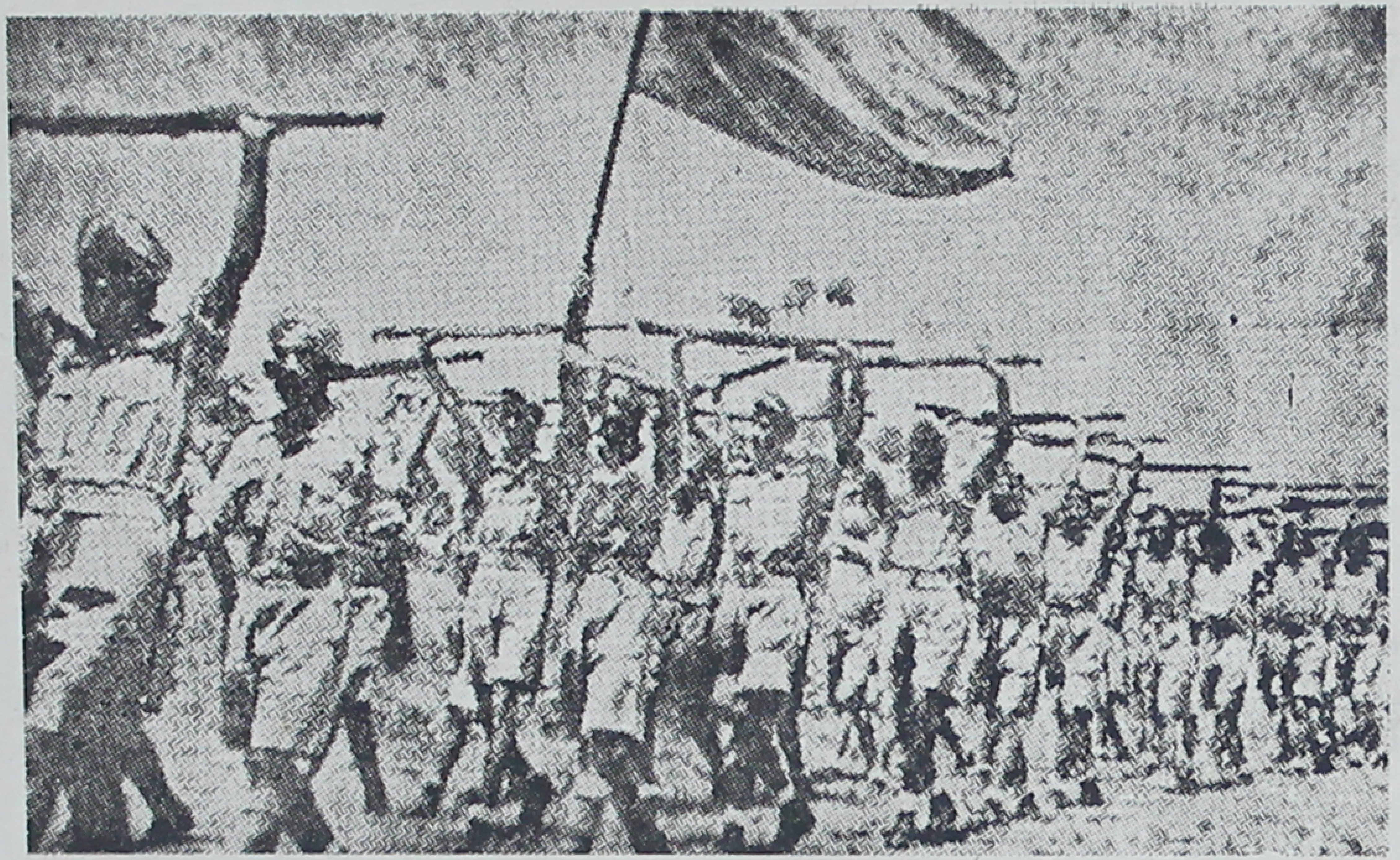
اس کے بعد لفٹنٹ کرنل ہنٹ نے کچھ کاغذات میجر فوجی دارا کو دیئے۔ میجر فوجی دارا مائیکروفون پر آئے اور جاپانی زبان میں ایک تقریر کی جس کا انگریزی ترجمہ کیا گیا اس کا ملخص حسب ذیل ہے:-

"میں جاپانی نمائندے کی حیثیت سے آپ لوگوں کا چارج لیتا ہوں ہماری گورنمنٹ آپ کو قیدی بنانے کے لئے تیار نہیں ہے آپ لوگ آج سے آزاد ہیں۔ ہمارے پاس راشن کی بھی کچھ کمی ہے۔

اس لئے آپ لوگوں کو تھوڑی بہت محنت و مشقت بھی کرنی ہوگی میں آپ لوگوں کو کپتان موہن سنگھ کے حوالہ کرتا ہوں جو آپ کا اعلیٰ کمانڈر ہوگا" اس کے بعد کپتان موہن سنگھ نے تقریر کی انھوں نے کہا "میرے ہندوستانی بھائیو! انگریز آپ کو جاپانیوں کے حوالے کر گئے ہیں جاپانی آپ کو قیدی رکھنے کو تیار نہیں ہیں ان کے پاس خوراک کی بھی کمی ہے ہم نے ایک ہندستانی فوج تیار کی ہے، جو ہندوستان کی آزادی کے لئے لڑے گی، کیا آپ سب لوگ اس میں شامل ہونے کو تیار ہیں؟"

اس پر سب نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ کپتان موہن سنگھ نے کہا کہ "مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ سب خوشی سے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ مگر آزادی شور مچانے سے نہیں مل سکتی۔ ابھی برطانوی حکومت نے یہ الزام لگایا ہے کہ ہندوستانی فوجوں نے ملایا میں اچھی طرح لڑائی نہیں لڑی مگر آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہماری فوج کے پاس کس قسم کے ہتھیار تھے کتنے ٹینک اور کتنے ہوائی جہاز تھے اور کتنے مقامات کو فوجوں نے بغیر اجازت خالی کر دیا"

جانباز فوج آزاد ہند فوج میں ایک حصہ جانباز فوج کا بھی تھا جو اپنے وطن کی آزادی اور استقلال کے لئے اپنی جان کی بازی لگا چکا تھا۔ لنکا کے ایک ایڈووکیٹ نے ایک بیان کے سلسلہ میں کہا ہے کہ اگرچہ فوج استعمال کی



قومی جھنڈے کے ساتھ آزاد ھند فوج کی مارچ پاسٹ



کپتان لکشمی کی سلامی کا منظر

جاتی تو حیرت انگیز بہادری کے کارنامے دنیا کے سامنے آتے اور ہندوستان کی بہادری کا سکہ ساری دنیا پر جم جاتا۔ اس فوج میں بہادر گروہ تیار کئے جاتے تھے جن کا کام تھا دشمن کی مخبری کرنا، دشمن کی ریلوں اور تاروں وغیرہ کو نقصان پہنچانا اور دشمن کی صفوں میں گھس کر آزاد ہند فوج کی خدمت کرنا۔

عورتوں کی فوج

سبھاش بابو کا ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ جب تک عورتیں بھی ہندوستان کی جنگ آزادی میں برابر کی شریک نہیں ہوں گی، اس وقت تک ہندوستان کی آزادی ملنی اگر ناممکن نہیں، تو مشکل ضرور ہے۔ اس خیال کے مطابق انھوں نے عورتوں کی بھی ایک عظیم الشان فوج تیار کی۔ اور عارضی حکومت کے قیام کے دوسرے ہی دن یعنی ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۳ء کو انھوں نے باقاعدہ اس کا افتتاح فرمایا۔ افتتاح کے وقت نیتاجی نے فرمایا۔

"بہنو! ہندوستان کی عورتیں کسی معاملہ میں بھی پیچھے نہیں رہی ہیں۔ انھوں نے نہایت خوش اسلوبی اور عقلمندی سے حکومتوں کا نظام چلایا ہے، حکومتوں کی باگ ڈور کو اپنے قبضے میں رکھا ہے اور وہ شاندار روایات قائم کی ہیں جن کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اہلیا بائی (مہاراشٹر) رانی بھوانی (بنگال)، رضیہ بیگم نور جہاں کے نام تاریخ میں روشن ہیں اور پکار پکار کر اپنی اولعزمی اور اپنی قابلیت و لیاقت کا سکہ دنیا سے منوا رہے ہیں۔

انقلابی زندگی کی مثال آپ کو رانی جھانسی کی زندگی سے مل

سکتی ہے۔ انھوں نے بیس سال کی عمر میں جس جرأت وہمت کا ثبوت دیا ہے اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ انھوں نے ننگی تلوار لیکر اپنی چھوٹی سی عمر میں دشمنوں کے دانت کھٹے کردیتے تھے ان کے مقابل انگریزی کمانڈر نے ان کے حوصلے، ان کے جذبے، ان کی بہادری اور عالی حوصلگی کا بہترین الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔

کون کہتا ہے رانی جھانسی کو شکست ہوئی۔ رانی جھانسی کو شکست نہیں ہوئی۔ ان کا جذبہ اور ان کی قربانیاں اب بھی زندہ ہیں۔

ہماری عورتوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں بہت نمایاں حصہ لیا ہے خصوصاً ۱۹۲۱ء میں عورتوں نے عدم تعاون کی تحریک میں غیر معمولی خدمات انجام دیں۔ یہی نہیں انھوں نے ملک کی ہر انقلابی تحریک میں اہم کارنامے انجام دیئے ہیں اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ہماری بہنوں نے ہر قسم کی پبلک تحریک میں حصہ لیا۔ کوئی قومی کام ایسا نہ تھا جس میں عورتیں آگے آگے نظر نہ آتی ہوں، گاؤں گاؤں پیدل جانا برطانوی سنگینوں میں تقریریں کرنا گھر گھر آزادی کا پیغام پہنچانا، انتخابی مہموں کو شش کرنا، ظالم پولیس کے سخت گیرانہ رویہ کا مقابلہ کرنا ان کی لاٹھیاں کھانا، قید و بند کی مصیبتیں، تکلیفیں اور ذلتیں ہنسی خوشی اٹھانا ان کا معمول کام تھا۔

اگر میں آپ پر اعتماد کروں تو یہ بے سبب نہیں، بلکہ اس کی پشت پر ایک

عظیم تجربہ ہے، تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حکومتیں بنتی بھی ہیں اور بگڑتی بھی ہیں، وہ وقت دور نہیں، جب ہندوستان کی موجودہ سامراجی حکومت ختم ہوگی ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ دنیا کے اس حصے سے یہ حکومت کس طرح ختم ہوئی اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ دنیا کے اور حصوں سے کس طرح نیست و نابود ہوتی ہے۔

اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ بندوق اٹھانا عورتوں کا کام نہیں ہے تو اس سے میں یہ کہوں گا کہ وہ تاریخ کو پڑھے۔ رانی جھانسی نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں ہماری آزادی کی پہلی جنگ میں کس قدر اہم کام کیا ہے۔ پہلی وہ ملکہ تھی جس نے گھوڑے پر سوار ہو کر ننگی شمشیر کھولے فوج کی رہنمائی کی ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ اس کے شروع کئے ہوئے کام کو پھر جاری کریں۔ اور اس مردہ روایت کو دوبارہ زندہ کریں۔ ہماری اس جنگ میں ایک رانی جھانسی ہی نہیں بلکہ ہزاروں رانیاں چاہئیں۔"

رانی جھانسی بائی رجمنٹ

ہندوستان کی مشہور و معروف باغی اور ہر دلعزیز خاتون رانی جھانسی کے نام پر عورتوں کی رجمنٹ کا نام رکھا گیا اور اس کا انچارج ۲۲ سالہ خاتون ڈاکٹر مسز لکشمی کو بنایا گیا جس نے عیش و آرام کی زندگی بسر کی تھی اور جو اپنا ازدواجی رشتہ ٹوٹنے کے بعد مدراس سے اپنا گھر چھوڑ کر دور دراز مقام سنگاپور چلی گئی تھی۔ اس بہادر خاتون کے حالات زندگی نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز ہیں۔ تفصیل کی یہاں

گنجائش نہیں اس لئے مختصر طور پر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

لکشمی بائی مدراس کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے والد نہایت مشہور و معروف بیرسٹر تھے۔ لکشمی بائی ابھی کمسن ہی تھیں کہ ان کے پتاجی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا، مگر ان کی بے وقت وفات سے لکشمی بائی کی تعلیم و تربیت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ ان کی والدہ شریمتی رمولا بائی نے ان کی تعلیم و تربیت کا پوری طرح خیال رکھا اور اسی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ وہ بعد میں غیر معمولی دل و دماغ کی خاتون ثابت ہوئیں۔ اہلِ علم کی قدر و منزلت اس خاندان کی روایات میں سے ہے۔ ان کا دستر خوان بہت وسیع تھا۔ ہر اتوار کو مدراس سوسائٹی کے معزز اراکین کی مجلسیں منعقد ہوتیں، ان کی خاطر مدارات کی جاتی اور صرف علمی مباحثے ہی نہیں ہوتے بلکہ ٹینس وغیرہ کے شیدائیوں کی بھی خاطر خواہ حوصلہ افزائی ہوتی اور ان کی مہارت کی معقول داد ملتی۔

لکشمی بائی کو اس طرح بہترین سوسائٹی ملی اور قدرتی طور پر، وراثت میں ایسے اوصاف ملے، جو کسی کو تاریخ میں بہترین جگہ دلاتے ہیں۔ انھیں علمیت سے اتنی دلچسپی تھی کہ اکثر بیشتر جے کرشنا مورتی کے تھیوسائیکل کے خشک لکچر سننے بھی جاتیں۔ حب وطنی اور مجاہدانہ اسپرٹ انھیں اپنی بے تکلف دوست مسٹر مالتی پٹوردھن سے ملی۔ جن کا حب وطن اور اخلاص شک و شبہ سے بالا ہے

لکشمی بائی کو وطن کی خدمت کا جذبہ وراثت میں ملا تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ ہندوستان میں وباؤں اور بیماریوں کی جتنی کثرت ہے ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کی اسی لحاظ سے قلت ہے، اس لئے، انھوں نے ڈاکٹری کا پیشہ منتخب کیا اور

مدراس میڈیکل کالج میں داخل ہوگئیں دوران تعلیم میں انگلستان بھی تشریف لے گئیں اور وہاں تین مہینے تک قیام کر کے بہترین تجربہ حاصل کئے۔

ویسے تو اس بہادر خاتون کی ابتدائی زندگی نہایت آرام و آسائش سے بسر ہوئی مگر رہی زندگی کچھ بے لطف سی ہی۔ ان کی شادی بنگلور کے ایک برہمن نوجوان سے ہوئی تھی۔ یہ نوجوان بہترین ہوا باز تھا اور مدراس فلائنگ کلب میں ہدایت کار کے عہدہ پر بھی فائز تھا۔ لکشمی بائی سے اس کی ملاقات بالکل اتفاقیہ ہوئی اور آہستہ آہستہ تعلقات اتنے گہرے ہو گئے کہ دونوں کی آپس میں شادی ہوگئی۔ مگر بعد میں یہ شادی راس نہ آئی اور دونوں کے ازدواجی تعلقات منقطع ہو گئے۔

لکشمی بائی شروع ہی سے کانگریس کے پرجوش حامیوں میں سے تھیں ایک مرتبہ پنڈت جواہر لال نے ان کے یہاں قیام کیا تھا۔ پنڈت جی کی مختصر صحبت کا بھی ان کی زندگی پر کافی اثر پڑا اور ان کے آزادی پسند رجحانات کو بڑی تقویت پہنچی۔

ازدواجی تعلقات منقطع ہونے کے بعد لکشمی بائی نے خانگی زندگی سے علیحدگی اختیار کر لی اور گھر بار چھوڑ کر سنگاپور چلی گئیں جہاں انھوں نے ڈاکٹری شروع کی، یہ واقعہ ۱۹۴۰ء کا ہے

بہر حال ۱۹۴۲ء میں لکشمی بائی سنگاپور میں مقیم تھیں جب جاپانیوں کا ملایا پر قبضہ ہوا تو لکشمی کا کوئی حال معلوم نہ ہوا، اس نے سنگاپور چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ وہ جاپانیوں کے ہاتھ میں قید ہے۔

لیکن بعد میں ریڈیو پر سینگاؤں سے یہ خبر آئی کہ جاپان نے ملایا میں ایک عارضی حکومت قائم کرلی ہے اور لکشمی بائی بھی اس حکومت کے ارکان میں سے ہیں۔ بعد میں یہ خبر ملی کہ وہ رانی آف جھانسی رجمنٹ کی انچارج ہیں۔

عورتوں کی فوج کی تنظیم

اس بہادر عورت کے کارنامے آزاد ہند فوج کے قیام اور ترقی میں ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

جب رانی جھانسی کی رجمنٹ کی تنظیم کی گئی تو جاپانیوں نے اس بات پر اعتراض کیا کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح میدانِ جنگ میں جاکر لڑیں۔ لیکن سبھاش بابو اپنے ارادے پر قائم رہے اور ان کو بہترین فوجی تربیت دلائی اور مردوں کی طرح میدانِ جنگ کی مشکلات برداشت کرنے اور لڑنے کی صلاحیت پیدا کی لیکن بعض مصالح کے پیشِ نظر میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دی۔ کمانڈر لکشمی نے بڑی منت کی لیکن سبھاش بابو نے جواب دیا "نہیں بہن تمہیں اور بڑی لڑائیاں لڑنی ہیں اس وقت میدانِ جنگ میں لڑنے کی بجائے زخمی سپاہی تمہاری توجہ اور مدد کے محتاج ہیں اس لئے فی الحال تمہارے فرائض میدانِ جنگ کی بجائے ہسپتال میں ہیں"۔

جنگ آزادی کے لئے بیتابی

کچھ دن تک وہ خاموشی کے ساتھ مفوضہ خدمت انجام دیتی رہیں۔ زخمی سپاہی میدانِ جنگ کے دلچسپ واقعات مناتے تھے، مقابلے کے نقشے کھینچتے تھے۔ آزادی کی تڑپ اور قربانی کے ولولہ نے ان کے دل ودماغ پر بہت اثر کیا وہ میدان میں جانے کے لئے بیتاب ہوجاتی تھیں، لیکن کیسے جاسکتی تھیں۔ نیتاجی کی اجازت نہ تھی۔ بالآخر تمام فوجی عورتیں مل کر کمانڈر لکشمی کے پاس گئیں اور ان سے درخواست

کی کہ "ہمیں میدان جنگ میں جاکر لڑنے کی اجازت دلوائیں ہماری روح قربانی کی دیوی پر نچھاور ہونے کے لئے بیتاب ہے ہم یہاں نہیں رکیں گے اگر ہمیں محض مرہم پٹی ہی کرنی تھی تو ہتھیار کے استعمال سے واقف کیوں کرایا گیا۔ ہماری زندگی اسی کام کے لئے ہے" لکشمی بائی نے اس درخواست پر غور کرنے کے بعد سوبھاش بابو کے نام ذیل کا خط لکھا:-

"عورتیں اور مرد اقتدار و اختیار میں برابر ہیں، آپ نے ہمیں سکھایا ہے۔ بتا دیا ہے، آپ نے جاپانیوں کے علی الرغم لڑنے کی ٹریننگ دی ہے اور ہتھیار استعمال کرنے سکھائے ہیں، اس لئے ہم میدان جنگ میں اور وطن کی خدمت کرنا چاہیئے ہیں ہمیں اب تک ہسپتالوں سے باہر نہیں جانے دیا گیا۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم مردوں سے زیادہ لڑنے اور مشکلات برداشت کرنے کی ہمت رکھتے ہیں ہمیں پورا یقین ہے کہ ہم ایک مرتبہ قدم اٹھانے کے بعد پیچھے قدم نہیں ہٹائیں گے۔"

یہ خط پانچ عورتوں نے اپنے خون سے لکھ کر بھیجا، ان عورتوں میں دو گجراتی دو بنگالی اور ایک دکھنی تھیں۔

سوبھاش بابو نے ان کے بڑھتے ہوئے ولولہ اور جوش کو دیکھ کر انھیں میدانِ جنگ میں لڑنے کی اجازت دی۔

اس زنانہ رجمنٹ میں ہندوستانی عورتیں شہری آبادیوں سے تعلق رکھتی تھیں اس فوج کے مختلف دستے ہندوستانی فوج سے زیادہ ہم آہنگ تھے۔ ان میں

کوئی صوبائی یا لسانی فرقہ وارانہ امتیاز موجود نہیں تھا۔ تنخواہ اور الاؤنس بھی ہندوستانی فوجوں سے مختلف نہ تھا سخت سے سخت مخالف نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ اس کا ڈسپلن اور اخلاقی حالت بہت بلند تھی۔ اس کی بہت سی عورتیں ریڈ کراس شاخ میں بھرتی ہونے لگیں۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء میں عورتوں کے لئے سنگاپور میں ایک کیمپ قائم کیا گیا اور اس کے بعد ایک اور کیمپ رنگون میں بھی کھل گیا۔

رانی جھانسی برگیڈ کی تعداد اور اسکی وردی

رانی آف جھانسی بریگیڈ میں بارہ سو ہندوستانی عورتیں شامل تھیں، ان کو صفِ اول میں رکھا جاتا تھا جہاں وہ پروپیگنڈا کرتی تھیں نرسنگ کا کام کرنے کے علاوہ برطانوی فوجوں کو ہندوستان کی جنگ آزادی میں شریک ہونے کی ترغیب دلاتی تھیں۔

جھانسی برگیڈ کی وردی جن کو عورتیں پہنتی تھیں پوری پینٹ، خاکی قمیص، ترچھی ٹوپیاں اور ربڑ کے بوٹ پر مشتمل تھی۔

فوج کی تعداد

ستمبر ۱۹۴۲ء میں آزاد ہند فوج کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی اور ۱۹۴۳ء میں چالیس ہزار تک پہنچ گئی تھی اور بہت سے جوان کثرت کے ساتھ بھرتی ہونے شروع ہو گئے تھے، لیکن جاپانیوں نے ان کی فوجی تعلیم و تربیت میں رکاوٹ ڈالنی شروع کر دی اس لئے یہ تحریک اس وقت پوری طاقت نہیں پکڑ سکی، مگر جب سبھاش بابو نے اس کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور سرگرمی سے کام شروع کیا تو صرف ملایا میں چار ٹریننگ کیمپ کھولنے پڑے جن میں ایک وقت رنگروٹوں کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ افسروں کی تعلیم کے لئے بھی ایک ٹریننگ اسکول کھولا

گیا تھا اس کے انچارج آزاد ہند فوج کے لفٹننٹ کرنل بھونسلے مہاراشٹر کے مشہور تاریخی خاندان کے چشم و چراغ بنائے گئے، چنانچہ حکومت برطانیہ کی طرف سے آپ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ آپ نے ساڑھے سات ہزار افسروں کو تربیت دی۔

آپ سنگاپور کے برطانوی جنرل سٹاف کے ممبر تھے، ساونت وادی کونکن کی ایک مشہور ریاست ہے جسے آپ کا وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی بیوی مہاراجہ بڑودہ کی رشتہ دار ہیں، آپ کا نام شریمتی چندر کا بائی ہے جو بڑودہ میں رہتی ہیں کرنل بھونسلے ان چار ہندوستانیوں میں سے ہیں جو سب سے پہلے سینڈ ہرسٹ ملٹری کالج میں داخل ہوئے۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ آزاد ہند فوج کے افسروں کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی۔ عام فوجیوں کی تعداد کے متعلق تھوڑا سا اختلاف ہے بعض لوگ اسے ستر ہزار سے نوے ہزار آدمیوں پر مشتمل بتاتے ہیں اور بعض لوگ ایک لاکھ آدمیوں کا تخمینہ کرتے ہیں بہرحال اس پر سب متفق ہیں کہ تین لاکھ فوج کے بھرتی کرنے کا پروگرام تھا۔

سپاہیوں کا عہد نامہ

جو لوگ آزاد ہند لیگ کے سول والنیٹر میں داخل ہوتے تھے، انھیں ذیل کے عہد نامہ پر دستخط کرتے ہوتے تھے:۔

(۱) رضا کارانہ اور اپنی مرضی سے آزاد ہند سول والنیٹر تنظیم میں شریک ہوتا ہوں۔

(۲) ہندوستان کے لئے پورے اخلاص سے اپنی خدمات پیش کرتا ہوں اور اس کی آزادی کے لئے اپنی زندگی کا عہد کرتا ہوں۔ ہندوستان اور ہندوستان

کی تحریک آزادی کی میں اپنی پوری طاقت سے خدمت کروں گا۔ چاہے جان ہی خطرے میں کیوں نہ ہو۔

(۳) ملک کی خدمت کرتے وقت ذاتی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کروں گا

(۴) مذہب، زبان اور علاقہ کا خیال کئے بغیر میں تمام ہندوستانیوں کو اپنا بھائی اور بہن سمجھوں گا۔

(۵) میں پوری وفاداری اور بغیر کسی تامل کے آزاد ہند لیگ کے تمام احکامات کی تعمیل کروں گا اور اپنے متعلقہ افسروں کے تمام منصفانہ اور جائز احکامات، جو وقتاً فوقتاً دئے جائیں گے پورے کروں گا۔

جیب خرچ

"ہم ہندوستانی ہیں ہندوستان ہمارا ہے اور ہمارا فرض ہے ہندوستان کو آزاد کرانا۔ انگریز اب ہندوستان کو چھوڑ رہے ہیں ہم لوگوں کو جلد موقع ملے گا کہ ہندوستان کی آزادی کی جنگ میں حصہ لیں۔ اس وقت جو روپیہ تم کو ملے گا اس کو جیب خرچ سمجھو۔ تنخواہ آزاد ہونے کے بعد ملے گی جو لوگ والنٹیر بننا چاہیں وہ اپنے نام کمانڈر کو دے دیں"۔

زبردستی بھرتی ممنوع تھی

"میں آزاد ہند فوج میں والنٹیر کی حیثیت سے بھرتی ہوا ہوں یہ تحریک اگرچہ بہت اچھی ہے مگر کسی کو بھرتی ہونے پر مجبور کرنا مناسب نہیں۔ میرا پیغام سپاہیوں تک پہنچا دو کہ کوئی سپاہی کسی کو بھرتی ہونے پر مجبور نہ کرے"۔

رام رام، نمستے، اور خدا حافظ کے بجائے سب ہندو مسلمان "جے ہند" کہہ کر ایک دوسرے کا استقبال کرتے تھے، لیکن جے ہند کہتے ہوئے سننے والا اور کہنے

والا دونوں "اٹن شن" کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس نعرے سے ایک ایسا جذبہ ان کے دل میں پیدا ہو جاتا تھا جس سے ان کے ارادے سے مضبوطی ظاہر ہوتی تھی۔

نعرہ کا جواب نہ دینا جرم تھا

یہ نعرہ فرقہ وارانہ مسائل کے پیش نظر تجویز کیا گیا تھا۔ جے ہند کے نعرے کا ذکر انڈین نیشنل آرمی ایکٹ میں بھی موجود تھا۔ کہ جو شخص اس نعرے کا جواب نہ دے اس کے لئے سزا بھی تجویز کی گئی تھی۔ یہ نعرہ سارے مشرقی ایشیا میں مقبول ہو گیا تھا۔ اس کو صرف ہندستانی ہی پسند نہیں کرتے تھے بلکہ جاپانی چینی اور دیگر غیر ملکی لوگ بھی یہ نعرہ لگایا کرتے تھے۔ اس امر کا فیصلہ ہو گیا تھا کہ ہندستان آزاد ہو جائے گا تو نعرہ تبدیل کر دیا جائے۔

عارضی حکومت کا نظام

عارضی حکومتِ آزاد ہند کا قیام اور اس کا اعلان

۲۱ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو آزاد ہند کی عارضی حکومت قائم ہوئی اور اس نے اپنا اعلان جاری کیا، جو ذیل میں درج ہے:-

ہندستانیوں نے ۱۷۵۷ء میں انگریزوں سے پہلی دفعہ بنگال میں شکست کھائی تھی۔ اس کے بعد وہ متواتر ایک صدی تک بہت سی صبر آزما اور خونریز جنگوں میں ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس عرصہ میں ہندستانیوں نے جس ایثار جانبازی اور بہادری کا ثبوت دیا ہے اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں مشکل سے ملے گی۔ تاریخ کے صفحات میں بنگال کے سراج الدولہ موہن لال، جنوبی ہند کے حیدر علی، ٹیپو سلطان اور ویلو تامپی، مہاراشٹر کے آپا صاحب بھونسلے اور پیشوا باجی راؤ اودھ کی بیگمات پنجاب کے سردار شیام سنگھ اٹاری والا اور سب سے آخر میں جھانسی کی رانی لکشمی

اور تانتیا ٹوپی، مہاراجہ کنور سنگھ آف ڈمراؤن ، نانا صاحب اور ہندستان کے دوسرے سپوتوں کے نام ہمیشہ سنہرے حروف میں نقش رہیں گے ۔ یہ ہماری بدنصیبی ہی کہ ہمارے بزرگ ابتدا میں اس کا اندازہ نہ کر سکے کہ برطانوی اقتدار تمام ہندستان کے لئے ایک زبردست خطرہ ہی ۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دشمن کے مقابلے میں متحدہ محاذ بنانے کی کبھی کوشش نہیں کی ۔ لیکن ایک عرصہ بعد ہندستانی حقیقت حال سے اچھی طرح آگاہ ہو گئے ۔ اب انھوں نے دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے متحدہ کوششیں شروع کر دیں ۔ اور تمام ہندستانی ۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے ۔ یہ ان کی آخری لڑائی تھی جو انھوں نے غیر ملکی اقتدار کے خلاف آزاد باشندوں کی حیثیت سے لڑی تھی ۔ لڑائی کے ابتدائی دور میں وہ ہر جگہ نہایت شاندار کامیابی حاصل کرتے رہے ۔ لیکن اب ان کی قسمت کا ستارہ گردش میں آ چکا تھا اور ان کی رہنمائی غلط لوگوں کے ہاتھ میں تھی ۔ انجام کار جنگ آزادی کے سپاہی ہار گئے اور غلامی کی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ۔ لیکن اس کے باوجود جھانسی کی رانی ، نانا ٹوپی ، کنور سنگھ اور نانا صاحب جیسے ہیرو ہمارے دلوں میں اپنی عظمت و بہادری کی یاد چھوڑ گئے ہیں جو ہمیں ایثار اور جانبازی کے بلند کارناموں پر اکساتی رہتی ہی ۔

۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے ہندستانیوں کو غیر مسلح کر دیا اور ان پر مصائب و مظالم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیے ۔ ناکامی کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہندستانی کر ہی کیا سکتے تھے ۔ ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد پڑی اور اس کی رہنمائی میں ہندستان کی تھکی ہوئی فوج پھر منظم ہو گئی ۔ اس نے پہلی جنگ عظیم تک اپنی غصب شدہ آزادی کو حاصل کرنے کے لئے تمام ممکن تدابیر اختیار کیں ۔ ایجی ٹیشن

پروپیگنڈا، برطانوی مال کا بائیکاٹ سے لے کر دہشت انگیزی تک تمام طریقے آزمائے گئے اور آخر میں مسلح انقلاب کی بھی کوشش کی گئی۔ لیکن یہ تمام کوششیں ناکام رہیں۔ ہندستان کے باشندے شکست خوردہ ذہنیت کا شکار ہوتے جا رہے تھے اور انھیں کسی نئے ہتھیار کی ضرورت تھی جس کے ذریعہ ان کی جنگ آزادی میں پھر سے جان پڑ جائے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں گاندھی جی آگے بڑھے اور انھوں نے ملک و قوم کو ترک موالات اور سول نافرمانی جیسے نئے ہتھیاروں سے مسلح کر دیا۔

اس کے بعد متواتر بیس سال تک ہندستان والے حب وطن کی تحریک کو انتہائی سرگرمی کے ساتھ چلاتے رہے۔ آزادی کا پیغام ہر ہندستانی گھر تک پہنچایا گیا۔ لیڈروں نے اپنے ذاتی عمل کے ذریعہ عوام کو آزادی کے راستہ میں مصیبتیں اٹھانے، ایثار و قربانی کا پیکر بننے اور آزادی کی لگن میں مرنے تک سے گریز نہ کرنے کی تعلیم دی۔ بڑے بڑے شہروں سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے گاؤں تک ہر جگہ عوام کو ایک سیاسی تنظیم میں منسلک کر دیا گیا۔ اس طرح ہندستانی عوام میں سیاسی بیداری پیدا ہو گئی اور وہ ایک بار پھر سیاسی وحدت بن گئے۔ اب ان میں یہ سکت پیدا ہو گئی کہ وہ اپنے مشترکہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے ہم آواز اور ہم آہنگ ہو کر قدم اٹھائیں۔ سنہ ۳۷ء سے سنہ ۱۹۳۹ء تک آٹھ صوبوں میں کانگریس کی جو وزارتیں قائم رہیں ان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہندستانی اپنے معاملات کا خود انتظام کرنے کے لئے کس قدر بے چین ہیں اور ان میں اس کام کو انجام دینے کی کتنی زبردست اہلیت موجود ہے۔

اس طرح موجودہ جنگ کے شروع ہونے تک وہ سب سامان مہیا ہو چکے تھے جن کی ہندستان کی آخری جنگِ آزادی لڑنے کے لئے ضرورت تھی۔ موجودہ جنگ

کے دوران میں جرمنی نے اپنے ہمنوا ملکوں کی امداد سے یورپ میں ہمارے دشمن پر پے در پے نہایت تباہ کن حملے کئے ہیں اور ادھر مشرقی ایشیا میں جاپان نے ہمارے دشمنوں کو بری طرح شکست دی ہے۔ یہ حالات ہندستان کی جنگ آزادی کے لئے بہت سازگار ہیں۔ اپنی قومی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہندستانی عوام کو قدرت کی طرف سے یہ بہت عمدہ موقع مل گیا ہے۔

غیر ممالک کے ہندستانی بھی تاریخ میں پہلی مرتبہ سیاسی طور پر بیدار ہو چکے ہیں۔ اور ایک جماعتی نظام میں منسلک ہیں۔ وہ ہندستان میں رہنے والے وطنی بھائیوں کے ساتھ صرف خیالات اور جذبات ہی میں اتحاد نہیں رکھتے بلکہ ان کے شانہ بشانہ آزادی کی جنگ میں عملی طور پر شامل ہیں۔ خاص طور پر مشرقی ایشیا میں اس وقت ۲۰ لاکھ سے زیادہ ہندستانی فوجی تنظیم سے وابستہ ہیں اور ان کے سامنے جنگ آزادی کے فوج کی مثال سامنے موجود ہے جو "دہلی چلو" کے نعرہ کو عملی شکل دینے کے لئے سرگرم عمل ہے۔

برطانوی حکومت نے چونکہ اپنے ظاہر دارانہ رویہ سے ہندستانیوں کو بددل کر دیا ہے اور اپنی لوٹ کھسوٹ کے ذریعہ انھیں فاقہ کشی کی حالت تک پہنچا دیا ہے۔ اس لئے اس کی بنیادیں متزلزل ہیں اور ہندستانیوں کو ان پر بالکل اعتماد نہیں رہا۔ اس ناخوشگوار حکومت کی عمارت کو خاکستر کرنے کے لئے صرف ایک چنگاری کافی ہے۔ اس چنگاری کو سلگانا ہندستان کی آزادی کے لئے لڑنے والی فوج کا کام ہے۔ یہ امر یقینی ہے کہ ہندستان کے باشندے اس فوج کی مدد کریں گے اور انگریزوں کے بنائی ہوئی ہندستانی فوج کا بڑا حصہ انگریزوں سے کٹ کر یقیناً جنگ آزادی کے پروانوں کا شریک کار ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ہندستان سے باہر اس فوج کے بہت سے

طاقت ور ہمدرد ممالک موجود ہیں۔ ان حالات میں ہندستان کی آزادی کے لئے لڑنے والی فوج کو اپنی طاقت پر پورا بھروسا ہو کہ وہ اپنے تاریخی کارنامہ کو انجام تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائے گی۔

آزادئ ہند کی منزل قریب ہو۔ ہندستانی عوام کا فرض ہو وہ اپنی ایک عارضی حکومت تشکیل دے لیں۔ اور اپنی جنگ آزادی کی یہ آخری جدوجہد اس عارضی حکومت کے جھنڈے کے نیچے شروع کریں۔ لیکن ہندستان میں چونکہ اس وقت تمام لیڈر جیل میں ہیں اور دوسرے وہاں عوام بالکل غیر مسلح ہیں۔ اس لئے اس کا بالکل امکان نہیں ہے کہ یہ عارضی حکومت ہندستان کی سرزمین پر تشکیل پائے۔ لہٰذا اس کام کی ذمہ داری اب انڈین انڈی پنڈنس لیگ پر عائد ہوتی ہو جو مشرقی ایشیا میں قائم ہے اور جسے ہندستان اور بیرون ہندوستان کے تمام محب وطن ہندستانیوں کی ہمدردیاں حاصل ہیں۔ اس جماعت کو آزاد ہند کی ایک عارضی حکومت بنانا چاہیئے تاکہ یہ حکومت ہندستان کی آزادی کے لئے لڑنے والی فوج (جسے انڈین انڈی پنڈنس لیگ نے تنظیم دی ہو) کی مدد سے آزادی کی جنگ شروع کر سکے۔

مشرقی ایشیا کی انڈین انڈی پنڈنس لیگ نے چونکہ یہ عارضی حکومت قائم کر دی ہے۔ اور ہم لوگوں کو اس حکومت کے عہدہ دار مقرر کیا ہو اس لئے ہم پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ ان تمام فرائض کو ادا کرنے کا ذمہ لیتے ہیں جو ہم پر عائد ہو گئے ہیں۔ خالق کائنات سے دعا ہو کہ مادر وطن کی آزادی کے لئے ہماری جدوجہد کو مقبول بنائے اور ہمیں اس کا موقع دے کہ ہم ہندستان کی جنگِ آزادی کے سپوتوں کو آزاد کرائیں جو ہندستان کی فلاح و بہبود اور دنیا کی اقوام میں اس کی عزت بلند

کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد میں مشغول ہیں۔

اس عارضی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ہندستان کی سرزمین کو انگریزوں اور ان کے اتحادیوں کے منحوس وجود سے نجات دینے کے لئے جدوجہد شروع کرے۔ اور اس مقصد میں کامیاب ہونے کے بعد اس عارضی حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ آزاد ہندستان میں ہندستانی عوام کی مرضی کے مطابق ایک مستقل حکومت بنائے۔ ہندستان کے تمام باشندوں کا اعتماد حاصل ہو۔ جب تک ہندستان میں یہ مستقل حکومت قائم نہ ہو۔ یہ عارضی حکومت ہندستانی عوام کی امانت کے طور پر ملک کے معاملات کا انتظام کرے گی۔

ان حالات میں عارضی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر ہندستانی سے اطاعت و فرمانبرداری کا مطالبہ کرے۔ عارضی حکومت مذہبی آزادی اور تمام شہریوں کے لئے مساوی حقوق اور مواقع کی ضمانت لیتی ہے۔ وہ اپنے اس مستحکم ارادہ کا اعلان کرتی ہے کہ ہندستانی قوم کے ہر حصہ کی خوشی اور خوشحالی کے لئے جدوجہد کرے گی۔ اور قوم کے تمام سپوتوں کے لئے ترقی کے مواقع بہم پہنچائے گی۔ یہ عارضی حکومت ان تمام اختلافات کو ختم کردے گی جو غیر ملکی حکومت نے نہایت عیاری کے ساتھ ہندوستان کی سرزمین میں پیدا کردئے ہیں۔

پروردگار کے نام پر، ان نسلوں کے نام پر جنھوں نے ہندستانی باشندوں کو ایک قوم کا درجہ عطا کیا ہے اور نیز ان شہیدوں کے نام پر جو ہمارے لئے بہادری ایثار اور قربانی کی مثال چھوڑ گئے ہیں، ہم تمام ہندستانیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے جھنڈے کے نیچے جمع ہوجائیں۔ اور ہندستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کریں۔ ہم انھیں انگریزوں اور ان کے ان تمام ہمدردوں کے خلاف جو

ہندستان میں موجود ہیں ایک آخری جنگ لڑنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ان سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنی یہ جنگ بہادری استقلال کے ساتھ جاری رکھیں گے اور یقین وایمان کو کبھی متزلزل نہ ہونے دیں گے کہ آخری فتح انہی کی ہوگی۔ ہماری یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک سرزمین ہند دشمنوں سے خالی نہ ہوجائے اور ہندستانی قوم ایک مرتبہ پھر آزادی کی فضا میں سانس نہ لینے لگے۔

عارضی حکومت کی طرف سے اس اعلان پر مندرجہ ذیل حضرات نے دستخط کیے :-

۱- سبھاش چندر بوس۔ (صدر ریاست، وزیر اعظم، وزیر جنگ اور امور خارجہ۔
۲- کیپٹن مسز لکشمی (ویمنز آرگنزیشن)
۳- ایس۔ اے آئر (نشر واشاعت اور پروپگنڈا)
۴- لفٹننٹ کرنل۔ اے سی۔ چیٹرجی۔ (مالیات)
۵- لفٹننٹ کرنل۔ عزیز احمد
۶- " کرنل۔ این ایس بھگت۔
۷- " " " جے۔ کے بھونسلا۔
۸- " " " گلزار سنگھ
۹- " " " محمد زماں کیانی
۱۰- " " " اے ڈی لوگا نادن
۱۱- " " " احسان قادر
۱۲- " " " شاہ نواز

(نمائندگان فوج)

۱۳۔ اے ایم سہائے سکریٹری (وزیر)

۱۴۔ راش بہاری بوس (مشیر اعلیٰ)

۱۵۔ کریم غنی

۱۶۔ دیب ناتھ داس

۱۷۔ ڈی، ایم۔ خان

۱۸۔ اے، الپا (ممبر)

۱۹۔ جے تھوی

۲۰۔ سردار۔ اشر سنگھ

۲۱۔ اے۔ این سرکار (مشیر قانونی)

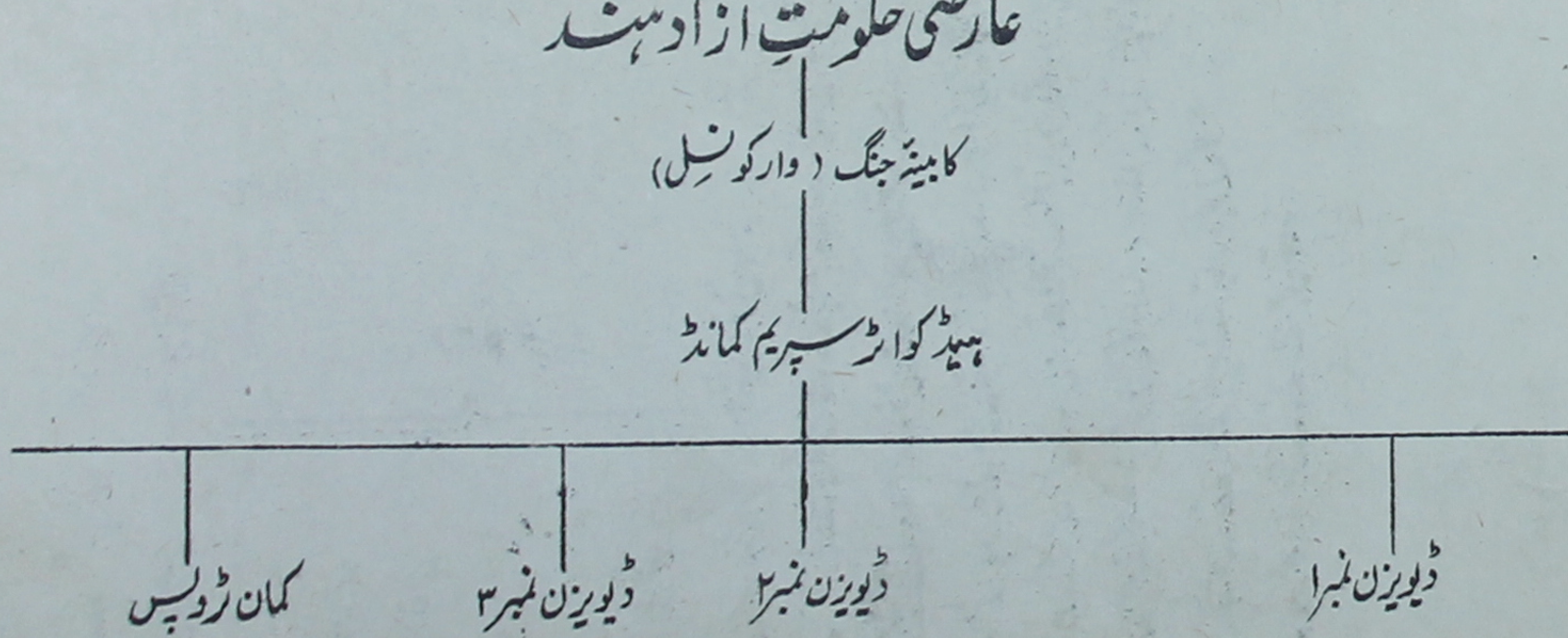
نیتاجی کا عہدنامہ

عارضی حکومت کے قیام کے بعد، نیتاجی سوبھاش چندر بوس نے حسب ذیل عہدنامہ پر دستخط کیے:۔

"میں سوبھاش چندر بوس، میں خدا، آزاد ہند اور ۳۸ کروڑ ہندستانیوں کے نام سے حلف لیتا ہوں کہ میں اس عہد پر مرتے دم تک عمل کروں گا اور میں اپنے ملک کی آزادی کے لئے ہمیشہ کوشش کروں گا اور ہندستان کی آزادی کے بعد بھی اور وطن کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔"

یہی عہدنامہ کابینہ جنگ کے لئے بھی تھا۔

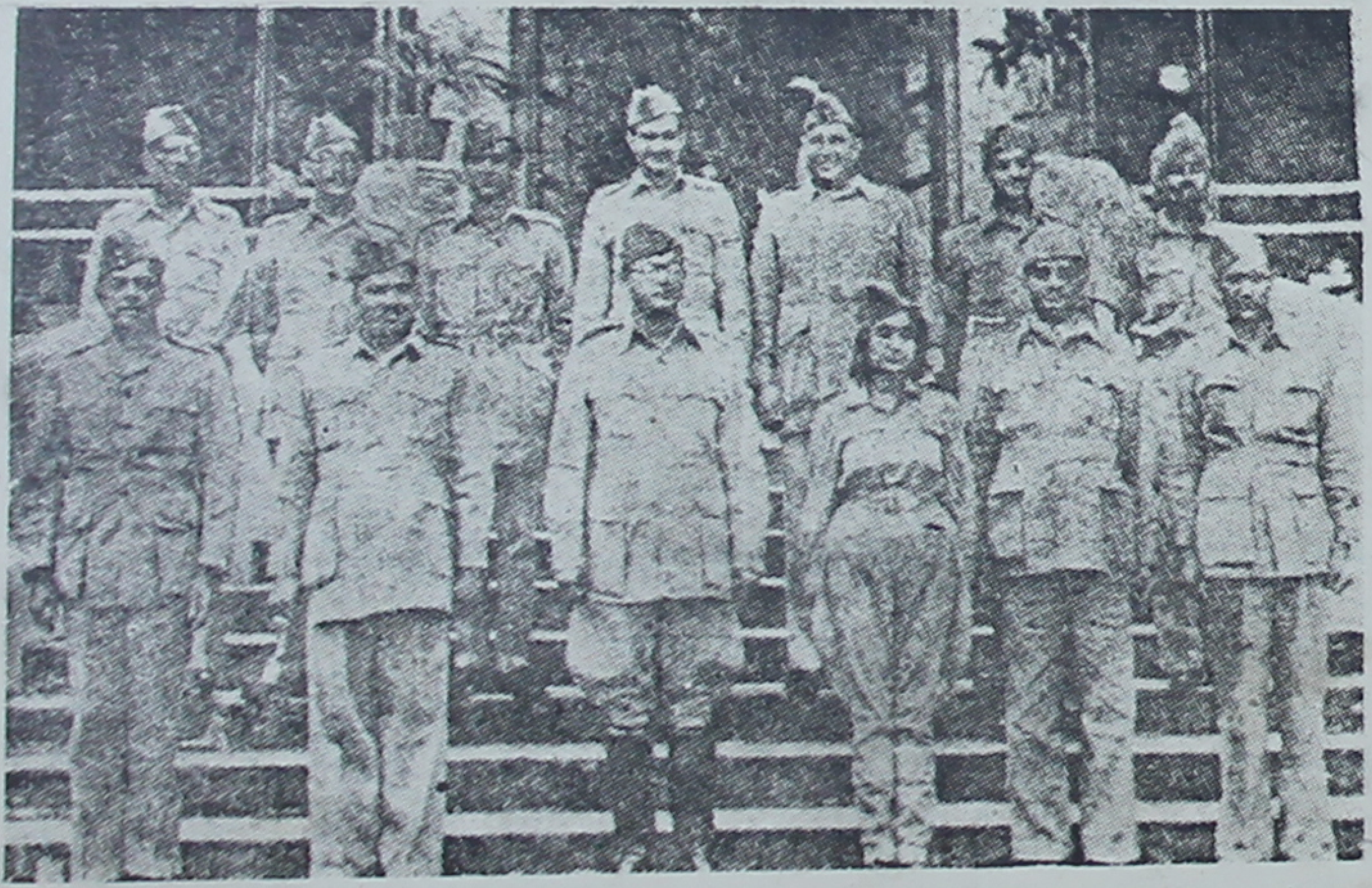
عارضی حکومت کی تقسیم حسبِ ذیل تھی:۔



نوٹ:۔ ان میں سے ہر ایک کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہو۔



نیتا جی شونان سنگھا پور میں
عورتوں کی رجمنٹ کا معائنہ کر رہے ہیں



آزاد ہند کی کیبنٹ

کابینۂ جنگ (وار کونسل)

وار کونسل کے حسب ذیل مقاصد قرار دیئے گئے:۔

۱۔ عارضی حکومت کے کاموں کو مزید توسیع دینا

۲۔ جنگی کوششوں اور تیاریوں کے لئے بہتر ذرائع معلوم کرنا اور مفید وسائل مہیا کرنا

۳۔ نئے حملے اور دشمن پر کامیابی حاصل کرنے کے لئے تمام وسائل اور ذرائع کو مجتمع کرنا اور انہیں ایک دوسرے سے مربوط کرنا۔

وار کونسل کے حسب ذیل ارکان مقرر ہوئے:۔

۱۔	کرنل۔	جے، کے بھونسلا
۲۔	"	محمد زماں کیانی
۳۔	لفٹننٹ کرنل	احسان قادر
۴۔	"	عزیز احمد خاں
۵۔	"	حبیب الرحمٰن
۶۔	"	گلزار سنگھ
۷۔	کپتان	مسز لکشمی (عورتوں کی ارگنائیزر)
۸۔	شری	این رگھوان
۹۔	"	ایس، اے آئر
۱۰۔	"	پرمانند

۱۱۔ کرنل - اے، سی، چڑجی (سکریٹری) ۱۲۔ اے، الپا (اضافہ شدہ رکن)

تفصیل سپریم کمانڈ

سپریم کمانڈر:- نیتاجی سوبھاش چندر بوس

پرسنل فیزیشین:- لفٹنٹ کرنل راجو

اے، ڈی، سی:- کیپٹن شمشیر سنگھ

چیف آف دی جنرل اسٹاف:- میجر جنرل جے، کے بھونسلا

اسسٹنٹ آف دی " " :- کرنل حبیب الرحمٰن

ڈی، اے، جی
میجر ناگ
سی۔ پی۔ ایم
میجر مورتی
جج ایڈووکیٹ جنرل
میجر ناگ
ڈی۔ پی۔ ایم
میجر مان سنگھ

ڈی، کیو، ایم، جی
لفٹنٹ کرنل تہل سنگھ
سپلائی و ٹرانسپورٹ
میجر ایم۔ اے، خان
چیف آرڈیننس آفیسر
میجر اکبر علی

ڈائرکٹر میڈیکل سروس
لفٹنٹ کرنل کے، رائے

ملٹری سکرٹری
لفٹنٹ کرنل نجیب

جی برانچ نمبر ۱
لفٹنٹ کرنل راؤرج
جی برانچ نمبر ۲
جی برانچ نمبر ۳

سپریم کمانڈ کو تین ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ان تینوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

ڈویژن نمبر ۱ ، کمانڈر :۔ میجر جنرل محمد زماں کیانی

- گوریلا رجمنٹ نمبر ۱ (سوبھاش گوریلا رجمنٹ) (کمانڈر :۔ شاہ نواز خاں)
- گوریلا رجمنٹ نمبر ۲ (گاندھی گوریلا رجمنٹ) (کمانڈر :۔ کرنل عنایت جان کیانی)
- گوریلا رجمنٹ نمبر ۳ (آزاد گوریلا رجمنٹ) (کمانڈر :۔ کرنل گلزارا سنگھ)

ڈویژن نمبر ۲ ، کمانڈر :۔ کرنل عزیز (جنوری ۱۹۴۵ء تک، اس کے بعد) شاہ نواز

- گوریلا رجمنٹ نمبر ۴ (نہرو گوریلا رجمنٹ) کمانڈر :۔ گریک سنگھ ڈھلن)
- گوریلا رجمنٹ نمبر ۵ (کمانڈر :۔ کرنل حسین)
- انفنٹری رجمنٹ (پیدل فوج) کمانڈر :۔ پی ، کے ، سہگل)
- بھاری توپوں کی فوج
  - ٹینک اور مسلح موٹروں کی فوج
    - معتدل توپوں کی فوج

ڈویژن نمبر ۳

اس کے ماتحت چار گوریلا رجمنٹ تھی یعنی نمبر ۶، ۷، ۸، ۹۔

نوٹ:۔ سوبھاش بابو کے قبل مذکورہ بالا رجمنٹوں کے نام ، مہاتما گاندھی، مولانا آزاد پنڈت جواہر لال نہرو اور سوبھاش چندر بوس کی طرف منسوب تھے ، مگر نیتاجی نے جب چارج لیا ، تو اشخاص کے ناموں کی طرف منسوب کرنے کی بجائے محض نمبر قرار دیئے ، مثلاً گوریلا رجمنٹ نمبرا وغیرہ

مذکورہ بالا تینوں ڈویژنوں میں سے ہر ایک میں نو یونٹیں ہوتی تھیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ سپلائی ڈپو	۲۔ ورکس شاپ ڈپو۔
۳۔ تعمیر ڈپو	۴۔ مال غنیمت کے انتظام کرنے کا ڈپو
۵۔ انجینیرنگ ڈپو	۶۔ یونیفارم ڈپو
۷۔ ملٹری پولیس	۸۔ موٹروں اور کاروں کو پٹرول مہیا کرنے کا ڈپو
۹۔ بینڈ	

حکومت کے مصارف

عارضی آزاد حکومت ، اگرچہ ایک مستقل حکومت کی طرح کام کرتی تھی ، مگر حالتِ جنگ میں ظاہر ہے، اس کی توجہ شہری معاملات سے زیادہ جنگی امور کی طرف تھی اور اس کی وجہ سے قدرتی طور پر اس کے مصارف زیادہ تر فوج پر ہوتے تھے۔ اس سلسلے میں اسلحہ کے علاوہ ، فوج کی تنخواہ ، اس کی خوراک ، نشر و اشاعت اور ہسپتالوں کے اخراجات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ فوج کے افسروں کے جیب خرچ کا معیار حسب ذیل تھا:۔

لفٹنٹ	اسی روپے
کپتان	سو روپے
میجر	ایک سو اسی روپے
لفٹنٹ کرنل	تین سو روپے
کرنل	چار سو روپے

خورد و نوش اور یونی فارم وغیرہ عارضی حکومت کے ذمہ تھی۔

ظاہر ہے ان ضروریات کے لئے ایک خطیر رقم کی ضرورت تھی۔ آمدنی کا عام طور پر ذریعہ، ہمدردوں کی رضا کارانہ پیش کش اور تحفوں کی نیلامی تھی، لیکن یہ رقم کسی حالت میں بھی ان تمام اخراجات کے لئے کفایت نہیں کر سکتی تھی، اس لئے ایک بینک قائم کیا گیا اور جائدادوں پر محصول عاید کئے گئے۔

آزاد بینک

بنک کے قیام کا مسئلہ نہایت اہم اور ضروری تھا اس کے نہ ہونے کی وجہ سے عارضی حکومت کو نہایت تکلیف دہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا، نیتاجی اس کے قیام کے امکانات اور دوسرے اہم مسائل پر غور ہی کر رہے تھے کہ اتفاق سے ایک کروڑپتی مسلمان ان سے ملنے آیا۔ آپ نے اس سے اس کا ذکر کیا۔

"آغاز کے لئے کس قدر رقم درکار ہوگی" کروڑپتی مسلمان نے دریافت کیا۔

"یہی کوئی پچاس لاکھ" نیتاجی نے جواب دیا۔

"بس اتنی رقم! اور اس کے لئے آپ اس قدر متردد ہیں!!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "بیس لاکھ میری طرف سے قبول فرمایئے اور بقیہ تیس لاکھ

دوست احباب سے جمع کر دوں گا۔"

چنانچہ چند روز میں مجوزہ رقم جمع ہو گئی اور بنک کا قیام عمل میں آ گیا۔ برما کے قانون کے مطابق اسے رجسٹرڈ کرایا گیا اور مزید پچاس لاکھ حصّے جاری کر دیئے گئے۔ بنک کی مقبولیت اور کام کی کثرت و باقاعدگی کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ محض رنگون میں اس کی تین شاخیں تھیں ان کے علاوہ ریاست میں تنگجی میں ایک شاخ تھی۔ بنک کو عوام کا پورا پورا اعتماد حاصل تھا، چنانچہ عام کاروبار اور عارضی حکومت کے جملہ کام اسی کے ذریعہ انجام پاتے تھے۔

اس بنک سے صرف کاروبار ہی کو فائدہ نہیں پہنچا، بلکہ عوام کو اس سے بہت مدد ملی۔ عام بے چینی اور مشکلات میں اس نے روپے پیسے کے علاوہ خوراک اور کپڑے سے گراں قدر امداد دی۔ برما کی گورنمنٹ کے پاس فوج کو تنخواہ دینے کے لئے روپے نہیں رہے تو اس نے پانچ لاکھ کے قرض سے مدد کی آزاد ہند فوج کی شکست کے بعد جس وقت انگریزوں نے اس پر قبضہ کیا تو اس وقت بنک میں ۳۵ لاکھ کی عظیم رقم موجود تھی۔ حالانکہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے، ہر ایک کا پائی پائی کا حساب چکا دیا گیا تھا۔

محصولِ جائداد جائداد کی تشخیص کے لئے سرکردہ تاجروں کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی اس کمیٹی نے جانچ پڑتال کرنے کے بعد محصول مقرر کیا۔ یہ ٹیکس محصول سالانہ آمدنی پر نہیں بلکہ جائداد کی حیثیت پر تجویز کیا گیا تھا۔ نفع کے بجائے محض محصول جائداد عاید کیا گیا۔ ٹیکس لگ جاتا تو متعلقہ آدمی خود بخود آزاد بنک میں ٹیکس کی رقم جمع کرا آتا تھا۔ یہ محصول صرف ہندستانیوں سے وصول کیا جاتا تھا۔ چنانچہ

جن ہندستانیوں نے یہ ثابت کردیا کہ وہ حکومت برما کی رعایا ہیں۔ ان سے محصول نہیں لیا گیا۔ مگر جن ہندستانیوں نے دینے سے انکار کیا ان سے آزاد ہند فوج کی معرفت زبردستی وصول کیا جاتا تھا۔ صرف برما کے لوگوں نے رضاکارانہ طور پر سوبھاش بابو کو ۸۰ لاکھ روپیہ دیا ہے۔

اس طرح مشرقی ایشیا کے تمام علاقوں سے آزاد ہند حکومت کے لئے پندرہ کروڑ کی عظیم الشان رقم جمع کی گئی تھی۔

عدل وانصاف

آزاد ہند لیگ کے ماتحت ہندستانیوں کے مقدمات فیصل کرنے اور عدل وانصاف کے قیام کے لئے نہایت معقول انتظام تھا۔ باقاعدہ جج مقرر کئے گئے تھے جو ہندستانیوں کے جھگڑوں کو بخیر وخوبی طے کردیتے تھے۔ عدالت عالیہ کے جج مسٹر بنجمین تھے جو جنگ سے پہلے سنہ ۱۹۳۱ء سے ملایا میں بحیثیت بیرسٹر کے پریکٹس کر رہے تھے۔ اور انڈین ایسوسی ایشن کوالالمپور کے صدر تھے ان کی عمر ۵۰ اور ۶۰ کے درمیان تھی۔ دوسرا جج چینی طبقہ کا لیڈر ینگ مشکلیس نامی تھا۔ اس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ یہ دونوں جج حکومت برطانیہ کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں۔

آرمی ایکٹ

آزاد ہند کا ضابطہ آئین تھا۔ جسے کپتان ناگ نے کپتان حبیب الرحمن اور کپتان دلسکھ مان کے حکم سے مرتب کیا تھا۔ اور اسی نے لفٹنٹ کرنل چڑجی گورنر علاقہ جات مقبوضات کے سپرد کرنے پر انتظامی قانون بنایا۔ کپتان ناگ کی امداد کے لئے کپتان ماتھر کا تقرر عمل میں آیا تھا۔ اس ایکٹ کے وضع کرتے وقت کپتان ناگ کو ہدایت کردی گئی تھی کہ وہ اس کی تیاری میں

ہندستانی فوج کے ایکٹ کے ضروری دفعات کو پیش نظر رکھیں۔ مگر مفید اور مناسب ترمیمیں بھی کی گئی تھیں مثلاً کوڑوں کی سزا محدود کر دی گئی۔ کوئی عدالت بھی ۲۴ سے زیادہ دینے کی مجاز نہیں تھی۔ یہ ایکٹ لال قلعہ کی فوجی عدالت میں بطور شہادت پیش کیا گیا۔ اور اس کے بنانے والے ناگ بھی سرکاری گواہ کی حیثیت سے اس عدالت میں پیش کئے گئے تھے۔ مسٹر ناگ کے تعارف کے سلسلے میں یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ یہ پہلے بنگال میں مجسٹریٹ تھے مارچ ۱۹۴۱ء میں ہندستان کے باہر گئے سنگاپور کے زوال کے بعد آزاد ہند فوج میں آرمی ایکٹ مرتب کیا اور اس کے بعد محکمۂ قانونی میں ایک معزز عہدہ پر فائز کئے گئے۔

آزاد ہند حکومت کے مخبر

آزاد ہند حکومت میں سی، آئی، ڈی کا بھی محکمہ تھا۔ جس کا نام کسکاری ایجنسی تھا۔ برطانوی فوج کے خلاف جاسوسی کرنا اور ہندستان میں بغاوت کے آثار پیدا کرنا اس کے اہم فرائض میں شامل تھا۔ اس کے ماتحت اسپیشل سروس اور خفیہ پولیس کا محکمہ تھا۔ اس محکمہ میں ہندستانی، ناگا، برمی، جاپانی سب ہی شامل تھے۔ اور مل کر کام کرتے تھے۔ اس کا انتظام جنرل وسوڈا، اور کرنل یاماموتو کے ہاتھوں میں تھا۔

یہ محکمہ ہندستان کے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے جاسوس بھی روانہ کرتا تھا۔ چنانچہ ہندستان کے مختلف ساحلوں پر متعدد لوگ گرفتار کئے گئے۔ جن کے پاس وائرلیس اور مخبری کے دوسرے سامان تھے۔ ایک گروہ ۸ آدمیوں کا دسمبر ۱۹۴۳ء میں جاپانی فوج کی مدد سے گجرات کاٹھیاواڑ کے ساحل پر اترا۔ ان میں تین آدمی آزاد ہند لیگ کے ممبر اور پانچ سابق بی، او، ڈبلیو اور آزاد ہند

فوج کے ممبر بنائے گئے ہیں۔ وہ ہندستان کے ساحل پر اترنے کے بعد مختلف سمتوں میں پھیل گئے۔ مگر ان میں سے کسی ایک نے پولیس کو اطلاع کر دی۔ جس کی وجہ سے وہ گرفتار کر لئے گئے پہلے وہ والسرائے کے دفتر لے جائے گئے اس کے بعد لال قلعہ میں رکھے گئے۔ پھر لاہور قلعہ میں سات ماہ تک مسلسل رکھنے کے بعد دہلی جیل میں منتقل کئے گئے۔ جہاں دو اسپیشل مجسٹریٹوں نے جیل کے اندر مقدمہ کی سماعت کی اور اینمی ایجنٹ آرڈیننس کے ماتحت موت کی سزا دی۔ ان آٹھ آدمیوں میں سے تین سرکاری گواہ بنے پانچ کو موت کی سزا کا حکم ہوا۔ موت کی سزا پانے والوں کے نام حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کنول سنگھ ولد دفعدار منسا رام گاؤں وڈاک خانہ منڈودھی رہتک۔ عمر ۲۵ سال یہ ۱۴ اگست ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد فوجی ملازم تھے۔ انہوں نے اپنے گاؤں منڈودھی کے اسکول میں تعلیم پائی۔ اور اسلامیہ ہائی اسکول پشاور سے میٹرک پاس کیا۔ الیکٹرک میں اوورسیری کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد کنگ جارج رائل انڈین ملٹری اسکول میں داخل ہوئے۔ ۱۹۳۵ء کے بعد ۵ سال گذرنے پر ۱۹۴۰ء میں فوج میں ملازمت کر لی۔ اور انڈین آرمی کا امتحان خصوصی پاس کیا۔ پھر ان کو لیبیا میں جرمن اور اٹلی کے مقابلہ کے لئے بھیجدیا گیا۔ جس میں وہ ۸ اپریل ۱۹۴۱ء کو قید ہو گئے۔ اٹلی گئے۔ اٹلی سے جرمنی آئے جہاں سوبھاش بابو سے ملاقات ہوئی اور آزاد ہند فوج میں شامل ہو گئے اور بعد میں جاپانی ایجنٹ کے الزام میں گرفتار کر لئے گئے۔

(۲) سوجیت رائے چوپڑہ ولد رائے صاحب بی۔ ایل چوپڑہ۔ اکال گڑھ گجرانوالہ۔ پنجاب۔

ان کے والد ریاست کشمیر کے پنشن یافتہ افسر تھے۔ عمر ۵۰ سال تھی۔ ڈی اے وی۔ کالج لاہور سے بی۔ اے۔ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ دو سال تک سیالکوٹ میں پرکٹس کی۔ اس کے بعد ملایا گئے اور وہاں کے تعلیمی محکمہ میں ملازم ہوگئے۔ اسی کے ساتھ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ آزاد ہند لیگ کی تنظیم و قیام میں انھوں نے خاص طور پر نہایت سرگرمی سے کام کیا۔

(۳) سردار کرتار سنگھ ولد کالو رام ڈاک خانہ و گاؤں چارسدہ پشاور۔ عمر ۳۳ سال کی تھی۔ شادی ہو چکی تھی، دو بچے بھی ہیں۔

(۴) شری بھگوت گوتم اپادھیائے۔ ولد پنڈت شری بھوشن اپادھیائے گاؤں ڈاک خانہ محمد پور۔

یہ بھی شادی شدہ تھے۔ دو لڑکوں کے باپ تھے۔ پہلے آزاد ہند لیگ میں شامل ہوئے۔ پھر عثمان پارٹی میں اس کے بعد آزاد ہند فوج میں۔

(۵) رام دلارے۔ یوپی کا باشندہ۔

جو لوگ سرکاری گواہ بنے ان کے نام ہربنس، بھگوت، اور جان محمد تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو، مسٹر موتی رام رپورٹر ہندستان ٹائمز اور کانگریس کے دوسرے رہنماؤں کی کوششوں سے ان لوگوں کی پھانسی کی سزا عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

آزاد ہند حکومت کے اخبار

عوام اور فوجیوں کو اندرونی اور بیرونی حالات سے آگاہ کرنے، حکومت کے احکامات کی نشر و اشاعت اور دشمن کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کو رفع کرنے کے

لیے، اخبارات کی سخت ضرورت تھی، اس لیے حکومت نے ہندستانی زبان میں تین اخبارات جاری کیے۔ دو روزنامہ "آزاد ہند" اور "پورن سوراجیہ" کے نام سے اور ایک ہفتہ وار "جے ہند" کے نام سے جاری تھا۔ یہ اخبارات اگرچہ سرکاری تھے، اس لئے سرکاری پالیسی کا بہرحال خیال رکھنا پڑتا، مگر اس کے باوجود ہندوستان کے اہم مسائل پر نہایت آزادی اور پوری غیر جانبداری کے ساتھ بحث کی جاتی۔ فرقہ وارانہ مسائل کو کامیابی کے ساتھ ختم کرنے اور تمام فرقوں کے مشترکہ دشمن کے خلاف متحدہ محاذ پیش کرنے میں، جہاں حکومت کے طرزِ عمل اور فیاضانہ سلوک کو دخل تھا، وہاں ان اخبارات نے بھی نہایت مفید خدمات انجام دیں، فوجیوں میں حب وطن اور قربانی کے اعلیٰ جذبات پیدا کرنے میں ان اخبارات نے خصوصیت کے ساتھ نہایت قابل قدر خدمات انجام دیں۔

فوجی ترانے آزاد ہند فوج کی جتنی نظمیں ہم تک پہنچی ہیں وہ سب کی سب نہایت باا‌ثر اور بہترین جذبات کی حامل ہیں۔ لیکن جس وقت خود فوجی انھیں گاتے ہیں، تو ان کا اثر دوچند ہو جاتا ہے۔ اور کوئی شخص جذبات و احساسات سے چاہے کتنا ہی عاری ہو، ان کو سننے کے بعد وجد کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پہلے "دلی چلو" کا ترانہ اور اس کے بعد دوسرے ترانے ملاحظہ ہوں :-

ترانہ "دلی چلو"

اب دہلی چلو، دہلی چلو، دہلی چلیں گے
رکے نہ ہم کسی سے نہ رکے ہیں نہ رکیں گے

جھنڈا ترنگہ لال قلعہ پہ اڑائیں گے
جے ہند کے نعرے سے قلعہ کو ہلائیں گے
ہندستاں میں ہندی ہی اب راج کریں گے
اب دہلی چلو، دہلی چلو، دہلی چلیں گے

آگے ہی بڑھیں گے نہ کسی سے بھی ڈریں گے
ہم موت کا بھی سامنا ہنس ہنس کے کریں گے
اب پاک زمیں پر نہ عدو پاؤں دھریں گے
اب دہلی چلو، دہلی چلو، دہلی چلیں گے

انگریز چلے جائیں یہ ہے وطن ہمارا
پرانوں سے پیارا ہے ہمیں جی سے دلارا
اس کے لئے سر رکھ کے ہتھیلی پہ لڑیں گے
اب دہلی چلو، دہلی چلو، دہلی چلیں گے

ایمان کی بو ہندیوں میں گرچہ رہے گی
لنڈن پہ تیغ ہند لڑے گی اور اڑے گی
شاہِ ظفر کے قول کی ہم شان رکھیں گے
اب دہلی چلو، دہلی چلو، دہلی چلیں گے

دوسرا ترانہ

قدم قدم بڑھائے جا!
خوشی کے گیت گائے جا
یہ زندگی ہے قوم کی
تو قوم پہ مٹائے جا

تو شیر ہند آگے بڑھ
تو مرنے سے کبھی نہ ڈر
فلک تلک اٹھا کے سر
جوش وطن بڑھائے جا

ہمّت تیری بڑھ ہی رہے
خدا تیری سنتا رہے
جو سامنے تیرے اڑے
تو خاک میں ملائے جا

چلو دلّی پکار کے
قومی نشاں سنبھال کے
لال قلعہ پہ گاڑ کے
لہرائے جا لہرائے جا

تیسرا ترانہ

سدسُکھ چین کی برکھا برسے
بھارت بھاگ ہے جاگا

پنجاب، سندھ، گجرات مرہٹہ
دراوڑ، انگل، بنگا
چنچل، ساگر وندھمالہ
نرمل جمنا، گنگا

تیرے ہی گن گائیں
تجھ سے جیون پائیں
سب جن پائیں آشا
سورج بن کر چمکے
بھارت بھاگ ہے جاگا

جے ہو، جے ہو، جے جے، جے ہو

سب کے دل میں پریت بسائے
تیری میٹھی باتیں
ہر صوبے کے رہنے والے
ہر مذہب کے پرانی

سب مت بھید مٹا کے
گود میں تیری آ کے
گووند ہیں پریم کی مالا
سُورج بنکر چمکے
بھارت نام سوبھاگا

جے ہو، جے ہو، جے ہو، جے جے، جے ہو

صبح سویرے پنکھ پکھیرو
تیرے ہی گن گائیں
باس بھری وہ مست ہوائیں
جیون میں رُت لائیں

بولیں سب جن پیارے
جے، جے ہند کے نعرے
پیارا دیس ہمارا
بھارت نام سوبھاگا

جے ہو، جے ہو، جے ہو، جے جے، جے ہو

چوتھا ترانہ

ہم وطن کی محبت میں مر جائیں گے
جنگِ بھارت میں سینہ سپر جائیں گے

مت یہ سمجھو کہ دھمکی سے ڈر جائیں گے
آپ دکھلا رہے ہیں کیسے گھڑ کیاں
یہ وہ دریا نہیں جو اتر جائیں گے
دیش سیوا میں جی سے گذر جائیں گے
تو امر نام دنیا میں کر جائیں گے
تیر پر تیر برسیں ہٹیں گے نہیں
جوش کھا کر یہ سینے ابھر جائیں گے
یہ نہ پوچھو کہ مر کر کدھر جائیں گے
یا ادھر جائیں گے یا اُدھر جائیں گے
دیش آزاد کرنے میں ایک دو نہیں
دیکھ لینا ہزاروں کے سر جائیں گے

پانچواں ترانہ

تو جان ہے ہمارا تو شان ہے ہماری
تو جیت کا نشان ہے تو جان ہے ہماری
ہر اک بشر کے لب پر جاری ہوں یہ دعائیں
قومی ترنگہ جھنڈا ہم شوق سے اڑائیں
آکاش اور زمیں پر ہو تیرا بول بالا
جھک جائے تیرے آگے ہر تاج تخت والا

ہر ایک کی نظر میں تو امن کا نشاں ہو
ہو اس طرح موثر سایہ ترا یہاں ہو
مشتاق بے نوا بھی خوش ہو کے گا رہا ہے
سر پر ترنگا جھنڈا جلوہ دکھا رہا ہے

چھٹا ترانہ

اٹھو، سوئے ہوئے بھارت کے نصیبوں کو جگا دو
آزادی یوں لیتے ہیں، جواں بن کے دکھا دو
خونخوار بنو، شیر مرے ہندی سپاہی
دشمن کی صفیں توڑ دو اور تہلکہ مچا دو
کر یاد شہیدوں کا لہو، دیش کی خاطر
اک ٹولی بھی دشمن کے ہزاروں سے لڑا دو
تم قومی سپاہی ہو، عدو چیز ہی کیا ہی
رستے میں آئے اگر بھائی، اسے مار گرا دو
کیوں لال قلعہ یوں رہے دشمن کے حوالے
پھر لشکر ہندی کی وہاں دھوم مچا دو
مینار قطب دیکھتا ہے راہ تمھاری
چل اس کی بلندی کو ترنگے سے سجا دو
کچھ اور تمنّا ہے نہ خواہش مرے دل میں
آزاد وطن ہند میں "جے ہند" بلا دو

اعلان جنگ

نیتاجی بہادر شاہ کی قبر پر

۲۶ ستمبر ۱۹۴۳ء کو اتوار کے روز ہندستان کے آخری شہنشاہ بہادر شاہ کی قبر پر سبھاش بابو حاضر ہوئے اور نہایت عزت اور احترام سے ذیل کا عہد کیا۔

یہ تاریخ کا عجیب واقعہ ہے کہ ہندوستان کا آخری شہنشاہ برما کی سرزمین میں دفن ہے اور برما کا آخری بادشاہ ہندوستان کی سرزمین میں آرام کی نیند سو رہا ہے۔

اس مقدس یادگار کے سامنے کھڑے ہو کر ہم مصمم عزم کرتے ہیں کہ اس جنگ میں جو ہندوستان کی آزادی کی آخری جنگ ہے، اس کو مستحکم عزم اور ارادے کے ساتھ آخر تک لڑتے رہیں گے خواہ کیسی ہی رکاوٹیں اور مصیبتیں پیش آئیں۔ کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں، اور خواہ کتنے ہی عرصہ تک لڑنا پڑے لیکن جب تک ہندوستان اور برما کا ایک نیا دشمن باقی ہے جب تک ہم ہندوستانی آزاد نہ ہو جائیں گے اور جب تک ہمارا گھر بھی آزاد نہ ہو جائے گا، ہم اس وقت تک یہ جدوجہد جاری رکھیں گے۔

غازیوں میں بو رہے گی جب تلک ایمان کی
تب تلک لندن پہ چلے گی تیغ ہندستان کی "

عارضی حکومت کا اعلان جنگ

عارضی حکومت نے اپنے قیام کے تیسرے ہی دن یعنی ۲۳ راکتوبر ۱۹۴۳ء کو برطانیہ اور امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا، جسے نیتاجی نے پڑھ کر سنایا، حسب ذیل ہے :-

"خدا کے نام پر، ان پچھلی نسلوں کے نام پر جنھوں نے ہندستان کی مختلف العناصر قوموں میں قومیت کی وحدت پیدا کی اور ان شہیدوں کے نام پر جنھوں نے بہادری اور قربانی کی قابل فخر روایات کو قایم کیا، ہم ہندستانیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے قومی جھنڈے کے نیچے جمع ہوں، اور ہندستان کی آزادی کے لئے حملہ کریں۔ ہم ان کو حکم دیتے ہیں کہ ہندستان کی آزادی کے لئے انگریزوں اور ان کے اتحادیوں کے خلاف آخری جدوجہد شروع کریں اور ثابت قدمی سے اس کو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک ہمیں فتح نصیب نہ ہو اور وطن عزیز دشمن کے اثر سے پاک نہ ہو جائے "

عارضی حکومت کے مرکز کی تبدیلی اور اُس کا حملہ

عارضی حکومت

کامرکز اب تک سنگاپور میں تھا۔ مگر جنگی مصلحتوں کے پیش نظر، اوائل جنوری ۱۹۴۴ء میں اسے رنگون میں منتقل کر دیا گیا، گویا دشمن پر حملے کی یہ پہلی تیاری تھی، چنانچہ کچھ ہی عرصہ کے بعد، ۴ فروری کو باقاعدہ حملہ کر دیا گیا۔ ابتدا میں نہایت شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اتنی شاندار کہ دوست دشمن سبھی نے اس کا اعتراف کیا۔

نیتا جی کا غیر معمولی حکم

مگر بعد میں حالات نے پلٹا کھایا اور فوجی مصلحت نے پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ یہ کیفیت اگست ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئی۔ اس سے متاثر ہو کر نیتا جی نے ذیل کا غیر معمولی حکم جاری فرمایا:-

"ہندستان کی تحریک آزادی اور آزاد ہند فوج کے مفاد کے پیش نظر، آج سے میں اپنی فوج کی کمان براہ راست اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں۔ یہ میرے لئے خوشی اور فخر کا موقع ہے۔ اس لئے کہ ایک ہندستانی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے وطن عزیز کی آزادی کی فوج کا کمانڈر ہو۔ لیکن اس قابل فخر عہدہ کی ذمہ داریاں قبول کرتے وقت، اس کی اہمیت، اور مشکلات بھی پوری طرح میرے پیش نظر ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ مجھے اتنی طاقت دے کہ میں ہر حالت میں اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بہتر طریقہ پر دے سکوں۔

میں اپنے کو، اپنے ملک کے ۳۸ کروڑ باشندوں کا، جس میں مختلف عقاید اور مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں ایک ناچیز خادم سمجھتا ہوں۔ ان ۳۸ کروڑ نفوس کے مفاد کی حفاظت کا میں نے ذمہ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہر ہندستانی مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کرے گا، اور یہ اعتماد اور بھروسہ، حب وطنی، انصاف اور غیر جانبداری کے ذریعہ حاصل کیا جائے گا۔ جنھیں ہندستان کی آزادی حاصل کرنے والی یہ فوج، قائم کرنے کا عزم کر چکی ہے۔

استخلاص وطن کے لئے آنے والی جد و جہد کی کامیابی، آزاد ہندستان میں ایسی حکومت کا قیام، جسے ۳۸ کروڑ آبادی کا اعتماد حاصل ہو، اور ایک ایسی فوج کی تخلیق، جو جملہ حالات میں ہندستان کے استقلال و آزادی کی ضمانت کرے، آزاد ہند فوج کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم ایک ایسی فوج میں شامل ہوئے ہیں، جس کے سامنے صرف ایک مقصد ہے۔ وہ یہ کہ ہندستان آزاد ہو اور اس کی صرف ایک خواہش ہے، وہ یہ کہ وطن کی آزادی کے لئے "کرو یا مرو"

ہماری راہ کچھ آسان نہیں ہے۔ جنگ طویل ہو سکتی

ہے اور مشکل، مگر ہمیں انصاف اور اپنے ناقابل انفساخ عہد پر پورا بھروسہ ہے۔ ۳۸ کروڑ انسانوں کو جو دنیا کی کل آبادی کا پانچواں حصہ ہیں، آزادی حاصل کرنے کا حق ہے اور اس کے لئے انھیں پوری قیمت ادا کرنی ہے انھیں اپنے اس پیدائشی حق کو حاصل کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

ساتھیو، افسرو، اور بھائیو!!! آپ کی ناقابل شکست مدد اور غیر مشتبہ وفاداری سے آزاد ہند فوج، ہندستان کی آزادی کا ذریعہ ہوگی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آخری فتح ہماری ہے اور ہمارا کام شروع ہوچکا ہے۔

آؤ، "دلّی چلو" کے نعرے کے ساتھ جنگ شروع کریں اور اس وقت تک دم نہ لیں، جب تک کہ نئی دلّی میں وائسرائے ہاؤس پر ہمارا قومی جھنڈا نہ لہرائے اور لال قلعہ میں آزاد ہند فوج کی فتح کی پریڈ نہ ہو"

جنرل ہڈکواٹرہ انڈین نیشنل آرمی — (دستخط) سبھاش چندر بوس

۲۵ راگست ۴۳ء — سپریم کمانڈر (سپہ سالار)

خون، خون کا نعرہ امپھال کی شکست کے بعد سبھاش بابو نے آزاد ہند فوج کا نعرہ خون، خون اور خون۔ تجویز کیا تھا۔ چنانچہ جنوری ۴۵ء میں آپ نے ایک رجمنٹ

کا معائنہ کرتے وقت تقریر میں فرمایا :۔

"پچھلے سال ہماری جو فوج مورچہ پر بھیجی گئی تھی اس نے امید سے کہیں زیادہ نہایت شان دار کارنامے انجام دیئے ہیں۔ دوست دشمن سبھی ان کے شان دار کام کی تعریف کرتے ہیں۔ ہر ایک معرکہ میں ہمارے آدمیوں نے دشمن کو شکست فاش دی ہے

مگر امپھال کے مورچہ پر موسم کی خرابی کی وجہ سے ہمیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ اگرچہ ہماری فوجیں مقابلہ میں کہیں نہیں ہٹی ہیں مگر مصلحت اور ضرورت نے ہمیں مجبور کیا کہ اس وقت فوجوں کو پیچھے ہٹا لیا جائے۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ بغیر شکست کھائے ہمیں لوٹنا پڑا۔ اب ہم نے تمام کمزوریوں کو دور کر دیا ہے۔ ہماری فوج انقلابی فوج ہے۔ ہمارے پاس اتنا سامان اور فوج نہیں جتنی دشمن کے پاس ہے۔ دشمن نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ ہندستان کی پہلی لڑائی آسام میں لڑے۔ دشمن نے ہندستان کا سٹالن گراڈ آسام میں بنایا ہے۔ یہ سال جنگ کا فیصلہ کن سال ہوگا۔ پچھلے سال ہمارے کچھ آدمی دشمن سے مل گئے تھے۔ اس لئے جو مصائب کو برداشت نہ کر سکے ابھی سے الگ ہو جائیں۔"

"کرو سب نچھاور بنو سب فقیر" چونکہ دشمن نہایت منظم

اور بہت طاقت ور ہے اس لئے، ہمیں بھی تمام وسائل سے پورا پورا کام لینا ہوگا۔ آزاد ہند فوج کا نعرہ "دلّی چلو" تھا اب اس کے علاوہ ہمارا نعرہ ہوگا خون، خون اور خون، اور ہم اپنا خون چالیس کروڑ ہندستانیوں کی آزادی کے لئے دیں گے اور ہم دشمن سے اسی مقصد کے ماتحت لڑیں گے۔ ہندستانی شہریوں کا جو جنوب مشرقی ایشیا میں بستے ہیں یہ نعرہ ہوگا کہ "کرو سب نچھاور بنو سب فقیر"۔

کپتان شاہ نواز کی تقریریں

کپتان شاہ نواز نے مختلف اوقات میں جو اہم اور معرکتہ الآرا تقریریں کی ہیں، ان میں سے جستہ جستہ ٹکڑے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

بوس بریگیڈ سب سے پہلے جنگ کے مورچہ پر جائے گا۔ اس کے جوان سب سے اعلیٰ جوان ہیں جو جان ہتھیلی پر رکھ کر جائیں گے کیونکہ لڑائی میں جان بھی جا سکتی ہے۔ اور جو موت اور تکلیف سے ڈرتا ہے وہ پیچھے رہ سکتا ہے۔ کیونکہ ہم کو آزادی کی لڑائی لڑنی ہے۔ اس لئے ہم کو بزدلوں کی ضرورت نہیں ہے صرف بہادر اور عالی حوصلہ لوگوں کو آگے بڑھنا چاہیے۔

جاپان ہماری مدد کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی آدمی بزدلی کا ثبوت دے اور ہم جاپانیوں میں بدنام ہوں۔ جس سے ہماری قوم کی بدنامی ہو۔ جب ہم ہندستان جائیں گے تو وہاں کے بڑوں کے ساتھ ماں

باپ اور چھوٹوں کے ساتھ بہن بھائی کا سا سلوک کرنا ہوگا۔ اگر کوئی اس کے خلاف عمل کرے گا تو گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد اگر جاپانی ہندستان پر قبضہ کریں گے تو ہم ان کے خلاف بھی لڑیں گے۔ کوئی جاپانی تمھیں ایک تھپڑ لگائے تو تم اس کے تین تھپڑ لگاؤ۔ کیونکہ ہماری حکومت کسی خارجی طاقت کے ماتحت نہیں ہے۔ ہم بھی ان کے برابر ہیں۔ اگر جاپانی سپاہی ہمارے سامنے ہندستان میں کسی عورت یا مرد کی بے عزتی کریں تو پہلے تم اسے زبان سے منع کرو اور اگر نہ مانیں تو انھیں گولی سے اڑا دو۔ ہماری لڑائی ہندستان کی آزادی اور ہندستان کی عزت کی حفاظت کے لئے ہے نہ کہ جاپانیوں کے مفاد کے لئے۔"

غداروں کو سزا

اگست ۴۴ء میں آزاد ہند فوج کو بیشتر محاذ پر پیچھے ہٹنا پڑا تھا، جنوری ۴۵ء میں وسط برما میں انگریزوں سے پھر تصادم ہوا۔

اس مرتبہ ناکامی سے بچنے کے لئے، فوج سے بزدلوں اور غداروں کو الگ کرنے کے مسئلہ پر پوری سنجیدگی سے غور کیا گیا اور بالآخر ذیل کا حکم نافذ کیا گیا:-

۱- آزاد ہند فوج کے ہر ممبر، افسر، نان کمیشن افسر اور سپاہی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر آزاد ہند فوج کا کوئی ممبر، چاہے وہ کسی حیثیت کا ہو، اگر بزدلی سے کام لے تو اسے گرفتار کرسکتا ہے اور اگر وہ غداری

کرے تو اسے قتل کر سکتا ہے۔

۲۔ اگر آزاد ہند فوج کا کوئی ممبر اپنے فرائض صحیح طور پر ادا نہ کر سکے یا بہادری سے لڑنے کی ہمت نہ رکھتا ہو، تو وہ خوشی سے آزاد ہند فوج سے الگ ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے آج سے ایک ہفتہ کی مدت دی جاتی ہے۔

۳۔ علیحدگی کی پوری آزادی دینے کے بعد ہم اپنی فوج کی اچھی طرح تنقیح کر لینا چاہتے ہیں۔ تنقیح کے دوران میں جن کے متعلق ہمیں ذرا بھی شبہ ہوگا کہ وہ لڑائی کے وقت بزدلی دکھائے گا یا نازک وقت میں دھوکا دے گا، تو اسے الگ کر دیا جائے گا۔ اس تنقیح کو اچھی طرح کامیاب بنانے کے لئے میں آپ تمام لوگوں کے اشتراک اور تعاون کا متمنی ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے اور معتمد علیہ افسروں کو بزدلوں اور غداروں کے متعلق تمام ممکن معلومات بہم پہنچائیں گے۔

۴۔ اس وقت کی محض تنقیح کافی نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ آئندہ بھی اس کا لحاظ رکھا جائے۔ اس لئے آزاد ہند فوج کے ہر رکن کا یہ فرض ہے کہ وہ حالات کا ہمیشہ جائزہ لیتا رہے۔ اگر کوئی رکن بزدلی یا غداری کرتا ہوا نظر آئے تو اس کی فوراً مجھے یا جو افسر بھی بر وقت مل جائے زبانی یا تحریری شکل میں اطلاع کی جائے غرض آج سے آزاد ہند فوج کا ہر رکن آزاد ہند فوج اور ہندوستانی قوم کی عزت کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

۵ - علیحدگی کا پورا موقع دینے اور تنقیح کرانے کے بعد بھی اگر کسی بزدل یا غدار کا پتہ چلا تو اس کو موت کی سزا دی جائے گی۔

۶ - بزدلی اور غداری سے بچنے کے لئے فوج کی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بزدلی اور غداری کے خلاف نفرت کی عام فضا پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور لوگوں میں اس کا احساس پیدا کرنا چاہئے کہ ایک انقلابی فوج کے لئے اس سے بڑا جرم کوئی نہیں کہ وہ بزدلی اور غداری جیسے ذلیل فعل کا مرتکب ہو۔ اس احساس اور فضا کی تخلیق کے لئے علیحدہ سے ہدایات جاری کی جا رہی ہیں

۷ - اس تنقیح کے بعد، آزاد ہند فوج کے ہر رکن کو دوبارہ حلف لینا ہوگا کہ وہ مادر وطن کی آزادی کے لئے اس وقت تک لڑے گا۔ جب تک وطن عزیز اجانب کے اثر سے بالکل پاک نہ ہو جائے حلف کے طریقے اور شکل کے متعلق علیحدہ سے ہدایات جاری کی جائیں گی۔

۸ - اس شخص کو مخصوص انعام دیا جائے گا جو بزدلی اور غداری کے متعلق صحیح اطلاعات بہم پہنچائے گا یا جو میدان جنگ میں بزدل یا غدار کو گرفتار یا قتل کرے گا۔

بزدلی اور غداری کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً تقریبیں منعقد ہوتیں اور نظموں، مقالے، ڈراموں اور لکچروں کے ذریعہ بزدلی اور غداری کی برائیاں بیان کی جاتیں، غداروں کے انجام سے عبرت دلائی جاتی اور تاریخ ہند سے بہادروں اور آزادی

اور عزت پر مر مٹنے والوں کے واقعات بیان کئے جاتے۔ ان تقریبوں کے اختتام پر قومی ترانے گائے جاتے اور آزاد ہند فوج کے نعرے بلند کئے جاتے؛

(اس حکم پر ۱۳ مارچ ۱۹۴۵ء کی تاریخ درج ہے)

شکست اور اس کے اسباب

حملہ کو کامیاب بنانے کے لئے تمام ممکن طریقے اختیار کئے گئے۔ مگر حالات تیزی سے بدل رہے تھے اور مشکلات زیادہ ناقابل عبور ہوتی جا رہی تھیں۔ ان مشکلات میں سب سے زیادہ اہم چیز راشن اور اسلحہ کی کمی تھی اور آزاد ہند فوج کو آئندہ جو شکست ہوئی، اس کا اہم سبب، قدرتی موانع کے علاوہ، یہی دونوں چیزیں تھیں۔ امپھال کے محاذ کا ایک واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ برطانوی فوجوں اور آزاد ہند فوج کے درمیان کئی دن سے سخت لڑائی جاری تھی، آزاد ہند فوج کے پاس اگرچہ ہتھیار کی کمی تھی، راشن ختم ہو چکا تھا اور زندگی کے بقا کا انحصار درخت کے پتوں اور گھاس پھوس پر رہ گیا تھا، مگر ان مجاہدوں کا عزم اپنی جگہ پر بدستور قائم رہا اور ان کے پائے ثبات میں کسی قسم کی لغزش آنے نہیں پائی۔ مگر قدرت ان کے عزم و ارادے کا ابھی مزید امتحان لینا چاہتی تھی۔ چنانچہ برطانوی فوج کی طرف سے ان سے کہا گیا کہ "تمہارے اعزا اور اقربا تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ اگر تم لڑنا موقوف کر دو تو ہم تمہیں ان کے پاس بھیج دیں گے۔ اس کے علاوہ تمہارے پاس کھانے کیلئے

معقول راشن نہیں، ہمارے پاس ہر قسم کی آرام و آسائش کی چیزیں موجود ہیں۔ اگر تم ہتھیار ڈال دو، تو یہ تمام چیزیں تمھیں حاصل ہوں گی۔" مگران مجاہدین حریت نے اس ترغیب و تحریص کے جواب میں کہلا بھیجا کہ "جنگِ آزادی کی اس راہ میں ہر قسم کی تکلیف منظور، اعزا اور اقربا کی دوری تکلیف وہ سہی، پر تسلیم، مگر غلامی کی ڈبل کی روٹی اور مکھن کسی حالت میں بھی گوارا نہیں۔" میدان جنگ کا ایک واقعہ کپتان ڈھلن نے بیان کیا ہے جو ۱۶ مارچ ۴۵ء کو پیش آیا تھا، اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے اس سے آزاد ہند فوج کے مجاہدوں کے عزم اور حوصلے کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

"ہمارا دستہ ایک ایسی جگہ تھا جہاں نگاہ یا گولی کے نشانہ سے بچنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی، بجز ایک سوکھے تالاب کے جو بہت کم گہرا تھا جس کے قریب تین اہم سڑکیں آکر ملتی تھیں۔ اس جگہ سے چار میل کے فاصلہ پر شمال مغرب میں ۱۴۲۳ فٹ بلندی کی ایک پہاڑی تھی جس کے پیچھے دشمن کا توپ خانہ تھا جو روڈ جنکشن اور اس کے جنوبی علاقے کی حفاظت کرتا تھا۔ اس اہم مقام پر آزاد ہند فوج کا ایک دستہ سکینڈ لفٹینینٹ گیان سنگھ بشٹ کی زیر کمان تعینات تھا۔ اس دستہ میں صرف ۹۸ جوان تھے۔ ان کے پاس کوئی مشین گن نہیں تھی۔ ہلکی مشین گن بھی ان کے پاس نہیں تھی، ان کے پاس صرف پرانے رائفل تھے۔ جن کو بچاؤ یا حملہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے ان کے علاوہ دو مائن بھی

تھے ان کو حکم تھا کہ دشمن کو کسی صورت سے بھی آگے نہ بڑھنے دیا جائے یہ لوگ دو روز تک اپنے مورچہ پر ڈٹے رہے لیکن دشمن کو آگے بڑھنے کی جرارت نہ ہوئی۔ ۱۶ مارچ ۴۸ء کو دن نکلنے سے پہلے دشمن کے ہوائی جہازوں نے ان کے مورچہ پر بمباری اور مشین گنوں سے فائر شروع کر دیا اور گیارہ بجے تک بمباری کرتے رہے اپنے بموں کا تمام ذخیرہ ختم کرنے کے بعد ہوائی جہاز واپس چلے گئے۔ اس کے بعد دشمن کی توپوں نے پہاڑی کے پیچھے سے گولہ باری شروع کر دی اور گولہ باری کی آڑ میں موٹر سوار فوج کا ایک دستہ بڑھا جس کے پاس ۱۳ ٹینک ۱۱ بکتر بند گاڑیاں اور دس ٹرک تھے۔ دشمن کی بکتر بند گاڑیاں دھڑا دھڑ گولہ بارود برسا رہی تھیں لیکن آزادی کے ان مجاہدوں میں ذرا بھی ہراس یا گھبراہٹ پیدا نہیں ہوئی اور وہ دشمن کا نہایت جواں مردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں نزلا رہی دیو ہیکل کی طرح آگ برساتی ہوئی اتنے قریب پہنچ گئیں کہ ہمارے بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ ان کے راستے میں ہمارے جوانوں نے دو بارودی سرنگیں پھونکیں لیکن بدقسمتی سے وہ پھٹ نہ سکیں لیکن پھر بھی انہوں نے دشمن کو مزید آگے بڑھنے سے روک دیا مگر وہ ایک ساکن پل بوکس بن گئے جہاں سے انسان کو ہلاک کرنے کے لئے اندھا دھند گولہ بارود برسنے لگا

اس چوکی اور بٹالین ہیڈ کوارٹر کے درمیان پیام رسانی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ جب سکینڈ لفٹیننٹ گیان سنگھ نے دیکھا کہ ان کے رائفل کی فائر

دشمن کے ٹینکوں، توپوں اور مشین گنوں کے مقابلہ میں بے معنی ہے۔ اور خندق میں ڈٹا رہنا خودکشی کے مرادف ہے تو انہوں نے اپنے جوانوں کو ہلّا بولنے کا حکم دے دیا۔ انہوں نے "نیتاجی کی جے" "انقلاب زندہ باد" "آزاد ہندستان زندہ باد" اور "دلّی چلو" کے نعروں کے درمیان حملہ شروع کر دیا۔ ان کے تمام ساتھیوں نے ان نعروں کو دہرایا۔ اور آسمان گونج اٹھا۔ دشمن کے خوفناک ہتھیاروں کے مقابلہ کے لئے ان بہادر سپاہیوں کے پاس صرف ایک ہی ہتھیار تھا۔ ہندستان کا احساس اور اس کی آزادی کا جذبہ، اس وقت انہوں نے اسی ہتھیار سے کام لیا تھا۔ دشمن نے فوراً ہی جواب دیا۔ دست بدست لڑائی شروع ہو گئی پورے دو گھنٹہ تک جاری رہی لیکن ہمارے بہادر سورما برابر ڈٹے رہے ان میں سے ۴۰ جوان کام آئے۔ مگر دشمن کے اس سے کہیں زیادہ آدمیوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ ان کے غیر مغلوب عزم اور غیر مفتوح حوصلہ نے دشمن کا دل ہلا دیا اور وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

اس وقت سکینڈ لفٹیننٹ گیان سنگھ نے تیسری پلٹن کے کمانڈر سکینڈ لفٹیننٹ امر سنگھ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عین اسی وقت ان کے سر میں ایک گولی لگی اور وہ ہمیشہ کے لئے چل بسے۔ اس کے بعد سکینڈ لفٹیننٹ امر سنگھ نے باقی جوانوں کو جمع کیا۔

سکینڈ لفٹیننٹ گیان سنگھ اپنے جوانوں سے کہا کرتے تھے کہ میں تمہارے ساتھ مروں گا اور انہوں نے اپنا قول پورا کر دیا اور آخر تک

ان کے ساتھ رہے۔ لیکن تابکے! آخر بے سروسامانی رنگ لائی اور حالات بدلنے شروع ہوئے، انھی حالات میں بارش شروع ہوگئی اور حالات نازک سے نازک تر ہوگئے۔ ادھر جاپانیوں نے دھوکا دیا۔ صرف یہی نہیں کہ ایک اتحادی کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنے سے قاصر رہے بلکہ ایک عام انسان کی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داری عاید ہوتی تھی، اسے بھی پورا نہیں کیا۔ عین مصیبت کی حالت میں انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے، کتنے زخمی سسک کر اور کتنے بہادر فاقہ سے تڑپ تڑپ کر مر گئے، مگر انہوں نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اس باب کے آخر میں شاہ نواز کی ڈائری کے چند نمونے درج کئے جا رہے ہیں، اس میں جاپانیوں کے دھوکہ کا جا بجا ذکر ملے گا۔ ان حالات کا نتیجہ ظاہر تھا بالآخر آزادی کے ان مجاہدوں کو شکست ہوئی۔ رنگون کے زوال کے بعد تالوک، پڈانگ اور پوبہ کے علاقوں میں ۲۸ اپریل ۱۹۴۵ء کو کپتان سہگل نے ہتھیار ڈالے اور ۱۷ مئی ۱۹۴۵ء کو شاہ نواز گرفتار ہوئے۔ اور اس طرح جنگ آزادی کا یہ شاندار باب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا۔

شاہ نواز کی ڈائری

ذیل میں شاہ نواز کی ڈائری سے چند واقعات درج کئے جاتے ہیں، جس سے اس جنگ آزادی کے بعض پہلو پر نہایت مفید روشنی پڑتی ہے:۔

۱۷ مارچ ۱۹۴۵ء:۔ اطلاع ملی ہے کہ دو سو فوجی نڈم سے بھاگ گئے ہیں اور اس وقت تالام کے مغرب، کالنگھ کو میں تقریباً ۶۰ میل کے فاصلے پر

ہیں، انھیں گرفتار کرنے کے لئے رام سنگھ اور سکندر کو حکم دیا گیا۔

۷؍جون :۔ لوگوں کے پاس راشن نہیں رہا۔ چار گڑھوالی فاقہ سے مر گئے۔ میں اور رام سروپ راشن کے انتظام کے سلسلہ میں محکمۂ ہیکاری کیکن گئے وہ اس کی بالکل فکر نہیں کر رہا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس غفلت اور بے پروائی کی تہہ میں کیا اسباب کام کر رہے ہیں۔

۱۵؍جولائی :۔ فاقے سے پروانوں کی طرح لوگ مر رہے ہیں۔ کچھ لوگ خودکشی بھی کر رہے ہیں۔ جاپانی کوئی مدد نہیں کر رہے ہیں۔

۸؍اگست :۔ ہیارا ہو وا سے واپس آیا۔ کیم واری سے روپے پیسے کی کوئی مدد نہیں ملی۔ انہوں نے مشورہ دیا ہے کہ تیروں کے مریضوں کو خودکشی کر لینی چاہئے۔

سنہ ۱۹۴۵ء

۱۱؍مارچ :۔ خان محمد نے سادی پر حملہ کیا۔ تقریباً دو گھنٹہ تک نہایت خوفناک دست بدست جنگ ہوئی۔ دشمن کے کم از کم دو سو آدمی زخمی ہوئے۔ ہمارے آدمیوں نے نیتاجی کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے نہایت بہادری سے لڑائی لڑی۔ ہماری فوج سے صرف ایک شہید اور ۱۶ زخمی ہوئے۔

۱۹؍مارچ :۔ ڈھیلن سے ان کے ہیڈ کوارٹر کھابوک میں ملا۔ محمد حسین اور خان محمد سے بھی ملا فوجیوں کو نہایت مطمئن اور خوش پایا۔ حالانکہ انھیں دو حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔

۸ر اپریل۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ برمی فوج نے جاپانیوں کے خلاف بغاوت کردی ہے۔

۱۸ر اپریل۔ کرنل حبین سے ملا۔ موجودہ حالات سے انھوں نے مجھے آگاہ کیا۔ پگوے میں قیام کیا۔ حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں۔ انگریزوں نے ٹونگ ونگی پر قبضہ کرلیا ہے، جاپانی اور آزاد ہند فوج جوابی حملے کر رہی ہے۔ پانچ ٹینکوں نے ہم پر حملہ کیا۔ دو گھنٹے کی جنگ کے بعد وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے۔ سہگل نے تار سے اطلاع کی کہ وہ ٹونگ ونگی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ راشن ختم ہو گیا، کچھ فوجیں دریا پار مبنو کی طرف روانہ ہو گئیں۔

۱۹ر اپریل۔ کچھ اور فوجیں پوپا سے آگئی ہیں۔ اے بی اور جاگیر آگئے۔ رام سروپ کی کوئی اطلاع نہیں۔ برطانوی ٹنک پگوے میں گھس آئے، منظم مدافعت نہ کی جاسکی۔ پگوے پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ ۳ بجے سے صبح تک سفر کیا۔ کانی پر دریا پار کیا اور چند آدمیوں کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ ہوا۔ حبین، گپتا، مہرداس، سب لاپتہ ہیں۔

۲۸ر اپریل۔ منڈے میں قیام کیا۔ رام سروپ اور ڈی اسی ینگی، آگے روانہ ہوئے۔ کاما کے لوگوں کے متعلق رپورٹ موصول ہوئی۔

یکم مئی۔ پروم کے شمال میں ۵ میل پر ایک گاؤں میں پہنچا۔ دن وہیں گذارا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے آدمی، مول مین کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جاپانیوں کا کہنا ہے کہ ٹنگو پر اب تک ان کا قبضہ ہے اور سیام کا راستہ بدستور کھلا ہوا ہے۔ ہم گھیرے سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تمام مریض اور زخمی پیچھے چھوٹ گئے۔

۴ر مئی۔ ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں پورا دن گذارا۔ دن بھر بارش ہوتی رہی۔ جاپانی عین مصیبت کے وقت ہمیں چھوڑ بھاگے، وہ بھاگے جا رہے ہیں۔ انھیں ہماری کوئی فکر نہیں۔ آج رات کو ہم بہت کم آگے بڑھ سکے۔

۷ر مئی ۸ بجے صبح :- رات بھر سفر کرنے کے بعد ٹیچی کے شمال میں ۱۰ میل پر ایک گاؤں میں پہنچا۔ فوجوں میں بے دلی سی پیدا ہو گئی ہے، ڈسپلن جاتا رہا، ڈھلن پر ایک فوجی نے حملہ کیا۔ لیکن خوش قسمتی سے نشانہ غلط گیا، ۸ بجے صبح گاؤں سے روانہ ہوا اور آدھی رات کو ٹیچی پہنچا، رنگون کا راستہ بند ملا۔

۱۲ر مئی :- ۷ بجے صبح روانہ ہوا اور ۱۰ بجے واٹا پہنچا۔ دن بھر آرام کیا یہاں معلوم ہوا کہ پیگو پر دس دن سے انگریزوں کا قبضہ ہے اور رواؤ ان کے قبضہ میں ہے۔ ادھر سے نکلنے کی اب کوئی امید نہیں۔ مزید معلومات کے لئے دوسرے گاؤں میں ایک گشتی دستہ بھیجا، واٹا میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۳ر مئی :- مکمل اطلاع ملی۔ برطانیہ کا قبضہ ہے۔ ہم گھیرے میں آچکے ہیں۔ بچنے کا کوئی راستہ نہیں۔ ۷ بجے شام کو اپنے گاؤں سے جنگل چلا گیا اور لوگوں کو واقعات کی اطلاع دی، اکثریت نے جنگی قیدی بننے کا مشورہ دیا، مگر میں ابھی ہتھیار ڈالنے پر آمادہ نہیں۔ برما کے جنگل میں ابھی مزید خاک چھاننے کا ارادہ ہے۔

۱۴ر مئی :- جنگی قیدی کی پارٹی ۱۰ بجے میجر جاگیرا اور اے، بی کے چارج میں روانہ ہوئی۔ میری پارٹی جس میں ڈھیلن، میجر مہرداس اور ۸۰ سپاہی شامل ہیں، قسمت کے فیصلے کے منتظر ہیں چار بجے شام کو ایک گاؤں سے جو پیگو کے مغرب میں سات میل پر واقع ہے روانہ ہوئی، لوگ گاؤں میں پہنچے جو پیگو سے ۱۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں بہت سے جاپانی بھی ہیں۔ اس کے تمام باشندے برطانیہ کے سخت حامی ہیں۔ اب ہماری تعداد محض ۴۹ رہ گئی ہے

۱۷ر مئی :- تقریباً آدھی رات کے وقت ہم لوگ سپن زُو گاؤں

یں داخل ہو رہے تھے کہ پنجاب رجمنٹ (۲/۱) نے ۱۵ گز کے فاصلے سے ہم پر بے پناہ گولیاں برسائیں، شہری رہنما مارا گیا، میرا بیگ کھو گیا، رات جنگل میں گزاری۔ ۸ بجے صبح کو روانہ ہوا، مگر تمام راستہ بند پایا۔ ۶ بجے شام کو ۲/۱ جمنٹ نے گرفتار کر لیا اور پیکو لا کر جیل میں بند کر دیا۔



مسٹر محمد آصف علی بیرسٹر ایٹ لا
کنوینر انڈین نیشنل آرمی ڈیفنس کمیٹی

آزاد ہند فوج اور برطانوی حکومت کی بربریت

جاپان کی شکست پا جانے کے بعد آزاد ہند فوج کے سپاہیوں کے لیے مصائب کا دروازہ کھل گیا۔ ۲۸ مئی ۱۹۴۵ء کو آزاد ہند لیگ ختم ہوگئی۔ آزاد ہند حکومت کی طرف سے برما میں جو بینک کھولا گیا تھا انگریزی حکومت نے اس پر قبضہ کر لیا اور آزاد ہند تحریک سے تعلق رکھنے والوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہوگئی۔ انھیں پہلے تو یہ کہہ کر غیر مسلح اور نہتا کیا گیا کہ ان پر کوئی آنچ نہ آئے گی مگر بعد میں انھیں حراست میں لے لیا گیا۔ آزاد ہند فوج کے ہزاروں سپاہی قید و بند کی مصیبتیں جھیلنے پر مجبور کر دیے گئے۔ ہر انگریز افسر کے سر پر انتقام کا بھوت سوار ہو گیا اور وہ بلا ثبوت جرم شمع آزادی کے پروانوں کو تنگ کرنے پر تل گئے۔ کہیں اُن سے رنگون کے گلی کوچوں میں بھنگیوں کا کام لیا گیا اور کہیں جمعداروں کا۔ انھیں اپنے رشتہ داروں سے خط و کتابت کرنے کی اجازت تک نہ دی گئی۔ ایسی بھی اطلاعات موصول ہوتی رہی ہیں جن سے پتہ چلتا تھا کہ ان کو بلا ثبوت جرم اور کھلی عدالت کے سامنے پیش کیے بغیر پھانسی پر چڑھایا جا رہا ہے۔

ہندستان میں اضطراب و بےچینی

بہت دن تک اس قسم کی خبریں ہندوستانیوں سے چھپائی گئیں۔ لیکن حکومت کے ان مظالم کی داستان کب تک پردۂ خفا میں رہتی۔ لوگوں نے اپنی

ذمہ داری پر یہ خبریں شائع کرنا شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں مسٹر امرت لال سیٹھ ایڈیٹر میہر "جنم بھومی" نے جس جرأت و ہمت سے کام لیا اس کی داد نہ دینا ظلم ہے۔ یہ سب سے پہلے صحافت نگار ہیں جنھوں نے پبلک کو حکومت کی ان زیادتیوں سے روشناس کیا جو وہ آزاد ہند فوج کے سپاہیوں کے ساتھ روا رکھ رہی تھی۔ موصوف نے اپنی جان ہتیلی پر رکھ کر برما اور سیام کا دورہ کیا اور اپنی آنکھوں سے جو حالات دیکھے تھے ہندوستانیوں کے سامنے اسے رکھ دیا۔ انھوں نے اپنے بیانات میں بتایا ہے:-

"برما میں آزاد ہند فوج کے افسران کی حالت اتنی بری ہے کہ رنگون کے ہندوستانیوں میں بہت زیادہ بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔ ان کو ہندوستان میں نہیں بلکہ برما میں رکھا گیا ہے۔ ان کے ساتھ معمولی مجرموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ رنگون میں ان کے سپاہیوں اور افسروں سے جمعداروں کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ لوگ رنگون کے بازاروں میں خاکروبوں کا کام کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ انھیں اپنے رشتہ داروں سے ملنے یا ان سے خط و کتابت کرنے کی اجازت نہیں ہے، اور ان کے متعلق یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ انھیں کہاں رکھا گیا ہے۔"

دکن پوربی ایشیاء کے ترجمان نے بھی بتایا کہ ان لوگوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے قید کیا گیا ہے۔

جواہر لال کی شعلہ بیانی

پبلک کے سامنے جب یہ دلدوز حالات آگئے تو آزاد ہند فوج کے متعلق

سب سے پہلی آواز پنڈت جواہر لال نہرو نے بلند کی۔ انھوں نے ۱۹ اگست کو کشمیر کانفرنس کے کارکنوں میں (سری نگر) تقریر کرتے ہوئے آزاد ہند فوج کے متعلق گہری تشویش کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ حکومت ہند اس کے متعلق اپنی پوزیشن واضح کرے۔ موصوف نے بتایا کہ :۔

"تقریباً ۲۵ ہزار ہندوستانی سپاہی جن میں سے بیشتر سکھ اور مسلمان تھے سنگاپور کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد جاپانیوں سے مل گئے اور انھوں نے انڈین نیشنل آرمی (آزاد ہند فوج) بنائی یہ لوگ غلط راستہ پر تھے لیکن انھوں نے جو کچھ کیا حب الوطنی کے جذبہ سے کیا ان میں سے بیشتر گرفتار کیے گئے اور اب ہندوستانی جیلوں میں بتائے جاتے ہیں۔ ہندوستانی یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہیں کہ حکومت ہند ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔ اس میں شبہہ نہیں کہ ان لوگوں نے غلطی کی لیکن اگر ان سے سختی کا سلوک کیا گیا تو ہندوستان کے لئے ایک اہم مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔" پنڈت جی نے یہ تقریر اس انٹرویو کی وضاحت میں کی جو انھوں نے اس سلسلہ میں کچھ عرصہ پہلے دیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ یہ مسئلہ کچھ عرصہ سے مجھے تکلیف دے رہا تھا مگر دوران جنگ میں میں نے اس کا حوالہ اس لئے نہیں دیا کہ اس وقت غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان تھا۔ جس آزاد ہند فوج کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ ملایا اور برما میں بنی تھی۔ تین سال پہلے میری جو رائے تھی اب بھی ہے کہ اس فوج کے لیڈر اور دوسرے لوگ کئی باتوں میں غلط راستہ پر تھے اور انھوں نے جاپانیوں سے اپنی بدقسمت وابستگی کے برے نتائج کو نہیں سوچا۔ تین سال ہوئے جب مجھ سے کلکتہ میں پوچھا گیا تھا کہ اگر

ہندوستان کو آزاد کرانے کے عذر پر سبھاش بابو ہندوستان میں فوج لے آئیں تو آپ کیا کریں گے؟ میں نے جواب دیا تھا کہ میں ان کے حملہ کا مقابلہ کرنے میں پس و پیش نہ کروں گا۔ اگرچہ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہ تھا کہ سبھاش بابو اور ان کے ہندوستانی ساتھی اور پیرو ہندوستان کے آزاد کرنے کی نیت رکھتے تھے۔ اور وہ محض جاپان کے آلہ کار نہ تھے۔ پھر بھی انہوں نے اپنے آپ کو غلط راہ پر ڈال لیا تھا۔ اور جاپان کے اہتمام میں کام کر رہے تھے۔ کوئی شخص اس طرح غیر ملکی سایہ کے نیچے ہندوستان میں آسکتا تھا اس لیے ان کی نیت کچھ بھی ہو لیکن ہندوستان کے اندر اور باہر ان کا مقابلہ کرنا ہی تھا۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں جنگ ختم ہو چکی ہے اور اس آزاد ہند فوج کے افسروں اور سپاہیوں کی بہت بڑی تعداد قید و بند کی زندگی گذار رہی ہے۔ بعض کو پھانسی بھی دی جا چکی ہے۔

اگرچہ قطعی مستند اطلاع تو نہیں ہے۔ لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جا رہا ہے۔ انہیں قید خانوں اور قلعوں میں رکھا گیا ہے اور وہ موت کے سایہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں برطانیہ سے سخت فوجی حکومت کی شکایت نہیں کرنا چاہتا وہ باغیوں سے جیسا بھی سلوک کریں اس کے لیے جواز پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک ہندوستانی اور ایسے ہندوستانی کی حیثیت سے جو اس معاملہ میں نمایاں پارٹیوں کی ہندوستانی رائے کی نمائندگی کرتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر ان افسروں اور آدمیوں کو سزا کے طور پر پھانسی پر لٹکا دیا گیا تو یہ افسوسناک سانحہ ہوگا۔ ان کے احساسات اور غلطیاں

بھی رہی ہوں، اور شاید تھیں بھی، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مجموعی طور پر وہ نوجوانوں کی عمدہ جماعت ہیں نادر افسر اور سپاہی بھی نادر ہیں ان میں غالب جذبہ ہندوستان کی آزادی سے محبت کا تھا۔ بہر صورت یہ نامعقول ہوگا کہ ان کے ساتھ زیادہ سخت سلوک کیا جائے۔ آج جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں بڑی تبدیلیاں ہونے والی ہیں یہ نہایت سخت غلطی ہوگی اور اس کے نتیجے بہت دور رس ہوں گے۔ اگر ان سے عام باغیوں جیسا سلوک کیا گیا۔ اُن کو جو سزا دی جائے گی وہ تمام ہندوستانیوں کو سزا دینے کے مترادف ہوگی۔ اس سے کروڑوں ہندوستانیوں کے دلوں میں گہرے زخم پیدا ہو جائیں گے خوش قسمتی سے اس معاملہ میں کوئی فرقہ وارانہ جذبہ نہیں ہے کیونکہ یہ افسر اور یہ سپاہی ہندو بھی ہیں مسلمان بھی ہیں اور سکھ بھی ہیں۔

مجھ تک جو بیانات پہونچے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آزاد ہند فوج پہلے پہل اس وقت بنی جب سنگاپور تقریباً جاپانیوں سے گھر چکا تھا اور برطانی فوج کا بیشتر حصہ کشتیوں سے روانہ ہو چکا تھا اس لئے جنگ کا رخ پلٹ جانے کی وجہ سے ہندوستانی فوج کے لئے ہتھیار ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا تھا وہ جاپانیوں کے رحم و کرم پر تھی۔ اس وقت برطانیہ کی ہندوستانی فوج کے ایک چھوٹے سے افسر سردار موہن سنگھ نے جاپانی کمانڈر سے رابطہ پیدا کیا اور باقی ہندوستانی فوج کو مرتب کیا جس کی تعداد تقریباً ۷۰ ہزار تھی۔

اگرچہ موہن سنگھ نے ایک حد تک جاپانیوں کا ساتھ دیا۔ لیکن اُنھوں نے

کسی طریقے سے ان کی پیشقدمی کی مدافعت کی اور ان کے ہاتھوں میں اوزار بننے سے انکار کر دیا۔ کئی مہینے کے بعد مقابلہ ایک شکست کی حد تک پہونچ گیا یہاں تک کہ موہن سنگھ جیسے نہایت قابل اور بہادر مہتمم کو جاپانیوں نے گرفتار کر لیا وہ اس وقت سے لاپتہ ہے غالباً جاپانیوں نے پھانسی دیدی۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آزاد ہند فوج کتنی عجیب اور مبہم ہے اس کے لیڈر برابر یہ کوشش کر رہے تھے کہ ہمارے آدمی جاپان کے سامراجی مقاصد کے آلہ کار نہ بن جائیں مجھے نہیں معلوم وہ اس میں کہاں تک کامیاب ہوئے لیکن اس معاملہ میں ان کی نیت ظاہر ہو گئی اور یہ بہت اہم بات تھی۔

ان حالات کے پیش نظر میں پُرخلوص یقین رکھتا ہوں کہ ان جنگی قیدیوں سے کوئی ایسا سلوک نہ کیا جائے گا جس سے ہندوستان کے دل و دماغ پر ایک اور گہرا چرکا لگے۔ جنگ کے ختم ہونے سے فوری ضرورت تو زائل ہو گئی اور اب وسیع النظری کی ضرورت ہے۔"

حکومت کا اعلان

جواہر لال نہرو کی یہ آواز ملک کے کونہ کونہ میں گونج اٹھی۔ چنانچہ حکومت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہی۔ اور اس نے اپنی پالیسی کی وضاحت میں ۲۷ اگست ۱۹۴۵ء کو ایک اعلان شایع کیا۔ جس کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

"حکومت ہند نے یہ طے کیا ہے کہ جن سپاہیوں نے دباؤ میں آکر کام کیا اور جنہوں نے گمراہ ہو کر دشمن کی فوجوں میں شرکت کر لی ان کے ساتھ رحم اور فیاضی

کا سلوک کیا جائے۔ لیکن قانون کی راہ میں کوئی خلل نہیں ڈالا جا سکتا۔ ان کے لیڈروں اور ان لوگوں پر جو خاص طور سے بے رحمی کے جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کورٹ مارشل کے ذریعہ مقدمہ چلے گا۔" اس کا اعلان ایک سرکاری کمیونک میں کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ "دشمن سے جا ملنا اور اپنے سابق ساتھیوں کے خلاف لڑنا ایک سپاہی کے لئے سخت ترین جرائم میں سے ہے۔ تقریباً ہر ملک میں قانوناً اس کی سزا موت ہے اور جو لوگ اس جرم کے مرتکب ہوئے ہیں اور پکڑے گئے ہیں وہ جنگی قیدیوں کے سے سلوک کا حق پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن حکومت ہندیہ محسوس کرتی ہے کہ دشمن کے ہاتھوں پکڑے جانے کے بعد یہ سپاہی جن حالات میں رہے ان کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اس وقت سے انہیں جنگ کی ترقی کی رفتار کا کوئی علم نہیں ہوا نہ انہوں نے جھوٹی جرمن اور جاپانی رپورٹوں کے علاوہ کوئی خبر سنی۔ ان میں سے کچھ پروپیگنڈہ سے گمراہ ہوئے اور کچھ بہتر سلوک کی خواہش کے دباؤ میں آ گئے۔ اور محض اس امید میں دشمن کے شریک ہو گئے کہ ان کی زندگی کی حالت میں فوری بہتری ہو جائے گی۔ اس لئے جو لوگ محض گمراہ ہو گئے تھے (اور اکثریت ایسی ہی ہے) ان سے رحم کا سلوک کیا جائے گا۔ لیکن بلاشبہ جس نے سپاہیوں کا قانون توڑا اور اپنے ساتھیوں سے غداری کی ایسے کسی شخص کو ہندوستانی فوج میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اس لیئے ان لوگوں کو فوج سے نکال دیا جائے گا۔ لیکن مہربانی کے طور پر انہیں ۴۲ دن کی تنخواہ مع رخصت دی جائے گی۔ اور ان سے اس زمانہ کا الاؤنس جو ان کے خاندانوں کو دیا گیا تھا واپس

نہ لیا جائے گا۔ جبکہ وہ دشمن سے تنخواہ لے رہے تھے اور دشمن کے ہاتھوں میں تھے۔

یہ تو اس اکثریت سے سلوک ہوگا جو دشمنوں کے ساتھ شریک ہوگئی تھی لیکن ایک ایسی تعداد بھی ہے کہ اگر اس کے خلاف واقعات صحیح ثابت ہو جائیں تو اس کے ساتھ اس قسم کا رحم کرنا غلط ہوگا۔ ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے بارے میں یہ خبر ہے کہ انہوں نے پچھلے ساتھیوں کو مار ڈالا یا انہوں نے اتحادی سپاہیوں کو پکڑا یا انہیں اذیتیں دیں اور کچھ ایسے لیڈر ہیں جنہوں نے جان بوجھ کر جاپانیوں کے یا جرمنوں کے کاز کو اپنایا۔ ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی متبادل صورت نہیں ہو سکتی کہ ان پر کورٹ مارشل کے ذریعہ مقدمہ چلایا جائے۔ ان کو یہ موقعہ دیا جائے گا کہ اپنی نمائندگی کے لئے وکیلوں کو منتخب کریں۔ ان کے مقدموں کی سماعت بند کمروں میں نہ ہوگی۔

ان دو قسموں کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد ایسی بھی ہے کہ جن کے معاملہ کی جانچ ضروری ہے اور یہ طے کرنا ہے کہ انہیں کس شمار میں رکھا جائے اس جانچ کے مکمل ہونے تک انہیں فوجی حراست میں رکھا جائے گا۔

یہ نظر میں رکھنا چاہیے کہ ان لوگوں کے مقابلہ میں ان بہادر سپاہیوں کی ہمت اور قوت برداشت کتنی زیادہ شاندار معلوم ہوتی ہے جن کی زبردست اکثریت جنگ کے قیدی ہونے پر بھی حق نمک خواری ادا کرنے

رہی اور جس نے دشمن کی ہر اس کوشش کو ٹھکرا دیا جو اس نے وفاداری کو متزلزل کرنے کے لیے کی۔"

حکومت ہند کی پالیسی کی وضاحت کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے دہلی میں ۲۸ اگست کو ایک انٹرویو میں اس بات پر زور دیا کہ اس معاملہ کو ہندوستانی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ اس انٹرویو کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

"مجھے خوشی ہے کہ حکومت ہند نے آزاد ہند فوج کے بارے میں بیان شائع کیا ہے۔ اور اب تک واقعات کے رُخ پر جو پردہ پڑا تھا وہ اُٹھا دیا گیا ہے۔ میری یہ رائے ہوگی کہ تمام واقعات عوام کے نوٹس میں لانے چاہئیں یعنی یہ کہ مختلف ضلعوں میں ان افسروں اور سپاہیوں کی تعداد کیا ہے؟ کیمپوں اور جیل خانوں میں کتنے ہیں؟ اور ان کے بارے میں اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے؟ وہ حالات کیا تھے جن کی ذیادہ پسلکہ میں ملایا میں یہ فوج بنی؟ مثلاً ابھی ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ انہیں وہاں اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ بہرحال آئینی طریقہ پر ان قیدیوں کو جنگی قیدی قرار دینا چاہیے۔ اگرچہ میں آئینی طور پر رائے دینے کا ماہر نہیں ہوں۔ لیکن یہ معاملہ قانون کے ماہروں کے لئے قابلِ غور ہے۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کو انگریزوں کی نظر سے دیکھنا ہے یا ہندوستان کی نظر سے۔ خوش قسمتی سے جنگ کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اور اب یہ ہم سب کے لئے جنگ کا نہیں بلکہ صلح کا زمانہ ہے۔ اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ کسی سخت

گیری کا بہاسی نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کے جو نتیجے نکلیں گے وہ بہت دور رس ثابت ہوں گے۔ اس سلسلے میں فرانس کے مارکوئس کی مثال ہمارے سامنے ہے جنہیں پیٹاں کی حکومت کا باغی سمجھا گیا تھا جنہیں بالآخر جنگی قیدی قرار دیا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آزاد ہند فوج باقاعدہ فوج کی حیثیت سے کام کر رہی تھی وہ ایک منظم اور باوردی فوج کا درجہ رکھتی تھی۔ اس سلسلہ میں کسی غلطی کا امکان نہیں ہے یہ بدقسمتی تھی کہ ان میں سے بہت سے گمراہ ہو گئے۔ اور انہوں نے ایک غلط کاز کی حمایت کی۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ جاپان کے کاز کی حمایت نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ ان کے اندر ہندوستان کی آزادی کا جذبہ موجزن تھا۔ مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہندوستان کے افسروں اور سپاہیوں کی بہت بڑی تعداد برطانوی فوج میں ہے اپنے پرانے ساتھیوں سے اس فیاضانہ سلوک کی قدر کرے گی۔"

صدر کانگریس کا مطالبہ

انڈین نیشنل کانگریس کے صدر مولانا آزاد نے اپنے حکومت ہند کے اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ آزاد ہند فوج کے سپاہیوں اور افسروں پر ذرا بھی سختی نہ کی جائے۔ موصوف نے فرمایا کہ:-

"آزاد ہند فوج میں سپاہیوں کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ انھوں نے اس راستہ پر چلکر اگرچہ غلطی کا ارتکاب کیا تھا لیکن محوری کاز کو اپنایا نہیں تھا وہ تو حب الوطنی کے جذبہ کے ماتحت کام کر رہے تھے۔

سب کو معلوم ہے کہ جن حالات میں اُنہوں نے کام کیا وہ بہت پیچیدہ تھے۔ اب لڑائی ختم ہو چکی ہے۔ رائے عامہ کسی حالت میں انہیں انتہائی بین الاقوامی سزا دی جانا پسند نہ کرے گی۔ میں بین الاقوامی قانون کی پیچیدگیوں میں جانا نہیں چاہتا لیکن قانونی رائے کے بموجب ان کے برطانوی ہندوستانی رعایا ہونے کا معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے۔ اور اس کا جواز ثابت کرنا مشکل ہے ایسے معاملہ میں ان کی ذمہ داری بین الاقوامی قانون سے تولنے کے لئے اخلاقی اُصولوں سے کام لینا ہوگا۔ بہر حال یہ بات بھولنا نہ چاہیے کہ آزاد ہند فوج کے بارے میں ہندوستان کے جذبات و احساسات کسی حالت میں بھی یہ برداشت نہ کریں گے کہ اس کے سپاہیوں کو انتہائی سزا دی جائے۔ یہ لوگ غیر متوقع حالات کا شکار ہو گئے تھے اور ان کی نیت حب وطن کے علاوہ کچھ اور نہ تھی اگر دشمن سپاہی بین الاقوامی قانون اور رواج کا فائدہ پا سکتے ہیں تو ایسے ملک کے باشندے جہاں غیر ملکی حکومت ہے اس سے کم کے حقدار نہیں ہیں؛

آزاد ہند فوج اور کانگریس کی تجویز

کانگریس کمیٹی نے وقت کے اہم تقاضے کو سامنے رکھکر ۲۳ ستمبر کو اپنے تاریخی اجلاس منعقدہ بمبئی میں ایک تجویز پاس کی جس میں حکومت ہند کو خبر دار کیا گیا کہ وہ آزاد ہند فوج پر کسی قسم کی سختی نہ کرے اور اس سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس فوج کے تمام سپاہی اور افسر رہا کر دیے جائیں۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اس احتمال کے پیش نظر کہ شاید حکومت کانگریس کے مطالبہ کو نہ مانے اور بضد رہ کر آزاد ہند فوج کے افسروں پر مقدمہ کی کارروائی شروع کر دے ایک ڈیفنس کمیٹی

بھی بنادی تاکہ ہندوستان کی رائے عامہ کی طرف سے ان تاریخی مقدموں کی پیروی کی جاسکے۔

پنڈت جواہر لال نہرو۔ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی، مسٹر آصف علی، اور مسٹر رگھو نندن سرن اس کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔ کانگریس کمیٹی نے آزاد ہند فوج کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کیا تھا وہ ذیل میں درج ہے :۔

"آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو یہ معلوم کرکے تشویش ہوئی ہے کہ ہندوستان میں اور غیر ملکی جیلوں میں بہت سے افسر مرد اور عورتیں جو ملایا اور برما میں آزاد ہند فوج میں شامل تھے۔ ان میں کچھ ہندوستانی سپاہی بھی ہیں جو مغربی علاقوں میں بھیجے گئے تھے۔ یہ لوگ افسروں کے فیصلوں کے منتظر رکھے گئے ہیں۔ اس زمانہ میں ہندوستان ملایا برما وغیرہ میں جو حالات تھے اور اس فوج نے جو اپنا مقصد ظاہر کیا ہے اس کے پیش نظر ان کے ساتھ جنگی قیدیوں کا سا سلوک کیا جائے اور اب جنگ ختم ہو چکی ہے اس لئے انہیں رہا ہوجانا چاہئے تھا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی یہ مستحکم رائے ہے۔ اس کے علاوہ دور رس نتیجوں والے واقعات ہیں۔ یہ ایک المناک سانحہ ہوگا اگر وہ افسر مرد اور عورت سزایاب ہوئے جنہوں نے ملک کی آزادی کے لئے چاہے غلطی سے ہی سہی مشقت اٹھائی تھی وہ ایک نیا اور آزاد ہندوستان بنانے کے عظیم کام میں بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ اب تک انہیں بہت دکھ پہنچ چکا ہے۔ اگر انہیں مزید سزا دی گئی تو یہ غیر منصفانہ ہی نہ ہوگی بلکہ اس سے ہندوستان کے بیشمار گھروں میں اور بالعموم ہندوستان میں صف ماتم بچھ جائے گی! در ہندوستان

اور انگلستان کے درمیان خلیج اور وسیع ہو جائے گی۔ اس لئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو پُر خلوص یقین ہے کہ اس فوج کے افسر اور عورتیں رہا کر دی جائیں گی۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی یہ بھی یقین کرتی ہے کہ ملایا، برما اور دوسرے مقامات کے ہندوستانی جو انڈین انڈیپنڈنٹ (آزادی ہند) لیگ میں شریک تھے انہیں کسی قسم کی سزا نہ دی جائے گی۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی یہ بھی اُمید کرتی ہے کہ جن ہندوستانی فوجوں یا سویلین کو جنگ کی سرگرمیوں کے سلسلہ میں کوئی سزا دی ہے اس پر عملدرآمد نہ کیا جائے۔"

پنڈت جواہر لال نہرو نے یہ ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جب انگریزوں نے سنگاپور، ملایا اور برما کو خالی کیا تو انھوں نے وہاں کی ہندوستانی فوجوں کو ہدایت کر دی کہ وہ ایسے کام پر عمل کریں جو ان کے نزدیک ان کے بہترین مفاد میں ہو۔ جب جاپانیوں کا قبضہ ہو گیا تو ان ہندوستانی فوجوں سے چند نے ہندوستانی قومی فوج میں شرکت کر لی۔ اب جبکہ انگریز سنگاپور، ملایا اور برما میں واپس پہونچ گئے تو ان ہندوستانیوں سے مجرموں جیسا سلوک ہو رہا ہے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ بغاوت کا الزام لگا کر ان سے منتقمانہ سلوک نہ کیا جائے۔ برمی قومی فوج اور آزاد ہند فوج کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر آزاد ہند فوج کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ برمی فوج سے کیوں مختلف ہے۔ میں برطانوی حکومت کو تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ ان نوجوان ہندوستانیوں سے منتقمانہ سلوک نہ کرے۔ جن کا جرم صرف یہ ہے کہ انھوں نے وطن کی آزادی کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگا دی تھی۔

اس سلوک سے ہندوستانی عوام میں بے اطمینانی اور اضطراب کی لہر خطرناک حد تک دوڑ جائے گی۔ یہ معلوم رہے ان لوگوں کے عزیز و اقارب برطانوی ہندوستانی فوج میں بھی ہیں۔

ڈیفنس کمیٹی اور حکومت ہند میں خط و کتابت

آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے آزاد ہند فوج کے نام نہاد ملزموں کے مقدمہ کی پیروی کے لئے جو ڈیفنس کمیٹی مقرر کی تھی اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ حکومت ہند سے یہ درخواست کی کہ وہ یہ مقدمات واپس لیلے۔ حکومت ہند نے یہ معقول درخواست جو قومی مطالبہ کی حیثیت رکھتی تھی ٹھکرا دی۔ یہ خط و کتابت ڈیفنس کمیٹی کی طرف سے مسٹر آصف علی اور مسٹر ڈیبائی نے کی تھی۔ ڈیفنس کمیٹی نے حکومت ہند سے درخواست کی تھی کہ:-

"ہر ہندوستانی کو معلوم ہے کہ آزاد ہند فوج کا قیام کن حالات کا نتیجہ تھا اس لئے یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے (چاہے کچھ لوگ اب بھی شبہ کریں) کہ جن حالات نے آزاد ہند فوج کے قیام میں مدد دی تھی انکی معقولیت یقیناً شبہ سے بالاتر ہے۔ ہندوستان کے تمام فرقے اور مختلف سیاسی عقائد رکھنے والے آزاد ہند فوج کے ان دلیروں کے متعلق (جن کا کورٹ مارشل ہو رہا ہے) یہی سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اور بے غرض حب الوطنی ہی کے جذبہ سے متاثر ہو کر اس تحریک میں حصہ لیا تھا وہ ان کے اس جذبہ کو قابل تعریف اور محب وطن تسلیم کرتے ہیں۔ جب جاپان نے فرانسیسی اور ڈچ علاقوں پر (ساؤتھ ایسٹ ایشیا) قبضہ کر لیا اور برما دشمن کے ہاتھ میں چلا گیا ملایا اور سنگاپور کا بھی وہی حشر ہوا جو برما کا ہوا تھا تو وہاں کے

بسنے والے ہندوستانیوں کی بھاری تعداد کے دل میں زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ وہ ان خراب اور غیر یقینی حالات میں اپنے آپ کو منظم کریں نہ صرف اپنے ڈیفنس اور حفاظت کے لئے بلکہ اس لئے بھی کہ وہ اپنے ملک کو غیر ملکی حکومت کے پنجہ سے آزاد کرانے کے لئے سرگرم جد و جہد ہو جائیں۔ ڈنیا بھر میں نہایت تیزی کے ساتھ بدلتے ہوئے حالات کے ماتحت اپنے فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے، فیصلہ کے مطابق مردانہ وار اپنی تجاویز کو ٹھوس بنانے اور اپنے پیارے ملک کی آزادی حاصل کرنے کے کام میں لگ گئے۔ انڈی پینڈنس لیگ (آزاد لیگ) نے جو ان ممالک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تھی، آزاد ہندوستان کے لئے ایک عارضی حکومت قایم کی اس حکومت کے زیر سایہ آزاد ہند فوج اپنی تربیت تنظیم پر بھروسہ کر کے میدان عمل میں نکل آئی۔

حالات کا صحیح جائزہ لینے کے بعد یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ محض کٹھ پتلی حکومت نہیں تھی بلکہ وہ ایک آزاد گورنمنٹ تھی جس کو بین الاقوامی برابری کا درجہ حاصل ہے۔

اس فوج میں وہ ہندوستانی جو مشرقی ایشیا میں آباد تھے اور ہندوستانی فوج کے وہ سپاہی جو انگریزوں کے حق میں لڑتے ہوئے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے تھے بہت بھاری تعداد میں ہندوستانی فوج میں شامل ہو گئے۔

ہم یہاں کسی ایسی بحث میں پڑنا نہیں چاہتے جو آزاد ہند فوج کے قانونی درجہ کے متعلق ہو اور یہ بھی نامناسب ہو گا کہ ہم یہاں اس سوال پر بحث کریں کہ کیا آزاد ہند فوج کے یہ لوگ کسی جرم کے قصور وار ہو سکتے ہیں یا نہیں بلکہ سوال

تو یہ ہے کہ کیا یہ پبلک مفاد کے خلاف نہ ہوگا کہ ان کے مقدمات کی سماعت کی جائے۔ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ ایسا نہیں ہے تو سوال یہ کہ وہ کون لوگ ہیں جو یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ پبلک مفاد کے خلاف نہیں ہے پبلک کی رائے ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ ان لوگوں کو بے غرض محب الوطن سمجھتی ہے۔ آزاد ہند فوج کے خلاف یہ الزام ہے کہ انہوں نے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ہندوستان کی سرزمین میں برطانوی حکومت کے پنجہ سے اپنے ملک کو آزاد کرانے کی کوشش کی ہے۔

اس فوج کے افسروں کے خلاف جو الزام ہے اس کا ابتدائی تعلق ہندوستانی عوام اور برٹش گورنمنٹ سے ہے اور برطانوی حکومت کھلے طور پر یہ اعلان کر چکی ہے کہ ہندوستان کو حق ہے کہ اگر ہندوستانی عوام چاہیں دولت متحدہ برطانیہ سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ کی طرف سے مسٹر ویجوڈ بین سکرٹری آف اسٹیٹ نے ہاؤس آف کامنز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا "نظری اعتبار سے ہندوستان کے درجہ نوآبادیات کے حصول میں چاہے کچھ کمی ہو لیکن عملی اعتبار سے یہ اسے حاصل ہے اس حیثیت کا پہلا حق یہ ہوتا ہے کہ ایک ایسے معاملہ میں جس سے بہت سے ایسے ہندوستانیوں کی زندگی اور آزادی کا تعلق ہے جو مختلف پارٹیوں اور خاص خاص فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں، ہندوستان کی رائے عامہ معلوم کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے اس لئے ملک کی رائے عامہ کا لحاظ رکھنے سے آزاد ہند فوج کے آدمیوں کے خلاف مقدمہ کی کارروائی آگے نہ چلائی چاہیے۔

آج ہندوستان اس مرحلہ پر ہے جب سینٹرل اسمبلی اور پراونشل لیجلیٹو اسمبلیاں

توڑ دی گئی ہیں دسمبر ۱۹۴۵ء کے وسط تک مرکزی اسمبلی کا پھر چناؤ ہو جائے گا اور مارچ ۱۹۴۶ء تک برطانوی ہند کے تمام صوبوں میں عام انتخاب ہو چکیں گے اور حکومت برطانیہ کو امید ہے کہ اس کے بہت جلد بعد صوبوں میں وزارتیں بن جائیں گی اور وہ اپنے اپنے صوبوں میں حکومت کا کام سنبھال لیں گی۔ گورنر جنرل نے ان ہی عام چناؤ کے بعد جلد ہی اپنی ایگزیکٹو کونسل کو دوبارہ ترتیب دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ تاکہ وہ ملک کی رائے عامہ کی نمایندگی کر سکے۔ یہ تمام آئینی واقعات آیندہ چند ماہ کے اندر پیش آنے والے ہیں۔

ڈیفنس کمیٹی کو یقین ہے کہ گورنر جنرل اس وقت اپنی نئی ایگزیکٹو کونسل کے مشورہ سے اس معاملہ میں رائے عامہ کا زیادہ اچھی طرح اندازہ لگا سکیں گے نئی مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں عوام کے نمایندوں کو اس بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع ہو سکے گا۔ آزاد ہند فوج میں عوام دلچسپی لے رہے ہیں۔ کیونکہ ہر صوبے کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ نئی حکومت اس بارے میں صحیح فیصلہ کر سکے گی کہ آیا آزاد ہند فوج کے افسروں اور سپاہیوں کے خلاف مجوزہ مقدمہ چلانا بھی چاہیے اور اگر چلانا چاہیے تو کب اور کس طرح۔

اس لئے ڈیفنس کمیٹی پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ ۵ نومبر ۱۹۴۵ء کے لئے جس مقدمہ کی سماعت مقرر ہوئی ہے وہ اور نیز وہ تمام مقدمات جن کے چلانے کا خیال ہے اگر ترک نہ کئے جائیں تو کم سے کم ملتوی ضرور کر دئے جائیں اور اس مسئلہ پر گورنر جنرل کی نئی ایگزیکٹو کونسل بننے از سر نو اور صوبوں میں وزارتیں قایم ہونے کے بعد از سر نو غور کیا جائے۔ ڈیفنس کمیٹی کو یقین ہے کہ

اگر اس معاملہ کو ایک تنگ، اصلاحی اور قانونی نقطہ نظر سے دیکھ کر فیصلہ کیا گیا تو یہ بہت بڑا ساتحہ ہوگا اس نوعیت کے مسائل کو جن کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی ایک وسیع اور مدبرانہ سپرٹ میں طے کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے بہت سے پہلو ہیں جو عوام کے مفاد کے لحاظ سے زبردست اہمیت رکھتے ہیں اور اگر جلدبازی میں ایسے فیصلے کیے گئے جو عوام کی مرضی اور جذبہ کے موافق نہ ہوئے تو ان کا ہندوستان کے طول و عرض میں دور رس اثر ہوگا۔

ڈیفنس کمیٹی درخواست کرتی ہے کہ آزاد ہند فوج کے افسران اور سپاہیوں کے خلاف مقدمات واپس لے لیے جائیں یا کسی کورٹ مارشل کے روبرو کسی مقدمہ کی اسوقت تک سماعت شروع نہ کی جائے۔ جب تک مرکز میں عارضی حکومت نہ بن جائے اور صوبوں میں نئی وزارتیں کام نہ کرنے لگیں اور تا وقتیکہ حکام متعلقہ کو ضروری ہدایتیں جاری نہ کر دی جائیں"۔

اس عرضداشت کی ایک نقل کمانڈر انچیف کے پاس بھیجدی گئی اور ان سے درخواست کی گئی کہ مقدمہ کو اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے جب تک گورنر جنرل اس معاملہ کو طے نہ کریں۔

ڈیفنس کمیٹی کا مطالبہ رد کر دیا گیا

حکومت ہند نے ڈیفنس کمیٹی کے اس معقول مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ سکریٹری تکمہ جنگ نے مسٹر ڈیسائی اور مسٹر آصف علی کو انکے خط کے جواب میں لکھا کہ:۔

"مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ آپ کی اس عرضداشت کا جواب جو آپ نے

۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو انڈین نیشنل آرمی ڈیفنس کمیٹی کی طرف سے بھیجی ہے جس میں آپ نے درخواست کی ہے کہ انڈین نیشنل آرمی کے تمام افسروں اور سپاہیوں کے خلاف مقدمات واپس لے لئے جائیں یا کم سے کم ان کو اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے جب تک کہ گورنر جنرل کی نئی ایگزیکٹو کونسل بنے اور مرکز میں نئی اسمبلی وجود میں آئے اور صوبوں میں چناؤ کے بعد نئی وزارتیں قائم ہوں۔

آپ کی کمیٹی کو یاد ہوگا کہ حکومت ہند نے اس بارے میں ۲۷، ۲۸، ۲۹ ستمبر کو پریس کمیونک شائع کئے تھے جن میں اپنی پالیسی کا اظہار کیا تھا۔ ان کی نقل ہمراہ بھیجی جا رہی ہے۔ ۲۷ اگست کے پریس نوٹ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ دشمن کے ساتھ جو لوگ مل گئے تھے ان میں بہت کم تعداد ایسے لوگوں کی ہے کہ ان کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ہیں اگر وہ صحیح ثابت ہو گئے تو ان پر رحم کرنا غلطی ہوگا جو اکثریت پر کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے خلاف ضرور مقدمہ چلایا جائے گا مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کو مطلع کر دوں کہ حکومت ہند کو اپنے اس فیصلے کو بدلنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

آپ کی کمیٹی نے التواء کی جو درخواست کی ہے اس کے بارے میں مجھے ہدایت ہوتی ہے کہ میں آپ کو مطلع کر دوں کہ حکومت ہند کو افسوس ہے کہ وہ یہ طریقہ اختیار نہیں کر سکتی اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بہت سے ایسے اشخاص کے خلاف جن کی تعداد ابھی طے نہیں ہوئی ہے۔ انصاف کی کارروائی کئی ماہ تک ملتوی رہے۔

کیا حکومت مقدمہ چلا سکتی ہے؟ جب حکومت نے اپنے اس مصمم

ارادہ کا اظہار کر دیا کہ وہ آزاد ہند فوج کے افسروں اور سپاہیوں پر ضرور مقدمہ چلائے گی۔ اور اس سلسلہ میں اس نے کچھ ملزموں کے نام کا بھی اعلان کر دیا تو ڈیفنس کمیٹی نے یہ سوال اٹھایا کہ آیا حکومت برطانیہ ان لوگوں پر مقدمہ چلا بھی سکتی ہے یا نہیں۔ ڈیفنس کمیٹی نے اپنے اس خیال کا اظہار شروع کر دیا کہ حکومت ان لوگوں پر مقدمہ چلانے کا کسی طرح حق نہیں رکھتی۔ ڈیفنس کمیٹی کی طرف سے مسٹر آصف علی نے کہا ہے:۔

"حکومت کی فوج کا دوسری آزاد ہند فوج نام رکھا گیا۔ پہلی آزاد ہند فوج کپتان موہن سنگھ کے ماتحت بنی تھی۔ لیکن جب اس فوج کے افسروں نے یہ محسوس کیا کہ جاپانی اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اسے توڑ دیا گیا۔ دوسری آزاد ہند فوج میں ہندستان کے گرفتار کئے ہوئے سپاہی اور شہری تھے۔ دوسرا حصہ برطانوی ہند کے ان سپاہیوں کا تھا جو چھوڑ دئے گئے تھے"

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں بعض اخبارات کے خاص نامہ نگاروں کے ذریعہ بہت کچھ متعصبانہ پروپگنڈا کیا گیا ہے۔ ملزموں کو اس کی بنیاد پر یہ دعویٰ کرنے کا حق ہے کہ ان کے مقدمہ کی سماعت منصفانہ طور پر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے خلاف زہر آلود فضا پیدا کی جا رہی ہے۔

ملزموں کے خلاف خاص الزام یہ ہے کہ انھوں نے ملک معظم کے خلاف جنگ چھیڑی۔ اس مقدمہ پر اثر ڈالے بغیر اور بغیر ملزموں

کی صفائی کے پہلو پر روشنی ڈالے ہوئے جس کا انہیں پورا حق ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ دیکھنا انتہائی مشکل ہے کہ آزاد حکومت کی آزاد فوج چاہے وہ اسی طرح کی عارضی کیوں نہ ہو جیسے بہت سی حکومتیں انگلستان میں عارضی طور پر بن گئی تھیں تعزیرات ہند کے ماتحت کیوں کر مقدمہ چلائے جانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے لوگوں پر کسی کو مقدمہ چلانے کا حق ہو سکتا ہے تو وہ آزاد ہندستان کی حکومت ہو گی۔ اور نمایندہ اسمبلی کے بارے میں برطانوی حکومت کے تازہ ترین اعلان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جلد یا بدیر ہندستان میں اپنی آزاد حکومت قائم ہو جائے گی۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ مقدمہ اس حکومت کے برسرِ اقتدار آنے تک کے لئے کیوں نہ اٹھا رکھا جائے۔

جہانتک بین الاقوامی ٹریبونل کا تعلق ہے صرف انہیں جرائم کے متعلق مقدموں کی سماعت بین الاقوامی قوانین کے ماتحت ہو سکتی ہے جو جنگی جرائم ہوں اور یہاں تو صورت یہ ہے کہ ایک ریاست باقاعدہ دوسری ریاست سے لڑ رہی تھی۔ اور جنگی قیدیوں سے فتح یاب ریاست یہ کہتی ہے کہ بتاؤ تم قیدی ہو یا نہیں یہ بین الاقوامی قانون کے خلاف ہے۔ اس وقت مجھے اور جرائم سے غرض نہیں میں تو صرف جنگ کا ذکر کر رہا ہوں اور مجھے یہ قبل از وقت اندازہ بھی نہ کرنا چاہیئے کہ مقدمہ میں کیا ہوگا اس لئے مجھے اس معاملہ میں

کچھ اور زیادہ نہیں کہنا چاہتا۔

البتہ مجھے پہلے اس سوال کا جواب دینا ہی جو مختلف گوشوں سے بار بار کیا جا رہا ہی کہ کانگریس ان سپاہیوں کے بچاؤ کا مقدمہ کیسے لڑ سکتی ہے جو محوری قوتوں کی طرف سے اتحادیوں کے خلاف لڑائی لڑے۔ اس سلسلہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب ان قیدیوں کے لئے کانگریس نے ڈیفنس کمیٹی بنائی تو اس کے بعد اور بھی انجمنوں کی ڈیفنس کمیٹیاں بننے کی خبر آئی ہے۔ یہ انجمنیں مختلف فرقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آزاد ہند فوج کے بارے میں ملک کے احساسات کیا ہیں۔ دوسرے تمام واقعات سے جو اب تک علم میں آئے ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ آزاد ہند فوج کو جاپانی غلبہ کے خلاف زبردست جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ اور وہ جنگ میں جاپانیوں کے اوزار بن کر نہیں بلکہ آزاد ریاست کی فوج بن کر گئے تھے۔ ان کا مقصد اپنے ملک کو غیر ملکی حکومت سے آزاد کرنا تھا۔ کوئی خوددار ہندستانی اپنے اہل ملک کے جذبۂ آزادی کی قدر کئے بغیر نہیں رہ سکتا خواہ وہ کسی جماعت اور فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔"



لال قلعہ دھلی جہاں بہادرشاہ ظفر کے بعد آزاد ھند فوج کے افسران کے
خلاف مقدمہ چلا[illegible]



آزاد ہند فوج کے چند افسر لال قلعہ میں

مقدمہ کی کارروائی

کانگریس نے آزاد ہند فوج کے خلاف مقدمات کو اپنے ہاتھ میں لینا تھا کہ ملک کے طول وعرض میں اس قومی فوج کی تحریک کے ساتھ ہمدردی اور حکومت کے رویہ پر نفرت وغصہ کی ایک لہر دوڑ گئی، ہندوستان کی رائے عامہ نے واضح اور غیر مشتبہ طریقہ پر یہ ظاہر کر دیا کہ وہ آزاد ہند فوج کے قرار دادہ ملزموں کو مجرم نہیں سمجھتی اور ان کی رہائی کے لئے بے چین ہے۔ حکومت کے لئے یہ ضروری ہوگیا کہ وہ یہ سوچے کہ ملک کی رائے عامہ کو ٹھکرانا یا اس کو مان لینا کونسی بات مصلحت وقت کے مطابق ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس نے یہ قدم اٹھایا کہ اپنے ایک اعلان کے ذریعہ ملک کے سامنے آزاد ہند فوج کے مختصر حالات اور اس کے مقدمات کی نوعیت واضح کرنے کی کوشش کی، اس اعلان میں یہ بتایا گیا تھا۔

"آزاد ہند فوج میں تقریباً ۴۳ ہزار آدمی تھے جن میں ۲۳ ہزار شہری تھے اور بیس ہزار انڈین آرمی کے سپاہی تھے، ان بیس ہزار میں سے ۳ ہزار سپاہی لاپتہ ہیں اور جو تین ہزار دوران جنگ میں پکڑے گئے تھے وہ ابھی تک ہندوستان نہیں آئے ہیں، باقیماندہ

چودہ ہزار سپاہیوں میں سے تقریباً ڈھائی ہزار نے اپنی صفائی دے دی ہے اور ان کو انڈین آرمی میں ہی رہنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ باقی رہے گیارہ ہزار پانچسو۔ ان میں سے چھ ہزار سلسلہ رحم خسروانہ بیالیس دن کی حق رخصت کے ساتھ چھوڑ دیئے گئے ہیں تقریباً ساڑھے پانچ ہزار ایسے بچے ہیں جن کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے، تحقیقات ختم ہونے کے بعد ان پر مقدمہ چلایا جائے گا اس وقت یہ کہنا ناممکن ہے کہ کن پر مقدمہ چلے گا، لیکن مقدمہ چلنے والوں کی تعداد بہت کم ہوگی جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے یہ تعداد چار سو سے زیادہ نہ ہوگی۔"

پہلے مقدمہ کے ملزمین

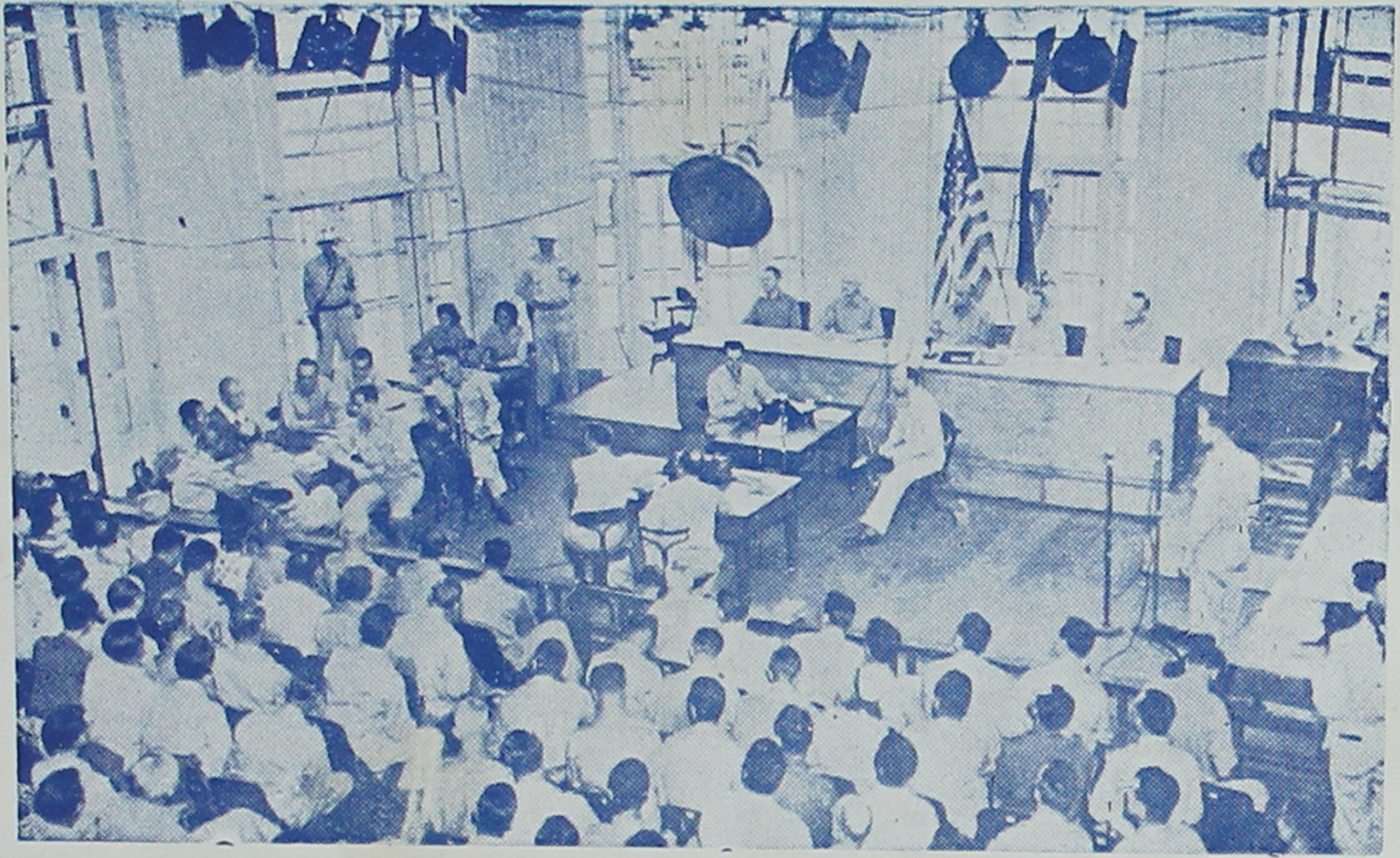
پہلا مقدمہ جس کا فیصلہ ہو چکا ہے آزاد ہند فوج کے تین بڑے افسروں کے خلاف ۵ راکتوبر ۱۹۴۵ء سے لال قلعہ میں کورٹ مارشل کے سامنے شروع کیا گیا اعلانات کے افتتاحی حکم میں ان ملزموں کے حسب ذیل نام دیئے گئے ہیں۔

(۱) کپتان شاہ نواز خاں ۱/۱۴ ویں پنجاب رجمنٹ

(۲) کپتان پی کے سہگل ۲/۱۰ ویں بلوچ رجمنٹ

(۳) لفٹیننٹ جی۔ ایس ڈھلن ۱/۱۴ ویں پنجاب رجمنٹ

آزاد ہند فوج کے ان تینوں افسروں کی زندگی کے مختصر حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ یہ اندازہ لگانے میں آسانی رہے کہ انہوں نے جذبۂ حب الوطنی سے مجبور ہو کر وہ کیا کام کئے تھے جو برطانوی حکومت کی نظر میں



لال قلعہ دھلی میں عدالت کورٹ مارشل کا اندرونی منظر

جرم قرار دیئے گئے ۔

کپتان شاہ نواز عمر تقریباً ۳۰ سال۔ شادی شدہ ہیں اور ایک بچے کے باپ۔ یہ اپنے بچہ کو ایک سال کا چھوڑ کر گئے تھے اب اس کی عمر پانچ سال ہے، راولپنڈی کے ایک فوجی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کے ساٹھ سے زیادہ رشتہ دار فوج میں ملازم ہیں جن میں سے کئی اصحاب اچھے اونچے عہدوں پر فائز ہیں حقیقی بھائی انڈین آرمی میں کمیشن یافتہ افسر ہیں اور ان کے چچا پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔

کپتان شاہ نواز کو فوجی تعلیم کے زمانے ہی میں اعلیٰ قابلیت کا افسر مانا گیا تھا۔ ان کی بہادری کا ریکارڈ ابتدا ہی سے بہت شاندار رہے، ملایا کی لڑائی میں کپتان شاہ نواز کو اعلیٰ افسروں کی خاص سفارش پر بھیجا گیا تھا۔ آزاد ہند فوج میں انھیں یکم ستمبر ۱۹۴۲ء کو سکنڈ لفٹیننٹ کا عہدہ دیا گیا اس کے بعد لفٹیننٹ کرنل بنادیا گیا۔ تین چار ماہ تک لفٹیننٹ کرنل شاہ نواز نے آزاد ہند فوج ہیڈ کوارٹر کے ٹریننگ اسکول کے افسر کی حیثیت سے کام کیا۔ اور ۱۷ اپریل کو انھیں چیف آف جنرل اسٹاف مقرر کر دیا گیا اور فروری ۱۹۴۵ء کو کرنل کے درجہ تک ترقی کر دی گئی۔

کپتان سہگل عمر ۲۸ سال۔ لاہور کے جسٹس سر اچھرو رام کے صاحبزادے ہیں۔ زمانۂ تعلیم میں ان کی قابلیت کا ستارہ چمکنا شروع ہو گیا تھا۔ فوج میں بھی ان کا ریکارڈ شاندار رہا۔ کپتان سہگل نے انگریزوں کے ہتھیار ڈالنے سے قبل کوٹا بادا اور بعد کی لڑائیوں میں بڑی بہادری کا مظاہرہ

گیا۔ فوجی حلقوں میں ان کی رجمنٹ اور خود ان کا نام بڑی تعریف کے ساتھ لیا جاتا تھا۔

آزاد ہند فوج میں مسٹر سہگل کپتان سے سیکنڈ لفٹیننٹ بنائے گئے اور ۱۵؍ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء کو انھیں لفٹیننٹ کرنل کا درجہ دیا گیا۔ اور ۷؍ اپریل سنہ ۱۹۴۳ء کو وہ ملٹری سکریٹری بنا دیئے گئے۔

لفٹیننٹ ڈھلن

عمر تقریباً ۳۴ سال۔ شادی شدہ ہیں، آپ کے دو بھائی ہیں اُن میں سے ایک فوجی افسر ہیں اور دوسرے ڈپٹی۔ ابتدائی زندگی بڑی تنگی میں گذاری، ذاتی قابلیت ہی تھی جس کی وجہ سے وہ فوج میں افسر کے درجہ تک پہنچ گئے۔ وہ ایک فوجی خاندان کے فرد ہیں جس کے ۲۲ افراد فوج میں شامل ہیں، کپتان ڈھلن کے ایک بھائی جو فوج میں اچھے عہدے پر مامور تھے مقدمہ کی پیروی میں امداد دینے کے لئے ملازمت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ان دونوں بھائیوں کا اپھال کے مورچہ پر مقابلہ ہو گیا تھا، ایک بھائی آزاد ہند فوج کے دستوں کی کمان کر رہا تھا اور دوسرا برطانوی فوج میں شامل تھا۔

آزاد ہند فوج میں کپتان ڈھلن پہلے آئی۔ سی پبلائی اور ٹرانسپورٹ کے عہدے پر تھے سنہ ۱۹۴۳ء میں اُنھیں سیکنڈ آئی۔ سی بنا دیا گیا۔ سنہ ۱۹۴۴ء میں وہ چوتھی گوریلا رجمنٹ (نہرو بریگیڈ) کے کمانڈنگ افسر مقرر کئے گئے۔

کورٹ مارشل کے اراکین

آزاد ہند فوج کے ان افسروں پر مقدمہ



کپتان شاہ نواز وغیرہ کے مقدمہ میں صفائی کے وکلاء

چلانے کے لئے حکومت ہند نے جو فوجی عدالت مقرر کی تھی اُس کے صدر میجر جنرل اے۔ پی۔ الگزینڈر تھے باقی چھ اراکین کے نام جن میں سے تین انگریز اور تین ہندوستانی افسر ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) بریگیڈیر۔ اے۔ جے۔ ایچ بورک (انڈین آرمی)

(۲) لفٹیننٹ کرنل سی۔ آر۔ اسٹوارٹ (انڈین ریگولر ریزرو آفیسر)

(۳) لفٹیننٹ کرنل۔ ٹی۔ آئی۔ اسٹونسن (رائل گڈھوال رائفلز)

(۴) لفٹیننٹ کرنل ناصر علی خاں (راجپوت رجمنٹ)

(۵) میجر جی پریم سنگھ (آئی۔ اے۔ وی)

(۶) میجر بنواری لال (پنجاب رجمنٹ)

تین اور افسر جن میں سے دو ہندوستانی اور ایک انگریز تھے مقرر کر دیئے گئے تھے تاکہ عدالت کے کسی ممبر کی اتفاقیہ غیر حاضری میں اُس کی جگہ پُر کی جا سکے ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) لفٹیننٹ کرنل سی۔ ایچ آکسن

(۲) میجر ایس۔ ایس پنڈت فسٹ پنجاب رجمنٹ

(۳) کپتان گوردیال سنگھ وندھو ۱۳ ڈی، سی۔ او۔ لانسرس

کرنل ایف۔ سی۔ اے، کیرن ڈپٹی جج ایڈوکیٹ جنرل (سنٹرل کمانڈر) سے فوجی قانون کے متعلق عدالت کے ممبر استغاثہ اور صفائی کے وکیل بشرط ضرورت مشورہ کر سکیں گے۔

صفائی کے وکیل

کانگریس کی ڈیفنس کمیٹی نے آزاد ہند فوج کے مقدموں میں صفائی کی پیروی کے لئے ملک کے ۹ مشہور قانون داں مقرر کئے تھے ان کے نام یہ ہیں :-

(۱) پنڈت جواہر لال نہرو۔

(۲) سر تیج بہادر سپرو

(۳) مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی

(۴) ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو

(۵) رائے بہادر بدری داس

(۶) مسٹر آصف علی

(۷) کنور سر دلیپ سنگھ

(۸) بخشی سر ٹیک چند

(۹) مسٹر پی کے۔ این

ان کے علاوہ اور بھی جونیر وکیل صفائی کی پیروی کر رہے تھے۔ استغاثہ کی پیروی سر نوشیرواں پی انجینیر ایڈوکیٹ جنرل آف انڈیا ملٹری پراسیکوٹر لفٹیننٹ کرنل پی واش کر رہے تھے۔

فردِ جرم

(۱) تاجِ برطانیہ کے خلاف جنگ میں شرکت۔

سنگاپور، ملایا، رنگون اور برما کے متعدد مقامات پر تینوں ملزموں

۷ ستمبر ۱۹۴۲ء سے ۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء تک تاجِ برطانیہ کے خلاف جنگ میں شرکت کی۔

(۲) جرم قتل :-

مجرم لفٹیننٹ ڈھلن برما میں پوپا کی پہاڑی کے قریب ۶ مارچ ۱۹۴۵ء کے قریب ہری سنگھ کے قتل کا مرتکب ہوا۔

(۳) امداد قتل

مجرم کپتان سہگل مندرجہ بالا قتل میں امداد کا مرتکب ہوا

(۴) جرم قتل

مجرم لفٹیننٹ ڈھلن برما میں پوپا پہاڑی کے قریب ۶ مارچ ۱۹۴۵ء کو دولی چند کے قتل کا مرتکب ہوا

(۵) امدادِ قتل

مجرم کپتان سہگل مندرجہ بالا قتل میں امداد کا مرتکب ہوا

(۶) جُرمِ قتل

مجرم لفٹیننٹ ڈھلن برما میں پوپا پہاڑی کے نزدیک ۶ مارچ ۱۹۴۵ء کو دریاؤ سنگھ کے قتل کا مرتکب ہوا۔

(۷) امدادِ قتل

مجرم کپتان سہگل، مندرجہ بالا قتل میں امداد کا مرتکب ہوا۔

(۸) جرمِ قتل

مجرم لفٹنٹ ڈھلن برما میں پوپا پہاڑی کے نزدیک

۶ر مارچ ۱۹۴۵ء کو دھرم سنگھ کے قتل کا مرتکب ہوا

(۹) امدادِ قتل

مجرم کپتان سہگل مندرجہ بالا قتل میں امداد کا مرتکب ہوا

(۱۰) امدادِ قتل۔

مجرم کپتان شاہ نواز برما میں پوپا پہاڑی کے قریب توپچی محمد حسین کے قتل میں امداد کا مرتکب ہوا۔ اس قتل کے خزین شاہ اور اریا سنگھ مرتکب ہوئے تھے۔

ملزموں کے بیانات

قرار دادہ ملزموں نے فوجی عدالت کے سامنے بیان دیتے ہوئے انتہائی جرأت ودلیری کے ساتھ اس امر کا اقرار کیا کہ اُنھوں نے تاج برطانیہ کے خلاف جنگ میں شرکت کی تھی، اُنھوں نے بتایا کہ وہ ملک کی محبت کے خاطر آزاد ہند فوج میں بھرتی ہوئے تھے اور ان کی شکست کے بعد برطانوی حکومت نے اُنھیں جنگی قیدی کی حیثیت سے پکڑا تھا اسلئے ہم پر جو مقدمہ چلایا گیا ہے وہ قطعًا ناجائز ہے۔

ملزموں نے جس وقت یہ بیانات پڑھ کر سنائے لوگوں پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی اور ان لوگوں کے سوا جنہیں ہندوستان کی آزادی سے کوئی دلچسپی نہیں، تمام حاضرین دل ہی دل میں ان جانباز افسروں کی حب الوطنی کی داد دے رہے تھے۔ ذیل میں کپتان شاہ نواز کے بیان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے تاکہ اس سے اندازہ لگایا جا سکے کہ آزاد ہند فوج کے سپاہیوں کے دل میں اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے کتنا زبردست خلوص، جوش

اور ولولہ موجود تھا۔

کپتان شاہ نواز نے اپنے بیان میں کہا کہ:-

"میں نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا ہے جس کی بنا پر فوجی یا دوسری عدالت میں مجھ پر مقدمہ چلایا جا سکے، میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ میں نے تاج برطانیہ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا ہے، لیکن ایسا میں نے آزاد ہندوستان کی عارضی حکومت کے ممبر ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ اس حکومت نے مادر وطن کو آزاد کرانے کے لئے تاج برطانیہ سے اعلان جنگ کیا تھا۔ اور جنگ لڑی گئی وہ مہذب دنیا کے جنگی قوانین کے ماتحت لڑی گئی تھی۔ برطانوی فوج نے اس قانون کے مطابق ہمیں بہ مقابل تسلیم کر لیا تھا۔

کپتان شاہ نواز نے برطانیہ سے اپنے خاندانی تعلقات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ میرے والد نے تیس سال سے زیادہ عرصہ تک فوجی خدمت انجام دی ہے میرے خاندان کا ہر فرد جو فوجی خدمات کے قابل تھا پہلی اور دوسری دونوں جنگوں میں فوج میں بھرتی ہوتا رہا ہے اس وقت انڈین آرمی میں ہمارے خاندان کے تقریباً ۸۰ افراد مختلف عہدوں پر فائز ہیں۔ میں ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس کی تاج سے وفاداری ایک مشہور روایت ہے،

میں نے آزاد ہند فوج میں شرکت کا انتہائی غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا تھا۔ جس وقت ہم جاپانیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو میں نے سوچا کہ اگر جاپانی آزاد ہند فوج سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اس کا سدِ باب اس فوج میں شریک ہو کر ہی کیا جا سکتا ہے، میں یہ محسوس کرتا تھا کہ ہم چاہیں یا نہ چاہیں جاپانی ضرور ہندوستان میں داخل ہوں گے۔ میرا خیال تھا کہ جنگ ہر حالت میں ہندوستان کی سرزمین پر ہوگی، میں نہ سمجھتا تھا کہ برطانوی فوجیں جاپان کی پیش قدمی کو روک سکیں گی۔

سبھاش چندر بوس کی تقریریں سننے کے بعد میں آزاد ہند فوج کی تحریک سے پوری طرح متفق ہو گیا میری اُن سے ہندوستان میں کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اور نہ مجھے اُن کی پچھلی عملی سرگرمیوں کے متعلق کچھ علم تھا۔ ملایا میں میں نے اُن کی جو تقریریں سُنیں اُن کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ مجھ پر اُن کی شخصیت اور تقریروں نے جادو کر دیا تھا۔ اُنھوں نے اپنی تقریروں کے ذریعہ میرے سامنے ہندوستان کی اصل تصویر رکھ دی، اور میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار ان کی مدد سے ہندوستان کو ایک ہندوستانی کی نظر سے دیکھا۔ مجھ پر ان کی بے غرضی، ملک سے سچی محبت اور جاپانی دباؤ کے سامنے جھکنے سے انکار کا بے حد اثر پڑا

میں نے ملایا کا حملہ دیکھا تھا۔ میں نہ چاہتا تھا کہ ہندوستان پر بھی اس قسم کا حملہ ہو اور میں ایک مجبور و مقہور قیدی بنا پڑا رہوں۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ ہاتھ میں رائفل لے کر اپنے ملک کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت بہتر طریقہ پر انجام دوں گا۔"

کپتان شاہ نواز نے کہا :- کہ "میں نے آزاد ہند فوج میں شرکت کرتے وقت یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی زندگی، گھر بار، خاندان اور اس کی روایات (نامج سے وفاداری) سب کچھ قربان کر دوں گا۔ میں نے یہ بھی تہیہ کر لیا تھا کہ اگر میرا بھائی بھی میری راہ میں حائل ہوگا تو اُس سے بھی لڑوں گا ۱۹۴۴ء کی لڑائی میں ہم سچ مچ ایک دوسرے کے خلاف لڑے، میرا بھائی زخمی ہو گیا۔ میرا چچیرا بھائی اور میں چن کی پہاڑیوں میں روزانہ دو ماہ تک ایک دوسرے کے مقابلے میں لڑتے رہے۔ ہمارے سامنے بادشاہ یا ملک کی وفاداری میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا سوال تھا۔ میں نے یہ طے کر لیا کہ میں اپنے ملک کا وفادار رہوں گا۔ میں نے نیتا جی کے سامنے حلف اُٹھایا کہ میں ملک کی آزادی کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر دوں گا۔"

موصوف نے یہ بھی بتایا کہ مشرق بعید میں رہنے والے

ہندوستانیوں نے کس طرح آزاد ہند فوج کے لئے سب کچھ قربان کردیا تھا۔ پورے خاندان کے خاندان آزاد ہند فوج میں داخل ہوگئے اور اپنے ملک کے لئے فقیر بن گئے۔ موصوف نے یہ بھی بتایا کہ آزاد ہند فوج میں بھرتی ہونے کے لئے جنگی قیدیوں پر کسی قسم کا زور نہیں ڈالا گیا، اُنہوں نے بتایا کہ افسروں کو سخت تنبیہہ کردی گئی تھی کہ کسی شخص کو آزاد ہند فوج کی شرکت پر مجبور نہ کیا جائے۔ نیتاجی نے ہر شخص کو عام اجازت دیدی تھی کہ اگر وہ بڑی قربانیاں نہیں دے سکتا تو آزاد ہند فوج سے علیحدہ ہو سکتا ہے۔

کپتان شاہ نواز نے امدادِ قتل کے جُرم سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"محمد حسین کو موت کی سزا نہیں دی گئی اور نہ میں نے اس کے قتل کا کبھی کوئی حکم دیا تھا۔ اصل میں قصّہ یہ تھا کہ محمد حسین آزاد ہند فوج میں رضاکارانہ طور پر بھرتی ہوا تھا، اس نے ایک مرتبہ انتہائی نازک موقع پر بھاگنے کی کوشش کی اگر وہ اس کوشش میں کامیاب ہو جاتا اور برطانوی افواج سے مل جاتا تو ہمیں زبردست تباہی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ اس کا یہ فعل آزاد ہند فوج کے ایکٹ کی رو سے موت کی سزا کا مستوجب تھا۔ میں نے اس کو ڈانٹ کر صرف یہ بتایا کہ اسے اس جُرم کی سزا پھانسی ہے، لیکن یہ چونکہ اس کی پہلی لغزش تھی اس لئے

میں نے اسے چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ اگر وہ دوبارہ اس قسم کا جرم کرے تو میرے سامنے دوبارہ پیش کیا جائے لیکن بعد میں نہ اس قسم کا واقعہ پیش آیا اور نہ یہ معاملہ دوبارہ پیش ہوا۔

کپتان شاہ نواز نے نہایت پرخلوص انداز میں کہا کہ:۔
ہمیں سبھاش چندر بوس کی ہستی میں ایک حقیقی لیڈر مل گیا تھا اُس نے جب ہندوستان کے کروڑوں مفلس خستہ حال نہتے مجبور و بے کس اور فاقہ زدہ انسانوں کی طرف سے اپیل کی کہ ہم آگے بڑھیں اور اپنے ملک کی آزادی کے لئے اپنی جانوں کو قربان کردیں تو ہم میں سے ایک باعزت ہندوستانی بھی اس اپیل پر لبیک کہنے میں لیس و پیش نہیں کر سکتا تھا۔"

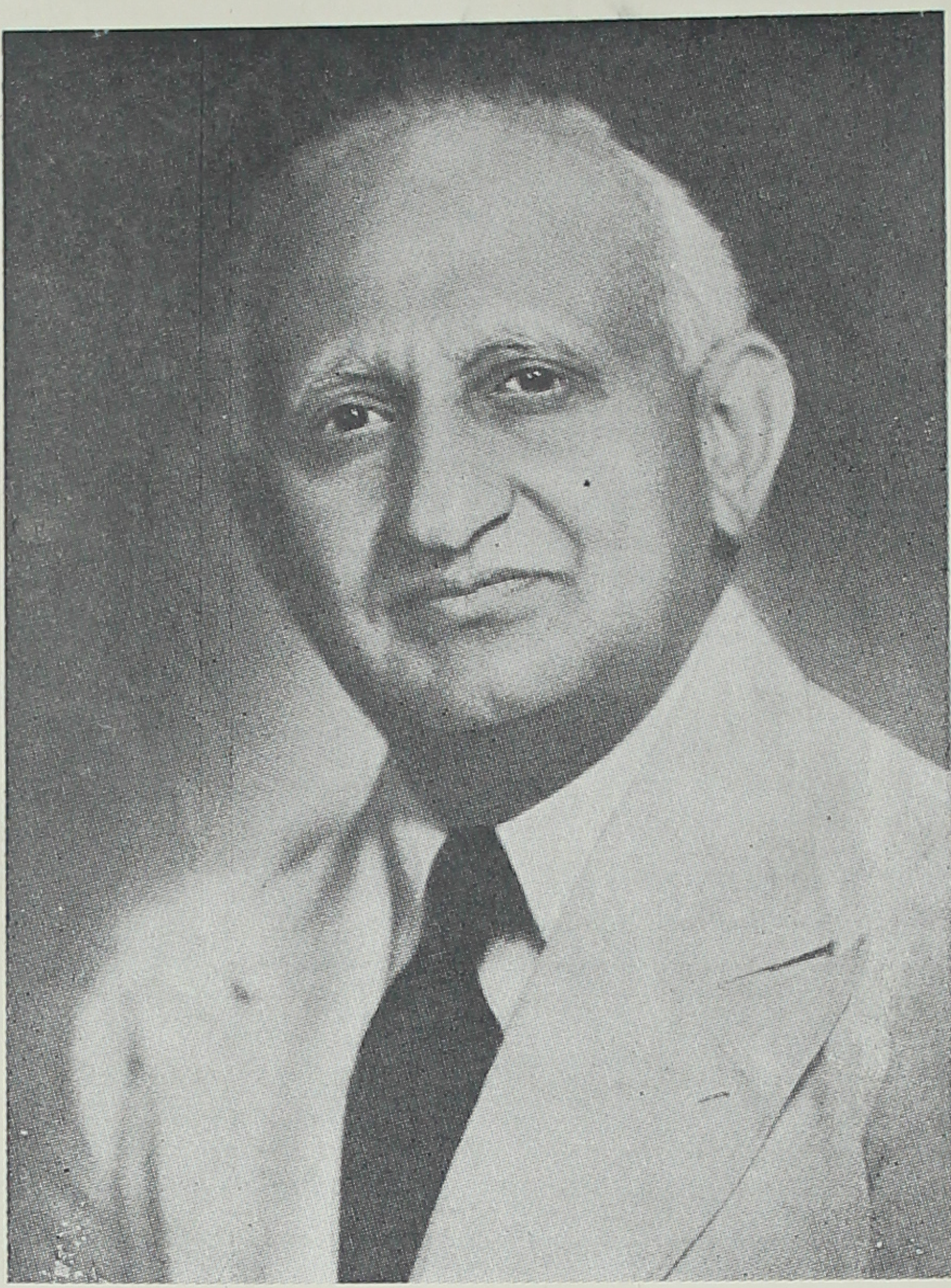
کپتان شاہ نواز نے کہا کہ "مجھے سبھاش چندر بوس جیسا لیڈر مل گیا تھا، میں نے اُس کے پیچھے چلنے کا فیصلہ کر لیا اور یہ میری زندگی میں سب سے بڑا فیصلہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس سلسلہ میں مجھے اپنے قریبی عزیز و اقارب سے جو برطانیہ کی ہندوستانی فوج سے تعلق رکھتے ہیں لڑنا پڑے گا۔ لیکن میں نے یہ بھی گوارا کر لیا۔"

وکیل صفائی کی تقریر

ملزموں کی صفائی میں مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے جو تقریر کی تھی اس کی اہمیت اس لئے اور بڑھ جاتی ہے کہ وہ دنیا کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی پہلی تقریر تھی

جو کسی فوجی عدالت کے سامنے کی گئی ہے۔ اس میں موصوف نے فوجی عدالت کے سامنے پہلی مرتبہ یہ سوال رکھا کہ محکوم ممالک کے باشندوں کو اپنی ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لیے غیر ملکی حکومت کے مقابلے میں ہتھیار اُٹھانے کا حق پہنچتا ہے یا نہیں؟۔ مسٹر ڈیسائی نے تاریخی اور قانونی حقائق کی روشنی میں یہ ثابت کر دکھایا کہ محکوم باشندوں کو ملک کی آزادی کے لئے غیر ملکی حکومت سے جنگ کرنے کا ہر طرح حق حاصل ہے انہوں نے برطانوی مقبوضات سے متعلق پارلیمنٹ کا ایک اہم بیان کا اقتباس پڑھ کر سُنایا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ تمام انسان برابر کا درجہ رکھتے ہیں اور انھیں اس بات کا حق ہے کہ وہ مکمل آزادی حاصل کریں۔ اور اپنے ملک میں آزاد حکومت قائم کریں۔ موصوف نے امریکہ کی جنگِ آزادی کا بھی حوالہ دیا اور بتایا کہ امریکہ کے باشندے بادشاہ کے وفادار تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے بادشاہ سے وفاداری پر ملک کی محبت کو ترجیح دی۔ اور یہ اس بہادری اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے کہ آج نہ صرف امریکہ خود آزاد ہے بلکہ اسی امریکہ نے (جس نے انگلستان کے بادشاہ سے بغاوت کی تھی) آج انگلستان اور سارے یورپ کو محوری طاقتوں کی غلامی سے بچایا ہے۔

مسٹر ڈیسائی نے آزاد ہند فوج کے قیام کی تاریخ اور آزاد ہند حکومت سے وفاداری کا حلف اُٹھانے کی تفصیلات بیان کیں اور یہ کہا کہ امریکہ کے خوددار باشندوں نے بغاوت کا جو جھنڈا لہرایا تھا اس میں اور



بھولا بھائی ڈیسائی۔ جنہوں نے آزاد ھند فوج کے تین
افسروں کے مقدمہ میں دس گھنٹہ تک بحث کی

آزاد ہند حکومت کے اعلانِ آزادی میں کیا فرق ہے؟ جب دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر آزاد ہند فوج کے سپاہیوں پر ملک کی غداری کا الزام کیوں لگایا جا رہا ہے۔

آزاد ہند فوج کے سپاہیوں کی غداری کے افسانے کو ثابت کرنے کے لئے یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ جاپانی حکومت کا آلۂ کار بنی ہوئی تھی اور اس کی اپنی کوئی مستقل حیثیت نہ تھی۔ مسٹر ڈیسائی نے اس سلسلہ میں بتایا، آزاد ہند فوج کو قائم کرنے اور اس کے کام کو چلانے والوں کی نہ نیت پر شبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کے طرزِ عمل پر کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو سکتا ہے، آزاد ہند فوج کا یہ فیصلہ تھا کہ وہ جاپانیوں کے آگے کبھی سر نہ جھکائیں گے اور اگر کبھی جاپانی ہندوستان کی آزادی کے راستے میں رکاوٹ ثابت ہوئے تو وہ ان سے بھی لڑیں گے۔

وکیل صفائی نے مزید کہا کہ اس امر کا استغاثہ کے گواہوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ اس سلسلہ میں موصوف نے لفٹیننٹ کرنل شاہ نواز کی تقریر کا بھی حوالہ دیا جس میں انہوں نے اپنے سپاہیوں سے کہا تھا۔

"اگر جاپانی تمہارے ایک تھپڑ مارے تو تم اس کے دو تھپڑ مارو، اگر جاپانی ہندوستان کی سرزمین میں کسی عورت کی بےحرمتی کریں تو پہلے انھیں سمجھاؤ اور اگر وہ نہ سمجھیں تو انہیں گولی سے اڑا دو"

مسٹر ڈیسائی نے دریافت کیا کہ مندرجہ بالا واضح اعلان کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ آزاد ہند فوج جاپانیوں کے ماتحت تھی یا ان کی کٹھ پتلی تھی۔

آزاد ہند فوج سپاہیوں سے لے کر کمانڈنگ افسر تک مکمل طور پر ہندوستانیوں پر مشتمل تھی۔ یہ فوج ہندوستانیوں کے سرمایہ سے چلتی تھی، ان کا جھنڈا ہندوستان کا قومی جھنڈا تھا اُنہوں نے بھوک پیاس، بیماری، موت غرض کہ ہر مصیبت کا خوشی سے سامنا کیا، ہفتوں جنگلوں میں بغیر بستر کے رہے۔ نمک اور کھانڈ بھی ان کے لئے عیاشی کا درجہ رکھتے تھے۔ جن لوگوں نے اس قدر تکالیف اُٹھا کر جنگ میں حصّہ لیا ان پر یہ جرم نہیں لگایا جاسکتا کہ وہ جاپانیوں کے آلہ کار بن کر آزاد ہند فوج میں شامل ہوئے تھے۔ آزاد ہند فوج کے بہادروں نے اپنے ہندوستان میں رہنے والے رشتہ داروں کی روایت عزت اور راحت کی پرواہ نہ کرکے دلیرانہ قدم اُٹھایا تھا، ایسے بہادروں پر کسی قسم کا الزام لگانا اپنی تنگ نظری کا ثبوت دینا ہے۔

آزاد ہند فوج کو جاپانیوں کا آلہ کار ثابت کرنے کے لئے استغاثہ کے چند گواہوں نے یہ کہا تھا کہ آزاد ہند فوج کی بھرتی جنگی قیدیوں میں سے جبری طور پر کی جاتی تھی۔ اس امر پر زور دیکر آزاد ہند فوج کے سپاہیوں کی حب الوطنی کو بدنام کرنا منظور رہا ہے۔ مسٹر ڈیسائی نے اس سلسلہ میں بتایا کہ استغاثہ کے بعض گواہوں نے اس امر کا اقبال کیا ہے کہ لفٹیننٹ کرنل شاہنواز سہگل اور خود مسٹر سبھاش چندر بوس نے اپنی تقریروں میں یہ کہا تھا کہ جو آدمی اپنے آپ کو قربان کرنے کے قابل نہیں سمجھتا وہ آزاد ہند فوج سے باہر رہ سکتا ہے۔ آزاد ہند فوج کی بھرتی اتنی رضاکارانہ تھی کہ کئی ہزار والنٹیرز کے لئے ہتھیار مہیا نہ کئے جا سکے۔ مسٹر ڈیسائی نے بتایا کہ جنگی قیدیوں کو

اس لئے نہیں مارا پیٹا گیا کہ وہ آزاد ہند فوج میں بھرتی ہوں بلکہ یہ سزا اس لئے دی گئی تھی کہ یا تو وہ مخبر تھے یا ان کے دوسرے کرتوت اس سزا کے مستحق تھے۔ اس معاملہ میں استغاثہ کی شہادت قطعاً ناقابل قبول ہے۔ جن لوگوں نے اس قسم کی شہادتیں دی ہیں انھیں مذکورہ بالا کرتوتوں کی وجہ سے سزا دی گئی تھی مگر وہ انگریزی حکومت کے سامنے شہید کا درجہ حاصل کرنے کے لئے یہ جھوٹی کہانی گھڑ کر سناتے ہیں کہ انھیں آزاد ہند فوج میں شامل ہونے سے انکار کرنے پر سے سزائیں دی گئی تھیں۔ استغاثہ کی شہادتوں کے تضاد سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ مسٹر ڈیسائی نے ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس لئے میں عدالت سے کہوں گا کہ وہ ان شہادتوں کو نظر انداز کر دے

دوسرے الزامات آزاد ہند فوج کے ان تین افسروں پر یہ لگائے گئے تھے کہ وہ قتل کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مسٹر ڈیسائی نے بتایا کہ اس سلسلہ میں جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔

چار لوگوں کے قتل کے متعلق ایک رپورٹ ضرور پیش کی گئی ہے جس میں ان کے قتل کا حکم موجود ہے لیکن جب تک اس بات کی قطعی شہادت موجود نہ ہو کہ وہ چار آدمی جن کے قتل کا حکم رپورٹ میں موجود ہے شناخت کر لئے گئے عدالت یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ انھیں گولی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہا گیا ہے کہ ان آدمیوں کو ہلاک کرنے کا حکم لفٹیننٹ ڈھلن نے دیا تھا۔ لیکن صاف شہادت موجود ہے کہ بیان کردہ تاریخوں میں لفٹیننٹ ڈھلن بیان کردہ مقام پر نہیں تھے۔ استغاثہ کے دو گواہوں نے تو یہ کہا ہے کہ وہ گولی مارنے

کے وقت موجود تھے اور ایک کا بیان ہے کہ وہاں لفٹیننٹ ڈھلن نہیں بلکہ ایک اور افسر موجود تھا۔

کپتان شاہ نواز پر امداد قتل کا جو جرم لگایا تھا۔ مسٹر ڈیسائی نے کہا اس کے متعلق نہ کوئی رپورٹ موجود ہے اور نہ گولی مارنے کے بارے میں کوئی قطعی شہادت

اس طرح مسٹر ڈیسائی نے قوی دلائل سے یہ ثابت کر دیا کہ قرار داد • ملزموں پر جو جرم عائد کئے گئے ہیں وہ از سرتا پا غلط ہیں۔

ملزموں کی حُبّ الوطنی کا اعتراف

مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کی معرکتہ الآرا تقریر کے بعد استغاثہ کے وکیل سر نوشیرواں نے اپنی تقریر میں ملزموں کی حب الوطنی کا اعتراف کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ کہا کہ ان کے خلاف جو الزامات لگائے گئے تھے وہ ثابت ہو گئے ہیں اور ان کا قانونی طور پر کوئی دفاع نہیں کیا جا سکتا۔ موصوف نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ آزاد ہند کی عارضی حکومت صرف کاغذوں پر تھی۔ اس کے پاس نہ ایک انچ زمین تھی اور نہ اس کا کوئی مالیاتی انتظام تھا۔ جاپان نے اسے محض اس لئے تسلیم کر لیا تھا تاکہ وہ اس عارضی حکومت کو اپنا آلۂ کار بنا سکے۔ ملزمین کے بیان کے مطابق آزاد ہند فوج اس غرض سے قائم کی گئی تھی کہ ہندوستان سے برطانوی حکومت کو بے دخل کر دے لیکن دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ وہ ہندوستان فتح کرنے میں جاپانیوں کی مدد کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ قتل و اعانتِ قتل کے الزامات کے متعلق سر نوشیروان نے یہ کہا کہ ان کے

ثبوت کے لئے استغاثہ کی شہادتیں کافی ہیں۔ قتل کا حکم دئے جانے کا ثبوت ہو چکا ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ ان کے احکامات کی تعمیل نہیں کی گئی قابل قبول نہیں ہے۔

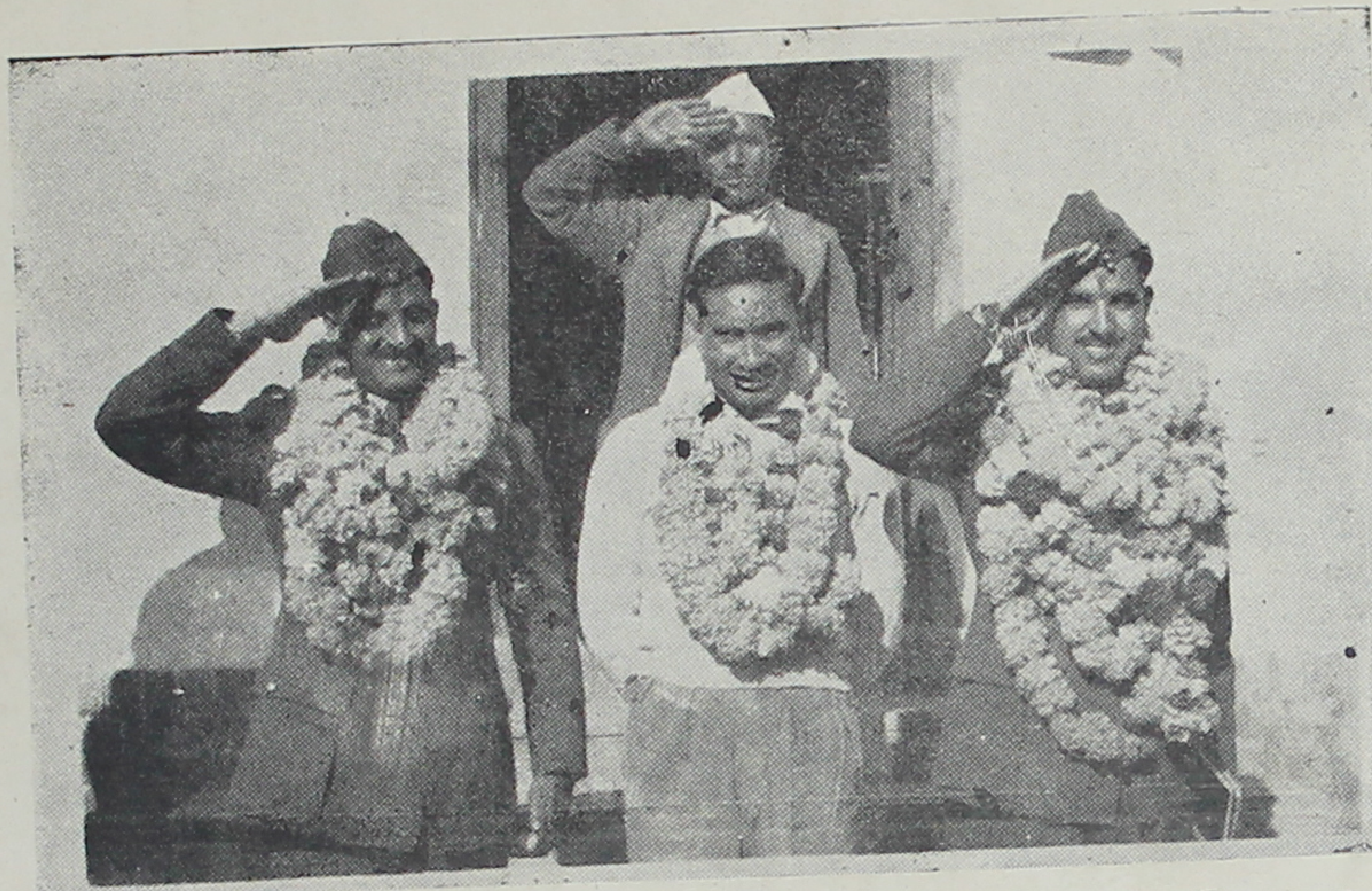
ایڈوکیٹ جنرل نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا کہ تمام الزامات ثابت ہو چکے ہیں۔ البتہ ایسی شہادتیں کافی نہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملزموں نے یہ کام ذاتی اغراض کے لئے نہیں بلکہ اپنے خیال میں ملک و قوم کی فلاح و بہبود کا ذریعہ سمجھ کر کئے تھے۔ مگر اس سے وہ قانون کی نگاہ میں بے جرم ثابت نہیں ہوتے۔ اتنا ضرور ہے کہ ان کی سزا تجویز کرتے وقت ان کی نیک نیتی اور جذبہ حب الوطنی پر غور کیا جا سکتا ہے۔ سزا کے معاملہ میں عدالت کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ عدالت انھیں کم سے کم جو سزا دے سکتی ہے وہ حبس دوام کی سزا ہے۔ اگر عدالت ملزموں کے خلاف فیصلہ ہونے کی صورت میں یہ سمجھتی ہے کہ انھیں سزا کم سے کم ملنا چاہئے تو وہ اس کی سفارش اس افسر سے کر سکتی ہے جو اس سزا کی تصدیق کرے گا۔

رہائی کا اعلان

تینوں افسروں کی رہائی کے سلسلہ میں آج نئی دہلی سے حسب ذیل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔

کپتان شاہ نواز خاں، کپتان سہگل اور لفٹیننٹ ڈھلن تینوں کے خلاف کورٹ مارشل میں اس الزام میں سماعت ہوئی کہ انہوں نے ملک معظم کے خلاف جنگ کی۔ لفٹیننٹ ڈھلن پر قتل کا بھی الزام تھا اور باقی دونوں پر اعانت قتل کا الزام تھا۔ کورٹ مارشل کا یہ فیصلہ ہے کہ تینوں ملزم ملک معظم

کے خلاف جنگ کرنے کے جرم کے مرتکب ہوئے۔ کپتان شاہ نواز کے خلاف اعانت قتل کا جرم بھی ثابت ہے لفٹیننٹ ڈھلن قتل اور کپتان سہگل اعانت قتل کے الزام سے بری کر دیئے گئے۔ ملک معظم کے خلاف جنگ کرنے کے جرم کا مرتکب گردانے کے بعد عدالت پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ملزمان کو موت یا عمر قید کی سزا دے۔ قانون کے ماتحت اس سے کم کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ کورٹ مارشل نے تینوں ملزموں کو عمر قید کی سزا دی اور ان کی برخاستگی اور ان کی بقایا تنخواہ الاؤنس کی ضبطی کا حکم دیا۔ کورٹ مارشل کا کوئی فیصلہ مکمل نہیں سمجھا جا سکتا، تاوقتیکہ اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔ اس معاملہ میں تصدیق کنندہ افسر یعنی کمانڈر انچیف نے یہ اطمینان کر لیا ہے کہ ہر ملزم کے متعلق کورٹ مارشل کا فیصلہ شہادت اور ثبوت کے مطابق ہے۔ اس لئے اس نے حکم سزا کی تصدیق کر دی ہے۔ لیکن تصدیق کنندہ افسروں کو سزاؤں میں کمی کرنے یا سزائیں معاف کر دینے کا اختیار ہے جیسا کہ اخباروں میں اعلان کیا جا چکا ہی حکومت ہند کی یہ پالیسی ہے کہ آیندہ صرف ایسے اشخاص کے خلاف سماعت کی جائے جن پر حکومت کے خلاف جنگ کرنے کے علاوہ وحشیانہ مظالم کرنے کا الزام ہو۔ البتہ یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ سزاؤں کے احکام پر نظر ثانی کرتے وقت تصدیق کنندہ افسر یہ دیکھے گا کہ ملزموں کے خلاف جو افعال ثابت ہوئے ہیں وہ مہذبانہ رویہ کے اصولوں کے کہاں تک منافی ہیں۔ لفٹیننٹ ڈھلن اور کپتان سہگل کو قتل اور اعانت قتل کے الزام سے بری کر دیا گیا اور یہ الزام نہیں لگایا گیا کہ وہ دوسرے وحشیانہ فعلوں کے مرتکب ہوئے۔ اگرچہ



کپتان شاہنواز، سہگل اور ڈھلن رہائی کے بعد دفتر ڈیفنس کمیٹی میں

کپتان شاہ نواز پر اعانت قتل کا الزام ثابت ہے اور ان کے خلاف جو واقعات ثابت ہیں سنگین ہیں تاہم تصدیق کنندہ افسر نے ان حالات کا لحاظ رکھا ہے جو اس وقت طاری ہیں ۔ اس لئے کمانڈر انچیف نے فیصلہ کیا ہے کہ تینوں ملزموں سے سزاؤں کے معاملہ میں یکساں سلوک کیا جائے اور تینوں کی عمر قید کی سزا معاف کر دی جائے ۔ مگر تصدیق کنندہ افسر نے ملزموں کی برخاستگی اور بقایا تنخواہ اور الاونس کی ضبطی کے حکم کی تصدیق کر دی ہے ۔ کیونکہ ہر حالت میں ایک افسر یا سپاہی کے لئے یہ بہت سنگین جرم ہے کہ وہ اپنے عہد وفاداری سے انحراف کرے اور حکومت کے خلاف جنگ کرے ۔ یہ ایسا اصول ہے جس کی پابندی قانون کی رو سے قائم شدہ حکومت کے حق میں خواہ وہ موجود ہو یا آئندہ لازمی ہے ۔

۳ر جنوری ۱۹۴۶ء

آزاد ہند فوج اور عدم تشدد کی جنگ

۴ رجنوری کو اہالیانِ دہلی کی طرف سے آزاد ہند فوج کی رہائی پر گاندھی گراؤنڈ میں شاندار خیر مقدم کیا گیا۔ جلسہ کے لئے پانچ بجے کا وقت دیا گیا تھا، لیکن دو بجے سے ہزارہا آدمی گاندھی گراؤنڈ میں پہنچ گئے۔ پانچ بجے تک تمام میدان مردوں اور عورتوں سے بھر گیا۔ اندازہ ہے کہ انسانوں کا یہ سمندر تقریباً دو لاکھ نفوس پر مشتمل تھا۔ جس وقت یہ افسر میدان میں پہنچے فضائے آسمانی جے ہند کے نعروں سے گونج اٹھی۔ مہمانوں پر ہر طرف سے پھولوں اور ہاروں کی بارش کا ایک سلسلہ تھا جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا تھا، دہلی کے عوام خوش تھے کہ برطانوی اقتدار کی دو سو سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہندوستان کی رائے عامّہ کے سامنے غیر ملکی سامراج کو نیچا دیکھنا پڑا۔

اس بے مثل اجتماع میں آزاد ہند فوج کے افسروں کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ اس قومی فوج کے سپاہی ہندوستان سے باہر رہ کر تشدّد اور گولہ بارود کے ذریعہ آزادی کی جنگ جاری رکھتے ہیں۔ لیکن ہند کی سرزمینِ مقدس پر قدم رکھتے ہی اُن کا طریقۂ جنگ بدل جاتا ہے۔ اب اُن کی جنگ آزادی کے ہتھیار گولہ بارود اور توپ و تفنگ نہیں رہتے بلکہ ان کی جگہ عدم تعاون اور سول نافرمانی کے پُرامن ہتھیار لے لیتے ہیں۔ اس لئے ہندوستان میں آکر آزاد ہند فوج کے سپاہی کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ کانگریس کے

جھنڈے کے نیچے عدم تشدد کی جنگ لڑنا شروع کر دے۔ آزادی کی جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے یہ اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک ہندوستان آزاد اور خود مختار نہ ہو جائے۔ اس موقعہ پر کپتان شاہ نواز کپتان سہگل اور لفٹننٹ ڈھلن کے اس فیصلے کا بھی اعلان کیا گیا کہ اُنھوں نے کانگریس کے اس اجلاس کے انتظامات کے لئے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں جو دہلی میں ہونے والا ہے۔ اس سلسلہ میں ان جانباز افسروں نے جو تقریریں کی تھیں وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

کپتان شاہ نواز کی تقریر

صاحب صدر۔ اور میرے دیش کے بھائیو، اور بہنو! آج ہند ہم تینوں آزاد ہند فوج کے افسران آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کر سکیں ہندوستان کے لوگوں کو مبارکباد دے سکیں، اس لئے نہیں کہ ہماری جانیں بچ گئیں جس وقت کوئی سپاہی مادرِ وطن کے لئے لڑنے کو کھڑا ہوتا ہے تو اس کو اپنی جان کا کوئی فکر نہیں ہوتا، میں اس بات کی مبارکباد دیتا ہوں کہ ہندوستان کی رائے عامہ کے سامنے برطانی سامراج نے سر جھکا دیا اور اس کو تسلیم کر لیا کہ ہر غلام قوم کو حق حاصل ہے کہ اپنی آزادی کے لئے جنگ لڑے، آپ نے ہمارے ساتھ جس محبت اور ہمدردی کا سلوک کیا ہے اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، یہ عزت افزائی

ہماری نہیں بلکہ ہمارے نیتاجی سبھاش چندر بوس کی ہے۔
ہمارے دشمنوں نے افواہیں اڑائیں کہ ہمارے نیتاجی جاپانیوں کو اس ملک میں حاکم بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن کورٹ مارشل نے ثابت کر دیا کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نیتاجی کا ایک ادنیٰ سپاہی ہونے کی حیثیت سے بتلانا چاہتا ہوں کہ اگر جاپانی ہمارے ساتھ بے ایمانی کرتے تو آزاد ہند کا ایک ایک سپاہی کٹ کٹ کر مرجاتا مگر ان کا مقصد پورا ہونے نہیں دیتا۔ جس چیز نے ہمیں جنگ لڑنے کے لئے مجبور کیا وہ یہ تھی کہ ہر ہندوستانی سپاہی جہاں بھی جاتا تھا دوسری قومیں اُسے نفرت کی نظر سے دیکھتی تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ تم خود ہی غلام نہیں ہو بلکہ ایشیا کی دوسری قوموں کو بھی غلام بنا رہے ہو۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہندوستانی سپاہی بہادری اور دوسرے اوصاف میں انگریزی اور امریکن فوج سے کسی طرح کم نہ تھا۔

جب نیتاجی سبھاش چندر بوس نے ہندوستان کی آزادی کے لئے ترنگا جھنڈا بلند کیا تو بہت سے جوان اس جھنڈے کے نیچے مرنے کو تیار ہو گئے، دوسری چیز یہ تھی کہ انگریز ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ انڈین آرمی دنیا کی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے لڑ رہی ہے جب نیتاجی نے ہم سے کہا کہ آپ کو بھی حق ہے کہ اپنی آزادی کے لئے لڑیں تو ہم تیار ہو گئے۔ جب نیتاجی کی فوج نے ہندوستان کی

پاک سرزمین کی طرف قدم بڑھایا تو اس کے پاس کوئی سامان نہیں تھا، راشن نہ تھا، کپڑا نہ تھا، ہوائی جہاز نہ تھے، اگر کوئی چیز تھی تو وطن کی محبت اسی جذبہ کو لے کر یہ فوج دنیا کی زبردست طاقت سے ٹکر لینے کے لئے فرنٹ پر چلی گئی اور ڈیڑھ سال تک لڑتی رہی۔

آزادی کی گھاس غلامی کی بسکٹ سے بہتر

میں ایک واقعہ بتلاتا ہوں۔ ہماری فوج امپھال کی پہاڑیوں میں لڑ رہی تھی، کھانے پینے کو کچھ نہیں تھا، ہمارے جوان جنگل کی گھاس پھوس کھا کر گذارا کر رہے تھے، ایک دن انگریزی فوج کی طرف سے ایک چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آزاد ہند کے گمراہ سپاہیو۔ تمہارے بچے تمہارا انتظار کر رہے ہیں، تم بھوکے مر رہے ہو، ادھر آؤ تم کو اچھا کھانا ملے گا اور گھر پہنچا دیا جائیگا لیکن آزاد ہند فوج نے جواب دیا کہ ہم آزادی کی گھاس کھا سکتے ہیں لیکن غلامی کی ڈبل روٹی اور بسکٹ کھانے کو تیار نہیں ہیں۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہماری فوج کو ہمیاسیہ راشن کی کمی کی وجہ سے واپس جا رہی تھی کہ ایک زخمی سپاہی راستے میں پڑا تھا جس کے زخم میں ہزاروں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ وہ بھوکا مر رہا تھا۔ اس نے مجھے بلایا اور کہا میرا ایک سندیسہ لیتے جاؤ، آپ نیتاجی کو میرا جے ہند پہنچا دینا اور کہنا کہ وہ وطن کی خاطر پڑا سڑ سڑ کر بھوکا پیاسا مر رہا ہے، مگر اسے بڑی خوشی ہے کہ وہ سلامی

تکلیف مادرِ وطن کے لئے اُٹھا رہا ہے۔

اس فوج میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی وغیرہ سب قوموں کے لوگ تھے، اُن میں کوئی تفرقہ نہ تھا، مگر انہوں نے اکٹھا ہو کر مادرِ وطن کے لئے ایک ہی میدان میں خون بہایا، ہم ان بہادروں کے نام پر جو مادرِ وطن کے لئے قربان ہو گئے آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم سب مل کر ملک کو آزاد کرائیں ہماری ہتھیار بند لڑائی کا ایک حصہ ختم ہو گیا۔ اب ہم سخت ڈسپلن میں رہ کر کانگریس کے جھنڈے کے نیچے بغیر ہتھیاروں کے لڑائی لڑیں گے۔ ہمیں امید ہے ہمارے دوسرے بھائی جو لال قلعہ میں بند ہیں حکومت ان کو جلد رہا کر دے گی۔"

(اس جلسہ سے قبل کیپٹن شاہ نواز نے نمازِ جمعہ کے بعد جامع مسجد وہاں میں بیس ہزار مسلمانوں کے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے ایک تقریر کی تھی جس میں مذکورہ بالا خیالات کے علاوہ چند باتیں اور کہی تھیں جس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے)۔

کیپٹن شاہ نواز نے رنگون کے ایک اجتماع کا جو شاہانِ مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے مقبرے کے پاس ہوا ذکر کرتے ہوئے کہا اس اجتماع میں نیتاجی سبھاش چندر بوس نے ایک پرجوش تقریر کی تھی، نیتاجی بول رہے تھے اور زار و قطار روتے جا رہے تھے، نیتاجی نے مقبرے کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"اے ہندوستان کے شہنشاہ میرا نام سبھاش چندر بوس ہے ایک زمانہ تھا کہ تو ہمارا شہنشاہ تھا لیکن ہم آج تجھے بے کسی و لاچارگی کی حالت میں آرام کرتے دیکھ رہے ہیں۔ میں تجھ سے

وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیری تلوار کو لندن تک چلاؤں گا۔
کیونکہ ہم میں ایمان کی بُو اب تک باقی ہے اور تو نے خود کہا تھا

غازیوں میں بُو رہے گی جب تلک ایمان کی
تب تلک لندن پہ چلے گی تیغ ہندوستان کی

اے شہنشاہ ہند! میں ہی پہلا وہ شخص ہوں گا جو تجھے ہندوستان واپس لے جائے گا"!

کیپٹن شاہ نواز نے مزید کہا کہ نیتا جی نے اس کام کے لئے دو لاکھ روپے جمع بھی کر لئے تھے۔ لیکن افسوس یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ نیتا جی کے اس عہد کو اب ہمیں پورا کرنا ہے۔

کپتان سہگل کی تقریر

کپتان سہگل نے کہا "آج آپ نے ظاہر کر دیا ہے کہ آپ ہمارے کام کی قدر کرتے ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں حالات ایسے ہو گئے تھے کہ ہمارے سامنے یہ سوال اُٹھا کہ ہم ہندوستان کی کس طرح خدمت کر سکتے ہیں۔ ہم نے تاریخ کے مطالعہ کے بعد فیصلہ کیا کہ دوسری قوموں کی طرح ہم بھی ہتھیار اُٹھا سکتے ہیں اپنے ملک کو آزاد کرانے اور ان لاکھوں ہندوستانیوں کی حفاظت کرنے کے لئے جنہیں انگریزوں نے بے حفاظت چھوڑ دیا تھا ہم نے فوج بنائی، ہماری فوج فقیروں کی فوج تھی

ہم یہی کہا کرتے تھے کہ اگر آپ بھوک اور موت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہمارے ساتھ آگے بڑھیں۔ ہماری فوجوں کا مقابلہ بہت بڑی فوجوں سے ہوا، لیکن ہماری بھوکی پیاسی فوج نے پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیا۔ ہماری فوج میں بہنیں بھی شامل تھیں، وہ مردوں کے دوش بدوش میدانِ جنگ میں آئیں۔ بال سینا فوج تھی۔ ہم برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمارا کورٹ مارشل کر کے آزاد ہند فوج کی کہانی تمام دُنیا کو سُنا دی۔ ہم نے نیتاجی سبھاش چندر بوس کے سامنے حلف اُٹھایا تھا کہ جب تک ہمارے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے ہم آزادی کی جنگ میں لڑتے رہیں گے، اب بھی ہمارا حلف اور عہد قایم ہے اب ہم عدم تشدد سے لڑیں گے۔ میرا جسم جیل سے باہر ہے لیکن میری روح ابھی تک جیل خانے کے اندر ہے۔ جب تک ہم اپنے ساتھیوں کو آزاد نہیں کرا لیں گے چین کا سانس نہ لیں گے"۔

لفٹیننٹ ڈھلن کی تقریر

لفٹیننٹ ڈھلن نے کہا کہ میں بہت باتوں میں خوش قسمت ہوں اور سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ میرے کمانڈر کیپٹن شاہ نواز اور کرنل سہگل یہاں موجود ہیں۔

میرے بھائیو! میں اس عزت کا حقدار نہیں ہوں جو آج مجھے مل رہی ہے! اس عزت کے حقدار برما کی پہاڑیوں اور جنگلوں میں ہمیشہ کے لئے سوئے ہوئے جوان ہیں، جنہوں نے ہندوستان کو...... آزاد دیکھنے کے لئے اپنی جانیں قربان کیں۔ ہم ہندو مسلمان سکھ عیسائی مل کر لڑے اور اب بھی آزادی کے لئے اکٹھے ہو کر لڑ سکتے ہیں، ہمارا ہتھیار تشدد تھا لیکن آج عدم تشدد ہو گیا ہے۔ نیتا جی نے ایک فرمان دیا تھا جو یہ ہے۔

اُٹھو سوئے ہوئے بھارت کے نصیبوں کو جگا دو
آزادی یوں لیتے ہیں جواں بن کے دکھا دو

خوشحال رہو شیر مرے ہندی سپاہی
دشمن کی صفیں توڑ دو اور تہلکہ مچا دو

کر یاد شہیدوں کا لہو دیش کی خاطر
اِک ٹولی بھی دشمن کے ہزاروں سر لڑا دو

تم قومی سپاہی ہو، عدو چیز ہی کیا ہے
رستے میں آئے اگر بھائی اُسے مار گرا دو

کیوں لال قلعہ یوں رہے دشمن کے حوالے
پھر لشکر ہندی کی وہاں دھوم مچا دو

مینار قطب دیکھتا ہے راہ تمہاری
چل اس کی بلندی کو ترنگے سے سجا دو

کچھ اور تمنا ہے نہ خواہش مرے دل میں
آزاد وطن ہند میں "جے ہند" بُلا دو

تاریخ آزاد ہند فوج

شیخ غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب
مائسمہ بازار امیراکدل سرینگر کشمیر
مستند اڈیشن